جلد اول

طلب العلم فریضة علیٰ کلّ مسلم و مسلمة
نور محمدی
مکمل مدلل
بہشتی زیور
از افاضات
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
رحمۃ اللہ علیہ
نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی

اگر آپ چاہتے ہیں
کہ قرآن کریم کو سمجھیں اور اس طرح سمجھیں
کہ قرآن پاک کے وہ تمام نکات آپ کے دل و
دماغ میں اتر جائیں جو گذشتہ تیرہ ۱۳ صدیوں
میں مفسرین نے کمال عرق ریزی کے
بعد زینت اوراق کئے ہیں تو
معجز نمایان کلام، قرآن مجید بادو ترجمہ مع کامل تفسیر اردو
کو روزانہ تلاوت میں رکھیں
ہدیہ مجلد چوبیس روپے، نمونہ کا صفحہ مفت طلب فرمائیں
نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور محمدی بہشتی زیور مدلل و مکمل

عربی عبارتوں، حوالوں اور قدیم و جدید ضمیموں کا بےمثل بہترین مجموعہ!

تصدیق فرمودہ حضرات علمائے دیوبند

مصنفہ :- حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رح

اس نور محمدی ایڈیشن میں نہایت ہی اہم اضافات اور فوائد کو شامل کر کے اسکو فی الحقیقت دین و دُنیا کا زیور بنا دیا گیا ہے۔ اب یہ ایک علمی، مذہبی، فقہی، اخلاقی، اقتصادی اور طبّی معلومات کا لاثانی ذخیرہ ہے جس سے ہر مسلمان مرد اور عورت گھر بیٹھے ایک زبردست اور جامع معلومات عالم کا کام لے سکتا ہے۔ اسمیں پیدائش سے لیکر موت تک کے حالات و مسائل جو ہر مسلمان کو پیش آتے ہیں، مکمل طور پر درج ہیں؛ اُردو میں دینی مسائل کی قابلِ اعتماد صحت کیلئے "نور محمدی بہشتی زیور" کا نام ہی زبردست ضمانت ہے۔

ناشران

نور محمد - اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب - مقابل آرام باغ - فریر روڈ - کراچی

قیمت :- اعلیٰ چکنا کاغذ مجلد تیرہ روپے + معمولی سفید کاغذ مجلد دس روپے (عہ ر) محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ) +

(مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی)

مشکوٰۃ شریف اُردو

(چھ ہزار سے زائد احادیثِ نبوی کا بیش بہا ذخیرہ)

یعنی

حدیث شریف کی گیارہ کتابوں کا عطر

بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔
سنن امام مالک۔ امام احمد۔ امام شافعی۔ امام بیہقی۔ دارمی

اہل علم اور دیندار مسلمانوں کو معلوم ہو کہ کلام الٰہی کے بعد دین اسلام کی بنیاد کلام رسول اللہ صلعم اور پھر صحابہؓ اور پھر تابعینؒ کے اقوال ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہو کہ احادیث رسول اللہ صلعم اور صحابہ و تابعین کے اقوال مبارک حقیقت میں قرآن مجید ہی کا واضح بیان اور کلام الٰہی کی مستند تفسیر ہیں۔

حضرت رسول کریم صلعم کی احادیث کو نہایت تحقیق و تدقیق اور انتہائی احتیاط کے ساتھ مختلف کتابوں میں ضبط کیا گیا ہی جنمیں سے چھ کتابیں زیادہ مستند و مشہور ہیں یعنی بخاری مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ۔

ان تمام کتابوں کا مطالعہ چونکہ عام مسلمانوں کے لئے دشوار تھا اس لئے امام بغویؒ نے مذکورۂ بالا چھ کتب اور دوسری مستند کتب احادیث مثلاً سنن امام مالک۔ امام احمد۔ امام شافعی۔ امام بیہقی اور دارمی سے ضروری احادیث کا ایک مجموعہ عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے خیال سے مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح رکھا۔ اس کتاب سے مسلمانوں کو غیر معمولی فائدہ پہنچا اور یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد علمائے محسوس کیا کہ مصابیح کی ترتیب میں بعض نقائص ہیں جو مصابیح کی موجودہ صورت سے خاطر خواہ نفع پہنچنے میں سدّراہ ہیں۔ اس لئے تبریز کے مشہور عالم شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری نے اس طرف توجہ کی اور عرصہ دراز کی محنت و کوشش کے بعد ۷۳۷ھ میں مصابیح کے تمام نقائص کو دور کر کے احادیث کا ایک بہترین مجموعہ مرتب کیا جسکا نام "مشکوٰۃ المصابیح" رکھا اور یہ مجموعہ اسقدر مقبول ہوا کہ دنیائے اسلام کے تمام مدارس میں اسکو داخل درس کر لیا گیا۔

ضرورت تھی کہ جسطرح مشکوٰۃ المصابیح سے اہل علم اور عربی داں حضرات مستفیض ہو رہے تھے، اسی طرح اردو داں طبقہ بھی اس سے فائدہ اٹھائے اور نبی کریمؐ کی احادیث مبارکہ سے براہ راست لطف اندوز ہو۔

اصح المطابع نے اس شدید کمی کو محسوس کیا اور تراجم احادیث کی اشاعت کا سلسلہ افادۃً للعوام جاری کرنے کا فیصلہ کر لیا ہی اسوقت مشکوٰۃ المصابیح کا صحیح بامحاورہ ترجمہ شائع ہو چکا ہے (بخاری شریف اور موطا امام مالک کا ترجمہ بھی عنقریب شائع ہونے والا ہی) یہ ترجمہ نہایت سہل اور آسان عام فہم ہے جسمیں تمام احادیث کو مع حوالہ جات کے درج کیا گیا ہے۔ جابجا ضروری تشریحات بھی شامل کر کے احادیث کے صحیح مفہوم کو سمجھانے کی مناسب کوشش کی گئی ہے۔ احادیث کا یہ بیش بہا ذخیرہ ۱۱۵۴ صفحات پر مشتمل ہی۔ ضخامت کا لحاظ رکھتے ہوئے کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

قیمت کامل مجلد اعلیٰ سولہ روپے (۱۶ـ)

الگ الگ جلدیں بھی مل سکتی ہیں۔ قیمت فی حصہ مجلد آٹھ روپے (۸ـ)

شائقین اور ضرورت مند حضرات کے اصرار پر "مشکوٰۃ" کے آخری ۴۴ صفحات کا حصہ "اسماء الرجال" جس میں ۱۰۳۳ اصحابہ، صحابیات، تابعین، تابعات اور ائمہ دین کے حالات درج ہیں علیحدہ بھی شائع کیا گیا ہے جس کی قیمت مجلد دو روپے ہے +

ناشرین:- نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ فریر روڈ۔ کراچی

نورِ محمدی بہشتی زیور مدلل و مکمل

فہرستِ مضامین

حصہ چہارم

حصہ پنجم

حصہ دہم

فہرست مضامین نور محمدی طبی جوہر (بہشتی زیور حصہ نہم)

کتبہ اشفاق احمد بڑے اور شفاعت احمد خوشنویس

فہرست مضامین نورِ محمدی بہشتی زیور حصہ اول مکمل مدلل

نوٹ۔ یہ مضمون بچوں کے لئے نہیں ہے۔ بچوں کو صفحہ ۔۔ سے شروع کرایا جاوے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ قدیمہ

الحمد للہ الذی قال فی کتابہ یاایہا الذین اٰمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ وقال تعالیٰ واذکرن مایتلٰی فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ والصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ محمد صفوۃ الانبیاء الذی قال فی خطابہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ وقال علیہ السلام طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ و علیٰ اٰلہ واصحابہ المتأدبین والمؤدبین بآدابہ

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ (یعنی دوزخ) سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یاد کرو (اے عورتو!) جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں۔ اور درود اور سلام آپ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو برگزیدہ ہیں انبیاء کے۔ آپ نے فرمایا اپنے ارشادات میں، ہر ایک تم میں سے راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھ ہوگی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کرنا علم کا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے اور درود نازل ہو آپ کی اولاد اور اصحاب پر جو آپ کے اخلاق و عادات کو سیکھنے اور سکھانے والے ہیں ۱۲)

امابعد۔ حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی مظہر مدعا ہے کہ ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی دیکھ دیکھ کر دل دُکھتا تھا اور اسکے علاج کی فکر میں رہتا تھا، اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف اُن کے دین تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ دین سے گذر کر ان کی دُنیا تک پہنچ گئی تھی اور اُن کی ذات سے گذر کر اُنکے بچوں بلکہ بہت سے آثار سے اُن کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اُسکے اندازہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر چندے اور اصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہوجائے۔ اسلئے علاج کی فکر زیادہ ہوئی اور سبب اس تباہی کا بالقاء الٰہی اور تجربہ اور دلائل اور خود علم ضروری سے محض یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا ہے جس سے اُن کے عقائد اُن کے اعمال اُن کے معاملات اُن کے اخلاق ان کا طرز معاشرت سب برباد ہو رہا ہے بلکہ ایمان تک بچنا مشکل ہے۔ کیونکہ بعضے اقوال و افعال کفریہ تک

۱؎ الحدیث اخرجہ البخاری ومسلم وغیرہما ۱۲

۲؎ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم وواضع العلم عند غیر اہلہ کمقلد الخنازیر الجوہر واللؤلؤ و الذہب رواہ ابن ماجۃ و روی البیہقی فی شعب الایمان الیٰ قولہ مسلم وقال ہذا حدیث متنہ مشہور واسنادہ ضعیف وقد روی من اوجہ کلہا ضعیف ذکرہ شئ من طرقہ اھ وقال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ بعد بحث طویل قد الحق بعض المصنفین باٰخر ہذا الحدیث ومسلمۃ ولیس لہا ذکر فی شئ من طرقہ وان کان معناہا صحیحاً ۱۲ (ابن ماجہ صفحہ ۲۰)

اور بیہقی کی کتاب شعب الایمان میں علیٰ کل مسلم ہی تک منقول ہے اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن مشہور ہے مگر سند ضعیف ہے۔ اسی کی تائید میں امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں بھی ذکر کیا ہے کہ بعض مصنفین نے علیٰ کل مسلم کے بعد ومسلمۃ کا اضافہ کیا ہے اور سیر حاصل بحث کے بعد یہ بھی فرمایا ہے کہ اس حدیث کی کسی سند میں بھی یہ لفظ (ومسلمۃ) مذکور نہیں ہے۔ مگر یہ روایت معناً صحیح ہے۔

اُن سے سرزد ہو جاتے ہیں اور چونکہ بچے اُن کی گودوں میں پلتے ہیں۔ زبان کے ساتھ اُن کا طرزِ عمل، اُن کے خیالات بھی ساتھ ساتھ دل میں جمتے جاتے ہیں جس سے دین تو اُن کا تباہ ہوتا ہی ہے مگر دنیا بھی بے لطف و بدمزہ ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ بداعتقادی سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے اور بداخلاقی سے بداعمالی اور بداعمالی سے بدمعاملگی جو جڑ ہے تکدرِ معیشت کی۔ رہا شوہر اگر ان ہی جیسا ہوا تو دو مفسدوں کے جمع ہو جانے سے فساد میں اور ترقی ہوئی جس سے آخرت کی تو خانہ ویرانی ضروری ہے مگر اکثر اوقات اس فساد کا انجام باہمی نزاع ہو کر دنیا کی خانہ ویرانی بھی ہو جاتی ہے اور اگر شوہر میں کچھ صلاحیت ہوئی تو اس بیچارہ کو جنم بھر کی قید نصیب ہوئی۔ بی بی کی ہر حرکت اس بیچارہ شوہر کے لئے ایذا رساں اور اسکی ہر نصیحت اس بی بی کو ناگوار اور گراں، اور اگر صبر نہ ہو سکا تو نوبت نااتفاقی اور علیحدگی کی پہنچ گئی اور اگر صبر کیا گیا تو قید تلخ ہونے میں شبہ ہی نہیں۔ اور اس ناواقفیت علوم دین کی وجہ سے ان کی دُنیا بھی خراب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کی غیبت کی اس سے عداوت ہو گئی اور اس سے کوئی ضرر پہنچ گیا۔ اور مثلاً طلبِ جاہ اور ناموری کے لئے فضول رسوم میں اسراف کیا اور ثروت مبدل بافلاس ہو گئی۔ اور مثلاً شوہر کو ناراض کر دیا اُس نے نکال باہر کیا، یا بے التفاتی کر کے نظر انداز کر دیا۔ اور مثلاً اولاد کی بیجا نازبرداری کی اور وہ بے ہنر اور نامکمل رہ گئی اُن کو دیکھ دیکھ کر ساری عمر کوفت میں گذری اور مثلاً مال و زیور کی حرص بڑھی اور بقدر حرص نصیب نہ ہوا تو تمام عمر اسی ادھیڑ بُن میں کاٹی۔ اور اسی طرح بہت سے مفاسد لازمی و متعدی اس ناواقفیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ علاج ہر شے کا اسکی ضد سے ہوتا ہے اسلئے اس کا علاج واقفیت علم دین یقینی قرار پایا۔ بنائً علیہ مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین گو اردو ہی میں کیوں نہ ہو ضرور سکھایا جاوے اس ضرورت سے موجودہ اردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں تو اس ضرورت کے رفع کرنے کیلئے کافی نہیں پائی گئیں۔ بعضی کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں بعضی کتابیں جو معتبر تھیں ان کی عبارت ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو۔ پھر اس میں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے کچھ بھی نہیں بعضی کتابیں عورتوں کے لئے پائی گئیں مگر وہ اس قدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم میں کافی نہیں اسلئے یہ تجویز کی کہ ایک کتاب خاص ان کیلئے ایسی بنائی جاوے جس کی عبارت بہت ہی سلیس ہو۔

دستور العمل تدریس حصہ ہذا

(نمبر۱) جب لڑکی کا قرآن شریف ختم ہو جاوے یہ رسالہ شروع کرا دیا جاوے۔

(نمبر۲) اسکا دیباچہ نہ پڑھایا جاوے البتہ ابیات جن میں زیور اخلاق کا بیان ہے اگر زبانی یاد کرا دی جاویں تو مناسب ہے۔

(نمبر۳) ہر لفظ اسکو خوب سمجھا کر اور یاد کرا کر پڑھایا جاوے اور وقتاً فوقتاً اسمیں امتحان لیا جاوے۔

(نمبر۴) اگر خلاف مصلحت نہ سمجھا جاوے تو لڑکی سے کہا جاوے کہ تختی پر اسی کتاب کو اول سے لکھنا شروع کر دے اور مشق میں جس قدر صاف ہوتا جاوے آگے بڑھتی جاوے اسمیں لکھنا بھی آ جاویگا اور کتاب کے مضامین بھی خوب یاد ہو جاویں گے اور بہتر یہ ہے کہ لڑکی کو کوئی دوسرا کتاب لیکر بتاتا جاوے اور وہ لکھتی جاوے اور جو غلطی نکلے اسکی اصلاح کی جاوے۔

(نمبر۵) عقائد و مسائل کو خوب سمجھا کر پڑھاویں اور ہمیشہ ان میں امتحان لیا کریں اور اگر دو تین لڑکیوں کی جماعت ہو تو ان کو تاکید کی جاوے کہ ایک دوسرے سے مسئلے زبانی پوچھا کریں۔

(نمبر۶) اگر پڑھانے والا مرد ہو تو جو شرم کے مسائل

اس مرتبہ حصہ کے آخر میں بذیل سرخی "مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ" درج ہیں ان کے متعلق حسب ہدایت مندرجہ عمل کرے۔

جمیع ضروریات دین کو وہ حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں اُن کو اس میں نہ لیا جاوے۔ اور وہ ایسی کافی ووافی ہو کہ صرف اس کا پڑھ لینا ضروریات دین روزمرّہ میں اور کتابوں سے مستغنی کردے اور یوں تو علم دین کا احاطہ ایک کتاب میں ظاہر ہے کہ ناممکن ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو علمار سے استغنار محال ہے۔ کئی سال تک یہ خیال دل میں پکتا رہا۔ لیکن بوجہ عروض عوارض مختلفہ کے جس میں بڑا امر کم فرصتی ہے اسکے شروع کی نوبت نہ آئی۔ آخر ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا خدا کا نام لیکر اس کو شروع ہی کردیا اور خدا کا فضل شامل حال یہ ہو کہ ساتھ ہی اس کا سامان طبع بھی کچھ شروع ہوگیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رنگون کے مدرسہ لنسواں سورتی کے مہتمم سیٹھ صاحب کا اور جناب مولانا عبدالغفار صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی مرحومہ کا۔ جو حکیم عبدالسلام صاحب داناپوری سے منسوب تھیں حصہ رکھا تھا کہ ان کی رقموں سے یہ کام نیک فرجام شروع ہوا اللہ تعالےٰ قبول فرماویں۔ دیکھئے آئندہ اس میں کس کس کا حصہ ہے۔ تالیف اس کی برائے نام اس ناکارہ وناچیز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اسکے گُل سر سَبَد حبیبی عزیزی مولوی سید احمد علی صاحب فتحپوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنی و عن جمیع المسلمین والمسلمات۔ اب یہ کتاب ماشاء اللہ تعالیٰ چشم بددور اکثر ضروریات بلکہ آداب دین کو بلکہ بعضی ضروریاتِ مَعاش تک کو ایسی حاوی ہے کہ اگر کوئی اس کو اوّل سے آخر تک سمجھ کر پڑھ لے تو واقفیت دین میں ایک متوسط عالم کی برابر ہوجائے۔ اس کے ساتھ ہی عبارت اس قدر سلیس ہے کہ اس سے زیادہ سلاست ہم لوگوں کی قدرت سے بظاہر خارج تھی۔ جن امور کی عورتوں کو اکثر ضرورت واقع نہیں ہوتی جیسے احکامِ جمعہ و عیدین وامامت وغیرہا ان کو قلم انداز کردیا گیا۔ صرف دو قسم کے احکام لئے گئے ایک وہ جو مردوں عورتوں کی ضروریات میں مشترک ہیں۔ دوسرے وہ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان مخصوص مسائل میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ حاشیہ پر اس باب میں مردوں کے لئے جو حکم ہے اسکو بھی لکھدیا۔ تاکہ مَردوں کو بھی اس سے انتفاع ممکن ہو اور ایسے مسائل میں غلطی نہ پڑے اور اس نظر سے کہ ضرورت کے لئے اور کوئی کتاب نہ ڈھونڈنی پڑے شروع میں الف با تا بھی لگادیا گیا جس کا ماخذ رسالہ ترکیب الحروف مصنفہ مخدومی جناب ماموں منشی شوکت علی صاحب مرحوم ہے۔ پس قرآن مجید ختم کرتے ہی اس کتاب کا شروع کردینا ممکن ہے

(نمبر۷) اور جو مسئلے ایسے مشکل ہوں کہ لڑکیوں کی سمجھ میں نہ آویں ان پر بھی سرسری نشان بناویں بعد چندے جب سمجھ آجاوے اسوقت سمجھا دیں

(نمبر۸) اس حصہ کے بعد ضمیمہ اولی کو بھی پڑھا یا جاوے مگر ضمیمہ ثانیہ کو پڑھانے کی حاجت نہیں۔

(نمبر۹) گھر میں جو مرد یا عورتیں زیادہ عمر ہونیکی وجہ سے پڑھنے کے قابل نہوں ان کیلئے ایک وقت مقرر کرکے سب کو جمع کرکے یہ مسائل سنا سنا کر سمجھا دیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں بلکہ کبھی کبھی محلے اور بستی کی عورتوں کو جمع کرکے بھی کتاب سنا دیا کریں اور سمجھا دیا کریں اچھا خاصہ وعظ ہوجاویگا۔ اور جب ایک بار کتاب اس طرح ختم ہوجاوے پھر سنانا شروع کردیں مسئلے خوب یاد ہوجاوینگے اور بعضی سننے والیاں بھی نئی ہونگی۔

(نمبر۱۰) پڑھانے والیکو چاہئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنیکی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

(نمبر۱۱) پڑھانیوالے کو چاہئے کہ جو مسئلہ خود سمجھ میں اچھی طرح نہ آوے اٹکل سے نہ پڑھاوے بلکہ کسی عالم سے پہلے تحقیق کرلے پھر پڑھاوے ۱۲ محمد اشرف علی عفی عنہ

اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسواں کے **بہشتی زیور** رکھا گیا کیونکہ اصلی زیور یہی کمالات دین ہیں۔ چنانچہ جنت میں ان ہی کی بدولت زیور پہننے کو ملیگا کما قال اللہ تعالیٰ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ چونکہ اسوقت صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کتاب کس مقدار تک پہونچ جاویگی۔ اسلئے ختم کے انتظار کو موجب تاخیر فی الخیر سمجھ کر مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعدد چھوٹے چھوٹے حصے کر دیئے جاویں۔ اس میں اشاعت کی بھی تعجیل ہے۔ نیز پڑھنے والوں کا دل بھی بڑھے گا کہ ہم نے ایک حصہ پڑھ لیا، دو حصے پڑھ لئے۔ اور تالیف میں بھی گنجائش رہے گی۔ کہ جہاں تک ضرورت سمجھو لکھتے چلے جاؤ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی بعض حصوں کے مضامین کو دوسری کتابوں سے حاصل کر چکی ہو تو پڑھانے میں اس حصہ کی قدرے تخفیف نکل آئے گی۔ یا کسی وجہ خاص سے کوئی خاص حصہ پڑھانا ضروری اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم وتحصیل میں آسانی ہو جاوے گی۔ چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بخیر وخوبی جلد اختتام کو پہنچے۔ اور بدلالت آیات واحادیث مندرجہ دیباچہ مردوں پر واجب ہے کہ اس میں اپنی بیبیوں، لڑکیوں کو لگادیں، اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس کو حاصل کریں۔ اولاد کو بالخصوص لڑکیوں کو اس پر متوجہ کریں۔ دل اس وقت مسرور ہوگا کہ جو مضامین ذہن میں ہیں وہ سب جمع اور طبع ہو جائیں اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہو گئی ہے اور گھر گھر اس کا چرچا ہو رہا ہے۔ آئندہ توفیق حق جل وعلا شانہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میں جس وقت یہ دیباچہ لکھنے کو تھا پرچہ نورٌ علیٰ نور میں ایک نظم اس کتاب کے نام اور مضمون کے مناسب نظر سے گذری جو دل کو بھلی معلوم ہوئی۔ جی چاہا کہ اپنے دیباچہ کو اسی پر ختم کروں تاکہ ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو۔ بلکہ اگر یہ نظم اس کتاب کے ہر حصہ کے شروع پر ہو تو قند مکرر کی حلاوت بخشے وہ یہ ہے۔

(نوٹ) نظم اصلی انسانی زیور صفحہ ۶ پر پڑھو۔

ﻟﮧ پارہ ۲۲ ومن یقنت ۲۲ سورہ فاطر رکوع ۳ع۔ ترجمہ انھیں جنت میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائینگے"

ﻟﮧ یہ روایت مسلم میں ابو ہریرہ سے بیان کی گئی ہے۔ ترجمہ (قیامت کے دن) مومن کے زیورات وہاں تک رہیں گے جہاں تک وضو کا پانی پہونچتا ہے ۱۲ یعنی قیامت میں وضو کرنے والوں کو زیور پہنایا جاویگا اور جس جگہ تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک وہ زیور بھی پہنچے گا ۱۲

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز[52]
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی میری
سیم[56] و زر[57] کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
تم کو لازم ہے کہ ہو مرغوب[58] ایسے زیورات
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام[59]
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش[61] کی
اور آویزے[62] نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
کان کے پتّے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب[63]
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
کیا کرو گی اے میری جاں زیورِ خلخال[65] کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر[66]

آپ زیور کی کریں تعریف مجھ اَن جان سے
اور جو بدزیب[51] ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز[53]
گوش دل[54] سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری[55]
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جان آئے ہاتھ
چلتے ہیں جس کے ذریعہ[60] سے ہی سب انساں کے کام
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب
نیکیاں پیاری میری تیرے گلے کا ہار ہوں
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند[64] ہو
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر

سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی[67] سے پاؤں پھسلے گر نہ ہرگز یاں کہیں

یہ نظم لڑکیوں کو حفظ کرادی جاوے تو مناسب ہے۔

۵۱ بدزیب - بھدا - خراب ۱۲
۵۲ امتیاز - فرق - تمیز ۱۲
۵۳ راز - چھپی باتیں - بھید ۱۲
۵۴ گوش دل - دل کا کان یعنی پوری توجہ ۱۲
۵۵ ذری - اب متروک ہے اس کے بجائے ذرا کہتے ہیں - ۱۲
۵۶ سیم - چاندی ۱۲
۵۷ زر - سونا ۱۲
۵۸ مرغوب - دل پسند ۱۲
۵۹ مدام - مادام کا مخفف ہے یعنی ہمیشہ - ۱۲
۶۰ ذریعہ - سبب ۱۲
۶۱ گوش ہوش - ہوش کے کان یعنی پوری توجہ ۱۲
۶۲ آویزے - کان کا زیور - ۱۲
۶۳ عذاب - دکھ تکلیف
۶۴ خرم و خرسند - خوش بشاش - ۱۲
۶۵ زیور خلخال - پازیب -
۶۶ نور بصر - آنکھ کی بینائی - محاورہ میں لڑکے یا لڑکی کو کہتے ہیں ۱۲
۶۷ راستی - سچائی - صداقت -

بچوں کو صفحہ ۷ سے پڑھانا شروع کرایا جاوے ۱۲

خوشنویسی کے قواعد

ابتک یہی چلی آرہی تھی کہ ضمیمہ یا حاشیہ میں کسی نے لکھنے کے قاعدے نہیں دیئے تھے اب ہم کچھ قاعدے لکھتے ہیں۔ ان قاعدوں کے موافق مشق کرنے سے خط نہایت خوشنما ہو جائے گا۔

(۱) پہلے موٹے قلم سے تختی یا کاغذ پر مشق کرنا چاہئے جب عمدہ حروف ہو جائیں تو پھر اس سے پتلے قلم سے پھر اس سے پتلے قلم سے لکھا جائے۔

(۲) قلم کلک یعنی واسطی کا یا بید مشک کا اور یہ نہ ملیں تو معمولی سرکنڈے یا نرسل کا بھی بن سکتا ہے مگر واسطی کا سب سے بہتر رہتا ہے۔

(۳) کلک کی لمبائی ایک بالشت یا کم از کم اتنا لیا جائے کہ قلم کی طرح ہاتھ میں پکڑنے سے کچھ حصہ ہاتھ کے اوپر بھی رہے۔

(۴) قلم کو اس طرح کاٹو کہ داہیں اور بائیں پہلو سے اسکو بتدریج کاٹتے لاؤ یہاں تک کہ جسقدر موٹا یا مہین بنانا منظور ہے بنجائے۔ بیچ سے کچھ اوپر شگاف دو اور پھر قلم صاف کر کے قط گیر پر قط لگاؤ قط اس صورت سے دینا چاہئے کہ اوپر اور نیچے کی نوک اتنی کٹے کہ قدرے ترچھا پن باقی رہ

(۵) بیچ کی انگلی پر قلم کو رکھو انگوٹھا اور اُسکے پاس والی انگلی سے قلم کو نرمی سے پکڑو اور بائیں ہاتھ سے تختی وصلی یا کاغذ کو لیکر پھر داہنے گھٹنے پر رکھ کر لکھو۔

زبر کی تختی

اَ بَ پَ تَ ٹَ ثَ جَ چَ حَ خَ دَ ڈَ ذَ رَ ڑَ زَ ژَ سَ شَ صَ ضَ طَ ظَ عَ غَ
فَ قَ کَ گَ لَ مَ نَ وَ ہَ ھَ لَا ءَ یَ ےَ

زیر کی تختی

اِ بِ پِ تِ ٹِ ثِ جِ چِ حِ خِ دِ ڈِ ذِ رِ ڑِ زِ ژِ سِ شِ صِ ضِ طِ ظِ
عِ غِ فِ قِ کِ گِ لِ مِ نِ وِ ہِ ھِ ءِ یِ ےِ

پیش کی تختی

اُ بُ پُ تُ ٹُ ثُ جُ چُ حُ خُ دُ ڈُ ذُ رُ ڑُ زُ ژُ سُ شُ صُ ضُ طُ ظُ
عُ غُ فُ قُ کُ گُ لُ مُ نُ وُ ہُ ھُ ءُ یُ ےُ

امتحان کے واسطے زیر زبر پیش کے حروف

قُ اِ کُ نَ سِ بُ طَ جِ ڈُ ٹَ لِ خُ ظُ رِ چَ دَ ثُ یَ رُ ژُ وُ حِ
پَ عِ شُ غِ ذَ مِ ڑُ فَ زِ تُ صَ گَ ہِ لَا ھَ ےَ ضُ

ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلیں

ب با بر ببر پ پا پر پپہ پت تا تر تہ تت ٹ ٹا ٹر ٹہ ث ثا ثر ثہ ج جا جر جہ
چ چا چر چہ ح حا حر حہ خ خا خر خہ س سا سہ سر ش شر ص صا صہ صد
ض ضا ضر ضہ ع عا عہ ع ف فر فا فر ق قر قہ قو ک کہ کا گ گ گہ گا
ل لا لہ م مہ مر من نہ نر نز نہ ہ ہر ہا ھ ی یا یہ یر یہ

(۷) روشنائی سیاہ اچھی ہوتی ہے اسکو پانی میں گھول کر چھان کر اس میں ذرا سا علائم سوتی کپڑا ڈال لیجئے مگر زیادہ پھیکی نہ رہے نہ بہت گاڑھی ہو جائے پھر قلم سے کپڑے کو خوب اوپر نیچے کر کے ملائیے یہ روشنائی تیار ہو گئی۔ کبھی کبھی روشنائی چکٹی ہوئی ہوتی ہے جسکی وجہ سے قلم خوب نہیں چلتا تو اس میں ذرا سا نمک ڈال لینے سے اچھی ہو جاتی ہے اور چلنے لگتی ہے۔

(۸) اگر چاہو تو عمدہ روشنائی گھر پر تیار کر سکتی ہو جسکی آسان ترکیب یہ ہے کہ مٹی یا سرسوں کے تیل کو چراغ میں ڈال کر ذرا بڑی لَو کر کے جلائیے اور ایسی جگہ جہاں اس کو ہوا نہ لگے اُسکے اوپر ایک کورا مٹی کا پیالہ اسطرح رکھئے کہ لَو کے اوپر کے حصہ کو ذرا سا ملا رہے ایسا کرنے سے دھواں پیالہ پر جم جائیگا اسکو اتار لیا جائے اور ایسا بار بار کیا جائے یہ کاجل کہلاتا ہے اس سے روشنائی اس طرح بنائی جاتی ہے کہ کاجل کو گوند گھلے ہوئے پانی میں آٹے کی طرح گوندھیے پھر یہی پانی ذرا اور سا ڈالکر پتلا کر لیجئے اور خوب گھوٹئے جتنا گھوٹا جائیگا اتنی ہی عمدہ سیاہی تیار ہو گی اب اس کو ایک چھاج پر پھیلا دیجئے اور دھوپ میں خشک کر کے اتار لیجئے بس سیاہی تیار ہے۔

ب پ ت ٹ ن ث ہ ی کی مثالیں

با بب بپ بت بٹ بیٹ بد بڈ بتد بر بڑ تر تز نک نگ بل ین ہر
ہٹ بس بش تص ٹض ثط ثظ بع ثغ نف نق پو بج بچ تج ٹج تح
ٹخ پخ ٹم بی بے ثی ٹے نی پے تے تی ثے ٹی نے یی یے ہی ہے

ج چ ح خ کی مثالیں

جا جب چپ چت جج چچ خج حج جد چر جس چش خص حص خط حظ
جع خع خف حق چک چل جل جم چن جو خہ خی جے خے۔

س کی مثال

سا سب سج سد سر سس سص سط سع سف سق سک سگ سل سم سن سو سہ سی سے

ش کی مثال

شا شب شج شد شر شس شش شص شط شع شف شق شک
شل شم شم شن شو شہ شی شے

ص ض کی مثالیں

صا صب صج صد صر صس صس صص صط صع صف ضق ضک ضل ضم
ضم ضن ضو ضہ ضی ضے

ط ظ کی مثالیں

طا طب طج طد طر طس طش طص طط طع طف طق طک ظل ظم

(۹) اب بائیں پیر پر بیٹھئے اور داہنا گھٹنا کھڑا کر کے اس کے اوپر تختی یا کاپی رکھئے اور اسے بائیں ہاتھ سے پکڑیئے۔
(۱۰) سب سے پہلے اب ت ج حرف چار حرفوں کی مشق کیجئے جب یہ ٹھیک ہو جائیں ایک ایک دو دو بڑھائیے جب پہلی تختی ختم ہو جائے تو دو حرفوں والی مرکب تختیاں لکھئے پھر جملے اور عبارت جس طرح سے بہشتی زیور میں لکھی ہے اسی کے مطابق لکھئے۔
(۱۰) جن حرفوں کو کھینچکر لکھا جاتا ہے یا دائرہ سے لکھا جاتا ہے ان کے لکھتے وقت سانس روک لینا چاہئے ورنہ سانس کی ذرا سی حرکت سے صفائی اور خوبصورتی جاتی رہتی ہے
(۱۱) مشق کرنیکی آسان ترکیب یہ ہے کہ پہلے آگے آنیوالے قاعدے ذہن نشین کر لیجئے پھر ایک کاغذ ایسا لیکر جسمیں نیچے کے حرف خوب نظر آجائیں ان حرفوں پر رکھئے اور اسی کاغذ کے اوپر ان حرفوں کے موافق احتیاط سے حرف بنائیے پھر قلم کو خشک کر کے ان حرفوں پر سو سو بار ہاتھ پھیریئے پھر الگ تختی یا کاغذ پر ان حرفوں کو لکھئے اور قاعدوں سے ناپ کر دیکھئے ٹھیک ہوئے یا نہیں۔ نہ ہوئے ہوں تو پھر ایسے ہی مشق کیجئے اور ٹھیک ہونے کے دیکھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس باریک کاغذ پر الگ رکھ کر حروف لکھئے پھر اس کاغذ کو کتاب کے حرفوں کے اوپر رکھ کر اپنے حرفوں کو جانچ کر

طسم ظن ظوظہ ظھہ ظلاظی ظے

ع غ کی مثالیں

عا عب عج عد عر عس عش عص عط عع عف عق غک غل غم غسم
غن غو غہ غھہ غلا غی غے۔

ف ق کی مثالیں

فا فب فج فد فر فس فش فص فط فع فف فق فک قل قم قسم
قن قو قہ قھہ قلا قی قے۔

ک گ کی مثالیں

کا کب کج کد کر کس کش کص کط کع کف کق گک کل گم گن
گو گہ گھہ گلا گی گے۔

ل کی مثال

لا لب لج لد لر لس لش لص لط لع لف لق لک لل لم لن لو لہ لھہ لی لے

م کی مثال

ما مب مج مد مر مس مش مص مط مع مف مق مک مگ مل مم من مو مہ مھہ ملا می مے

ہ کی مثال

ہا ہب ہج ہد ہر ہس ہش ہص ہط ہع ہف ہق ہک ہل ہم ہسم
ہن ہو ہہ ہھہ ہلا ہی ہے۔

حرفوں سے ملائیے اگر ان میں فرق پڑے تو سمجھئے کہ ابھی ٹھیک نہیں ہوئے اور برابر آجائیں تو ٹھیک ہوگئے اب آگے لکھئے روزانہ دو گھنٹے مشق کرنے سے کچھ دنوں میں نہایت اعلیٰ خط ہوجائیگا اگر کتاب نظم پروین یا اعجاز رقم میں دیکھ کر مشق کریں تو اچھا ہے۔ گھر بیٹھے خط عمدہ ہوجائیگا

حروف کے قاعدے

● پورے قط کے ساتھ اس طرح ترچھا بناؤ کہ اس کی موٹائی چاروں طرف سے برابر ہوجائے اس کی کئی صورتیں ہیں

(۱) نقطہ چوکھٹا ترچھا (◆) اور دو نقطے ملے ہوئے ◆◆ اور تین نقطے ◆◆◆ تیسرا نقطہ دونوں نقطوں کی بیچ میں رہے اس طرح کہ درمیان کی سفیدی برابر رہے

(۲) نقطہ کو ترچھا نیچے سے گول اوپر سے خالی تھوڑا تھوڑا کرتے لاؤ اسکو نقطہ مدور کہتے ہیں اسکی شکل یہ ہے

(۳) نقطہ کو کھڑا پڑا اس طرح لاؤ کہ داہنے اور بائیں کونے نہ ہوں بلکہ گولائی ہو۔ اس نقطہ کو معکوس بھی کہتے ہیں اسکی شکل یہ ہے

ان نقطوں سے مختلف حروف بنانے میں بڑی امداد ملتی ہے اگر ان کی بھی مشق کرلی جائے تو بہتر ہے۔

دو حرفوں کے الفاظ

اَبْ - جَبْ - دِنْ - خَطْ - ضِدْ - ڈَرْ - اِسْ - اُسْ - تُمْ - دِلْ - دَسْ
غُلْ - بَلْ - بَسْ - بَٹْ - پَٹْ - چِٹْ - پَٹْ - چَلْ - ہَٹْ - بَچْ - سَچْ

تین حرفوں کے الفاظ

ایک - بات - جال - دام - سال - ساگ - راگ - شام - صاف
ٹاٹ - ڈاک - خوب - لات - مرد - زور - روز - کام - نام - غور -

چار حرفوں کے الفاظ

انڈا - مرغی - چراغ - حالت - خراب - فرصت - میرا - تیرا -
غوطہ - طوطا - بکری - پلنگ - گیدڑ - بندر - لڑکا - لڑکی - شامل - کامل
مرشد - روٹی - بوٹی - سالن - کتاب - کاغذ - تختی -

پانچ حرفوں کے الفاظ

بندوق - صندوق - مسہری - نہایت - مضبوط - سروتا - قینچی - کٹورا -
رومال - تعویذ - چونٹی - انگلی - رضائی - دوپٹہ - چپاتی - پتیلی - پیچک -

چھ حرفوں کے الفاظ

جولاہا - تنبولی - چیونٹی - نالائق - بچھیرا - بھیڑیا - جھینگر - دھتورا - بکھیڑا - جھینگا - چمگادڑ -

سات حرفوں کے الفاظ

جھنجھنا - نیلکنٹھ - گھڑونچی - گھنگھور - گھونگھٹ - بھٹیارہ - چھپرکھٹ

قط قلم کی موٹائی کی کمی بیشی کے ساتھ ساتھ حرف چھوٹا بڑا ہو جاتا ہے اسلئے حروف کے ناپنے کا بہترین طریقہ قط ہے۔ قط اسکو کہتے ہیں کہ اوپر اور نیچے کی نوکیں قلم سے برابر جا کر لکھیں۔ اسکی صورت یہ ہے (ا)

الف قلم کو کاغذ پر اتنا ترچھا رکھ کر تین قط لمبا بناؤ کہ جس سے موٹائی آدھ قط ہو جائے اوپر کی نوک ذرا سی دائیں طرف اور نیچے کی بائیں طرف مائل ہوتی ہے شروع کے مقابلہ میں اخیر ذرا ذرا پتلی ہوتی چلی جاتی ہے باقی بالکل سیدھا رہے۔

بے کو ترچھے قلم سے شروع کرتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا بڑھا کے پورے قلم پر ختم کرتے ہیں نوک ایک قط اور لمبائی سات نو گیارہ قط تک ہوتی ہے۔ آخر اسکا گول کریں اگر ایک قط آخر پر لگا کر نوک سے ایک لکیر کھینچیں تو آخر نقطہ سے ملجائے اور بیچ میں ڈیڑھ قط جگہ رہے

اور بے پانچ نقطہ سے دو نقطہ تک چھوٹی ہوتی ہے

اس کو ناخنی بھی کہتے ہیں اسکے شروع و آخر میں نوک آدھ آدھ قط کی لگائیں اور بیچ میں ایک قط جگہ رہے ترچھے قط (/) سے شروع کر کے سیدھے (ا) قط پر ختم کریں۔

پھلجھڑی۔ پھلواری

آٹھ اور نو حرفوں کے الفاظ

پھپھوندی۔ چھچھوندر۔ بیربہوٹی۔ گھونگھرو۔ بندیلکھنڈ۔ قسطنطنیہ

دنوں کے نام

شنبہ۔ یک شنبہ۔ دوشنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہارشنبہ۔ پنجشنبہ۔ جمعہ
سنیچر (وار)۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ

مہینوں کے نام

محرم ۱۔ صفر ۲۔ ربیع الاول ۳۔ ربیع الثانی ۴۔ جمادی الاولیٰ ۵۔ جمادی الاخریٰ ۶
رجب ۷۔ شعبان ۸۔ رمضان ۹۔ شوال ۱۰۔ ذی قعدہ ۱۱۔ ذی الحجہ ۱۲

جملے

خدا سے ڈر۔ گناہ مت کر۔ وضو کر کے نماز پڑھ۔ نمازی آدمی خدا کا پیارا ہے۔ بے نمازی رحمت سے دور ہے۔ کسی پر ظلم مت کر۔ مظلوم کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔ ناحق کسی جانور یا چڑیا کو ستانا۔ کتے بلی کو مارنا بہت بُرا ہے۔ ماں باپ کا کہا مانو۔ اُن کی مار کو فخر جانو۔ دل سے اُنکی خدمت کرو۔ جنت ماں باپ کے قدموں کے تلے ہے اُلٹ کر اُن کو جواب مت دو۔ جو کچھ غصہ میں کہیں چُپ چاپ سُن لو۔ کسی بات میں اُن کو مت ستاؤ۔ بڑوں کے سامنے ادب تعظیم سے رہو۔ چھوٹوں کو محبت پیار سے رکھو۔ کسی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے کو سب سے کم جانو۔ اپنے کو بڑا سمجھنا بری بات ہے۔ کسی کو منہ کانا چڑکانا عیب نکالنا بڑا گناہ ہے۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ پانی داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ پانی تین سانس میں پیو۔ کھانا

جیم کی نوک آدھ قطر ترچھی ... اور ڈیڑھ قط سیدھا حصہ جو نوک سے ملا ہوا ہے یہ آدھ قط موٹا ہوتا ہے اس کو جیم کا سر کہتے ہیں۔ اس کے بعد ایک لکیر خم دار تین قط کی ہے جو سر کے قریب ایک چوتھائی قط موٹی اور بعد میں نوک دار ہے اس کو جیم کی گردن کہتے ہیں اس میں ایک لٹکاؤ ملا ہے اوپر سے نیچے کو بتدریج موٹا کرتے لاؤ یہاں تک کہ ڈھائی قط ہو جائے پھر اسی طرح نیچے سے اوپر کو چڑھاتے جاؤ کہ دونوں پلے برابر ہو جائیں آخر میں نوک آدھ قط کی ہوتی ہے اس طرح جیم مع گردن کے آٹھ قط ہوا۔ پیٹ کی چوڑائی ساڑھے تین قط اور بیچ میں گہرائی ڈیڑھ قط ہوتی ہے سر اور آخری نوک کے درمیان تین قط کا فاصلہ ہوتا ہے۔ جیم کے سر کی نوک اور گردن کا ملائی فاصلہ ایک قط ہوتا ہے جیم کے دائرہ کو اصطلاح میں دامن کہتے ہیں۔ جیم اور عین کا دامن یکساں ہوتا ہے۔ دامن اور دائرہ میں یہ فرق ہے کہ جو بائیں طرف سے دائیں طرف کو گولائی دی جائے اس کو دامن کہتے ہیں اور جو دائیں طرف سے بائیں طرف کو گولائی دی جائے اس کو دائرہ کہتے ہیں جیسے س ش ص وغیرہ میں۔

ٹھنڈا کر کے کھاؤ - گرم گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی - جو بات کہو سچ کہو - جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے - صبح اٹھ کر بڑوں کو سلام کیا کرو - نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو - سبق خوب یاد کیا کرو - بار بار قسم کھانا بری بات ہے - اپنی کتاب کو احتیاط سے رکھو - کسی کی صورت بری ہو تو اس کو انگلیوں پر نہ نچاؤ - خدا کے نزدیک بھلی بری صورت سب ایک ہے - شرارت نہ کیا کرو تو تم پر کبھی مار نہ پڑے - ناک بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو - استنجا بائیں ہاتھ سے کیا کرو - پاخانہ جاتے وقت پہلے بایاں پیر اندر رکھو اور نکلتے وقت داہنا پیر نکالو - جوتی پہلے داہنے پیر میں پہنا کرو پھر بائیں میں کھیل کود میں دل نہ لگاؤ - ہر بات پر قسم نہ کھایا کرو -

قواعد مخصوصہ استعمال حروف ذیل

ں و ھ ی ے ال

ں

یہ حرف کبھی غنہ یعنی ناک میں بولا جاتا ہے جیسے ٹانگ - مانگ ہینگ - سینگ - چونچ - بھوں - کنواں - پھونک - پھانک - بانٹ - اونٹ - بانکا - بانس - سانس - پھانس - نیند - سانپ - لونگ - سونف - گوند - مینڈک - کنول - منہ - ہانڈی - چرونجی - بھانڈ

اس حرف کے بعد اگر ب یا پ ہو تو م کی آواز نکلتی ہے - ن کی آواز نہیں نکلتی جیسے انبیا - دنبہ - شنبہ - عنبر - کھنبہ - منبع - منبر - چنپا - چنپت -

و

اس حرف کے اول اگر پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو اس کو مجہول کہتے ہیں جیسے شور - گور - چور - زور - مور - لوک - بول - ہوش - جوش - بورا - ٹورا کٹورا - کورا -

اور اگر اس حرف کے اول پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جائے تو معروف کہلاتا ہے جیسے دُور - خُور - نُور - چُور - چُول - جھُول - ڈھُول - پھُول - پھُوٹ - چھُوٹ -

اور اگر یہ حرف لکھا جاوے اور پڑھا نہ جاوے تو معدولہ کہلاتا ہے جیسے خواجہ - خواب خویش - خواہش - خوان - خوش - خود - خواہ وغیرہ -

و

ایک خم دار نقطہ کو آہستہ آہستہ ڈیڑھ قط نیچے لاؤ - اس کے بعد اس میں دو قط لمبی پڑی رے ملا دو - بیچ میں دو قط فاصلہ اور ایک قط گہرائی ہونی چاہئے

ؤ

ایک خمدار نقطہ کو آہستہ آہستہ ایک قط نیچے لاؤ - اسکے بعد اس میں رے ملا دو - بیچ میں ایک قط کا فاصلہ ہونا چاہئے -

ر

اوپر سے نیچے کو اترتی ہوئی پڑی دو قط لمبی اور آدھ قط موٹی ہوتی ہے - ڑے کا بھی یہی قاعدہ ہے -

ز

دو قط ذرا ترچھے کھڑے رخ سے اوپر سے نیچے کو اترتی ہوئی اس کا خم ڈیڑھ قط ہونا چاہئے - ژے کا بھی یہی قاعدہ ہے -

پہلا دندانہ آدھ قط لمبا اور دوسرا ایک قط لمبا ہوتا ہے پہلا چوتھائی قط موٹا ہوتا ہے اور دوسرا ذرا اس سے زیادہ موٹا ہوتا ہے - پہلا اونچا اور دوسرا نیچا ہوتا ہے - اسمیں

ایک لکیر کھڑی ڈیڑھ قط کی ہوتی ہے - اس کو گردن کہتے ہیں - ترچھے قلم سے شروع کر کے اس میں ڈھائی قط کا لٹکاؤ اور ڈھائی قط کا چڑھاؤ ہے - اس کو بتدریج اوپر سے

ھ

یہ حرف ہمیشہ دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے اور مخلوط التلفظ کہلاتا ہے جیسے بھانڈ۔ کھانڈ۔ جھوٹ۔ چھینٹ۔ چھینک۔ جھانجھ۔ کھیل۔ بھوت۔ پھوٹ۔ تھوک۔ ٹھوکر۔ ڈھول۔ بڑھیا باگھ۔ ملھو۔

ی

اس حرف کے اول ہمیشہ زیر ہوتا ہے اور خوب ظاہر کرکے پڑھا جاتا ہے اور معروف کہلاتا ہے جیسے وہی۔ بُری۔ بھلی پھلی۔ بٹری گلی۔ ہنسی۔ خوشی۔ نبی۔ ولی۔ ڈلی۔ چھپکلی۔ چوڑی۔ بالی۔ بجلی۔ کبھی یہ حرف کسی لفظ کے آخر میں آ کی آواز دیتا ہے اور مقصورہ کہلاتا ہے۔ جیسے عیسیٰ۔ موسیٰ۔ مجتبیٰ۔ مصطفیٰ۔ مرتضیٰ۔ حتیٰ۔ الیٰ۔ علیٰ۔ مولیٰ۔ یحییٰ۔ کبریٰ۔ صغریٰ۔

ے

اس حرف کے اول میں اگر زیر ہو اور خوب ظاہر کرکے نہ پڑھا جاوے تو کبھی اس کو (ے) لکھتے ہیں اور کبھی اس طرح (یٖ) لکھتے ہیں اور اس کو مجہول کہتے ہیں جیسے کے۔ سے۔ نے۔ تھے۔ دیئے لیے۔ آئے۔ گئے۔ کرے۔ ڈیتھ۔ دیکھو۔ لیُو۔ آئی۔ گئی۔

ال

یہ دونوں حرف اگر (ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی)، کے اول میں ملائے جاویں تو صرف ل پڑھا جائے گا۔ اور الف کو نہ پڑھینگے۔ جیسے حق الارکان۔ عبدالباری۔ جواب الجواب۔ عبدالحق۔ عبدالخالق۔ نور العین۔ عبدالغنی۔ بالفعل۔ عبدالقادر۔ عبدالکریم۔ بالکل۔ حتی المقدور۔ عبدالوہاب۔ بوالہوس۔ طویل الید۔ اور اگر (ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن)، کے اول میں ملائے جاویں تو دونوں نہ پڑھے جاویں گے بلکہ۔ ال۔ کے بعد والے حرف پر تشدید پڑھی جاوے گی۔ جیسے عند التاکید۔ نجم الثاقب۔ علیم الدین غبی الذہن۔ عبدالرزاق۔ عدیم الزوال۔ عند السوال۔ عبدالشکور۔ بالصواب۔ بالضرور میزان الطب۔ وسیلۃ الظفر۔ قائم اللیل۔ نصف النہار وغیرہ

حرکات و سکنات ذیل کا استعمال

نیچے کو اتاریں اور پھر نیچے سے اوپر کو لے جائیں۔ سین کی گردن ڈیڑھ قط۔ پیٹ تین قط اور پیٹ کی گہرائی ڈیڑھ قط اور نوک ڈیڑھ قط لمبی ہوتی ہے سطح کا اگر دائرہ کو بالکل پورا کریں تو بیضہ کی شکل بن جائے۔

ترچھے قلم سے شروع کرکے تھوڑا تھوڑا چھ قط نیچے اتارو پھر پانچ قط لمبی بے ملادو کل لمبائی گیارہ قط ہوتی ہے اگر آخر پر تین قط کھڑی کرکے سیدھی لکیر کھینچیں تو شین کے ابتدائی سرے سے ملجائے اگر شین کے ابتدائی اور آخری سرے کو ایک سیدھی لکیر سے ملادیں تو بیچ میں گہرائی ڈیڑھ قط ہوگی۔

ص

ایک قط لمبی ترچھی نوک اور اس کے ساتھ ایک قط تھوڑا سا گول سرا اس سے ملی ہوئی دو قط لمبی ناخنی بے ہونی چاہیے۔ بیچ میں سفیدی ڈیڑھ قط سفیدی کو خربوزہ کے بیج سے تشبیہ دیتے ہیں نوک سے بے آدھ قط آگے ہونی چاہیے۔ اگر ناخنی بے کو آخری سرے پر ایک کھڑا قط لگا کر سیدھی لکیر کھینچیں تو صاد کے اوپر کے حصہ سے ملتی ہوئی گذر جائے۔ دائرہ سین کی طرح ہونا چاہئے۔

نام	صورت	آواز	نام	صورت	آواز
مد	ٓ	ا	تنوین دوزیر	ٍ	ن
تنوین دوزبر	ً	ن	تنوین دوپیش	ٌ	ن
تشدید	ّ	دوہرا حرف	سکون	ْ	اس پر پچھلا حرف ٹھیرتا ہے۔
وقف	.	سکون کے بعد سکون	.	.	

مد (ٓ)

یہ حرکت الف کے اوپر آتی ہے جیسے آج۔ آگ۔ آڑ۔ آرہ۔ آس۔ آل۔ آم۔ آن۔ آنت۔ آری۔ آدھی۔ آنچ۔ آندھی۔ آیا۔ آٹا۔ آدم۔ آفت۔ آہٹ۔ آلو۔ آسمان۔

تنوین دوزبر (ً) یہ حرکت ہمیشہ الف کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی ت کے ساتھ بھی آتی ہے جیسے معاً۔ فوراً۔ مثلاً۔ اتفاقاً۔ عمداً۔ سہواً۔ خصوصاً۔ عموماً۔ طوعاً۔ کرہاً۔ جبراً۔ قہراً۔ بغتۃً۔ عداوۃً۔

تنوین دوزیر (ٍ) جیسے یومئذٍ۔ حینئذٍ تنوین دوپیش (ٌ) جیسے نورٌ۔ حورٌ۔

تشدید (ّ)

یہ حرکت جس حرف پر ہوتی ہے وہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے جیسے اُلّو۔ چلّو۔ کلّو۔ منّو۔ بلّی۔ کتّا۔ دلّی۔ بدّھو۔ چکّی۔ لکّڑ۔ مکّڑ۔ لڈّو۔ سچّا۔ کچّا۔ پکّا۔ ہتّا۔ پتّا۔ پتّہ۔ پلّا۔ پلّا۔ چھلّا۔

سکون (ْ)

اسکے معنی ٹھیرنے کے ہیں۔ اس سے پہلے حرف کو اسکے ساتھ ملا کر ٹھیر جاتے ہیں جس حرف پر یہ ہوتا ہے وہ ساکن کہلاتا ہے جیسے اَبْ۔ جَبْ۔ دِلْ۔ دُمْ۔ دَسْ۔ رَسْ۔ اِسْ۔ اُسْ۔ گَلْ۔ گُلْ۔ دِنْ۔

وقف

یہ سکون کے بعد ہوتا ہے جس حرف پر یہ ہوتا ہے موقوف کہلاتا ہے جیسے اَبْرْ۔ جَبْرْ۔ صَبْرْ۔ قَبْرْ۔ عِلْمْ۔ حِلْمْ۔ گوشت۔ پوست۔ دوست۔ قہر۔ مہر۔ شہر۔ بند۔ نرم سخت۔ تخت۔ وغیرہ۔

خط لکھنے کا بیان

جب کسی کو خط لکھنا منظور ہو تو پہلے یہ خیال کرلو کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر۔ جس درجہ کا آدمی ہو اس کے موافق خط میں الفاظ لکھو۔ بڑوں کے خط کو والا نامہ۔ سرفراز نامہ۔ افتخار نامہ کرامت نامہ۔ اعزاز نامہ۔ صحیفۂ عالی۔ صحیفۂ گرامی لکھتے ہیں اور جو شخص بہت بڑا ہو تو اس کو آپ کی جگہ آنجناب۔ جناب عالی۔ جناب والا۔ حضرت والا۔ حضرت عالی لکھتے ہیں جیسے

ط

الف تین قط لمبا اور ایک قط گولائی جو صاد کے سر کی طرح ہوتی ہے۔ اس کے بعد دو قط لمبی پڑی رہے۔ بیچ میں سفیدی ڈیڑھ قط ہونی چاہئے ظ بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔

ع

عین کا سر آدھا قط پڑا اور آدھا قط ترچھا اور نیچے سے خالی اوپر سے قدرے گول اس کے بعد ایک نقطہ ذرا نیچے سے گول اوپر سے خالی۔ نقطہ کے آخر پر آدھ قط لمبی نوک ہونی چاہئے عین کے سر کا جسم دو قط لمبا اور بیچ میں ایک قط خالی ہونا چاہئے۔ دائرہ مثل جیم کے ہے۔

ف و

فے کا سر ایک نقطہ ہے نیچے سے گول اوپر سے خالی۔ پھر اوپر کو قلم گھمائیں کہ گولائی پوری ہو جائے بڑے رخ کی طرف سے ایک قط اور کھڑے رخ کی طرف سے سوا قط ہونا چاہئے۔ اس کے بعد لمبی یا چھوٹی بے لگائیں۔ فے کے سر کے نیچے ایک قط جگہ خالی رہنی چاہئے۔

یہ لکھنا منظور ہو کہ آپ کا خط آیا تو یوں لکھیں گے۔ جناب والا کا سرفراز نامہ آیا اور آیا کی جگہ یوں لکھتے ہیں سرفراز نامہ صادر ہوا۔ سرفراز نامہ نے مشرف فرمایا۔ اور چھوٹے کے خط کو مسرت نامہ۔ راحت نامہ لکھتے ہیں اور برابر والے کے خط کو عنایت نامہ کرم نامہ لکھتے ہیں اور خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر باپ کو خط لکھو تو اس طرح لکھو۔ جناب والد صاحب مخدوم و معظم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم۔ بعد تسلیم بصد آداب و تعظیم کے عرض ہے کہ آپ کا والا نامہ آیا خیریت مزاج مبارک کی دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اس کے بعد اور جو کچھ مضمون لکھنا منظور ہو لکھ دو۔ اس میں سے دام ظلکم العالی تک جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو القاب کہتے ہیں اور اس کے بعد سلام و دعا جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو آداب کہتے ہیں۔ اس کے بعد جو چاہو لکھو اس کو خط کا مضمون کہتے ہیں۔

بڑوں کے القاب و آداب

والد کے نام	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد آداب و تکریم عرض ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظم و محترم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد تسلیم بصد تعظیم کے التماس ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظمی و محترمی مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے۔
ایضاً	معظمی و محترمی دام ظلہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم کے عرض ہے۔
چچا کے نام	معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے۔
خالو کے نام	جناب خالو صاحب معظم و محترم خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
ایضاً	جناب خالو صاحب مخدوم و مکرم کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ق

قاف کا سر فے کے سر کی طرح ہوتا ہے۔ مگر نقطہ کا رخ سیدھا رہے اس کا پیٹ جیم کے دامن کی طرح ساڑھے تین قط اور پیٹ کی گہرائی ڈیڑھ قط اور آخری نوک ایک قط ہونی چاہیئے۔

ک گ ہ

پہلے ایک الف بنایئے پھر اس میں چھوٹی یا بڑی بے لگا دیجئے۔ اس کے بعد اس میں پانچ قط لمبا اور آدھ قط موٹا ایک مرکز ایسے لگایئے کہ مرکز اور الف کی نوکیں آپس میں مل جائیں مرکز ہر سمت سے تین قط اونچا ہونا چاہیئے۔ گاف کا الف تین قط اور الف کے نیچے ایک نقطہ اس طرح ملائیں کہ اسکے اول و آخر میں نوک اور ادھر ادھر کے کونے گول رہیں۔

ل

بائیں جانب ذرا سا خم لئے ہوئے پانچ قط لمبا اور آدھ قط موٹا الف بنایئے پھر اس میں سین کا دائرہ لگایئے اور آخر میں ڈیڑھ قط لمبی نوک لگایئے۔

والدہ کے نام	جنابہ والدہ صاحبہ مخدومہ و معظمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
ایضاً	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و مکرمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
ایضاً	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و محترمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
بڑی بہن کو	ہمشیرہ صاحبہ معظمہ و محترمہ مخدومہ و مکرمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
بڑے بھائی کو	جناب بھائی صاحب معظم و محترم مخدوم و مکرم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جو القاب والد کے ہیں دادا اور نانا اور چچا اور ماموں اور خسر کے بھی وہی القاب ہیں۔ اور جو القاب والدہ کے ہیں خالہ اور ممانی اور نانی اور چچی وغیرہ بڑے رشتوں کے بھی وہی القاب ہیں والدہ صاحبہ کی جگہ خالہ صاحبہ۔ ممانی صاحبہ لکھدیا کرو۔ دیور اور جیٹھ سے جہاں تک ہو سکے خط و کتابت نہ رکھو۔ زیادہ میل جول مت بڑھاؤ۔ اگر کبھی ایسی ہی ضرورت آپڑے تو خیر لکھدو اور ان کو جناب بھائی صاحب کرکے لکھدو۔ آداب سب رشتوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔

چھوٹوں کے القاب اور آداب

بیٹا۔ پوتا۔ بھتیجا نواسا وغیرہ	برخوردار نور چشم راحت جان۔ سعادت و اقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد دعائے زیادتی عمر و ترقی درجات کے واضح ہو۔
ایضاً	نور بصر لخت جگر طول عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد دعائے درازی عمر و حصول سعادت دارین کے واضح رائے سعید ہو۔
ایضا	فرزند دلبند جگر پیوند طال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعاہائے فراواں کے واضح ہو۔
چھوٹا بھائی	برادر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو
برابر کا بھائی	برادر بجان برابر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے سعادتمندی و نیک اطواری کے واضح ہو۔
چھوٹی بہن کو	ہمشیرہ عزیزہ نور چشمی صالحہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
؍؍	خواہر نیک اختر طول عمرہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آداب سب کے ایک ہی طرح کے ہیں جس طرح جی چاہے لکھدو۔

م ایک نقطہ بناکر دوبارہ قلم کو اسطرح کھینچیں کہ نقطہ آدھا ڈھک جائے اور آدھا کھلا رہے آئیں اس طرح آدھا دائرہ ملائیں کہ الٹا لام بنجائے۔ دنبالہ اوپر سے موٹا نیچے سے پتلا گاؤدم لگائیں۔

ل بائیں جانب ذرا سا خم لئے ہوئے آدھ قط موٹا اور دو قط لمبا الف بناؤ پھر اسمیں سین کا دائرہ اور آخر میں ڈیڑھ قط لمبی نوک لگادو۔

و قاف کے مانند سر بناؤ اور نیچے ڈیڑھ قط لمبی رے لگادو۔

ہ اوپر ذال کا سر نیچے صاد کا الٹا سر۔ بیچ کی سفیدی لمبائی چوڑائی میں ایک ایک قط۔

ھ اول گول نقطہ آدھ قط موٹا اور ایک قط لمبا آدھا کھلا ہوا اور آدھا بند بناؤ پھر اس میں ایک قط لمبی ترچھی نوک لگاؤ۔ اب اسکے دونوں چشم اسطرح بناؤ کہ پہلے نیچے والا حصہ طوئے کے نیچے کے حصہ کی طرح بناؤ اس کے بعد سر صاد کے اوپر کے حصہ کے مانند بناؤ۔ جس جگہ یہ دونوں حصے ملتے ہیں وہاں سے گیارہ قط لمبی ایک کشش ایسی بناؤ کہ جس کی موٹائی

شوہر کے القاب و آداب

سردار من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام اور شوقِ ملاقات کے عرض ہے کہ
محرمِ اسرار انیس غمگسارِ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام نیاز کے التماس ہے
واقفِ راز ہمدم و ہمرازِ من سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اشتیاقِ ملاقات کی بعد عرض ہے

بیوی کے القاب و آداب

محرم راز ہمدم و ہمراز من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد اشتیاق و تمنائے ملاقات کے واضح ہو۔
رونق خانہ و زیبِ کاشانۂ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد شوقِ ملاقات کے واضح ہو۔
انیس خاطر غمگین تسکین بخش دل اندوہگین سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد اشتیاقِ ملاقات کے واضح ہو۔

باپ کے نام خط

معظم و محترم فرزندان دام ظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے کہ عرصہ سے جناب والا کا سرفراز نامہ صادر نہیں ہوا۔ اس لئے یہاں سب کو بہت تردد و پریشانی ہے۔ امید کہ اپنے مزاج مبارک کی خیریت سے جلدی مطلع فرما کر سرفراز فرماویں۔ ہمشیرہ عزیزہ مسماۃ زبیدہ خاتون خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ کل اس کا کلام مجید ختم ہوگیا۔ اب آپ اس کے واسطے اردو کی کوئی کتاب روانہ فرمائیے کہ شروع کرادی جاوے۔ جو کتاب تعلیم الدین آپ نے میرے واسطے بھیجی تھی وہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ سب بیبیوں نے اسکو پسند کیا، اور اس کی طلبگار ہیں۔ اس لئے اس کی چار پانچ جلدیں اور بھیجدیجئے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ آپ اپنی خیریت سے جلدی مطلع فرمائیے تاکہ رفع تردد اور اطمینان ہو۔ والتسلیم۔ فقط
عریضۂ ادب حمیدہ خاتون - ازالہ آباد ۱۳ ار محرم روز شنبہ

بیٹی کے نام خط

لختِ جگر نیک اختر نور چشم راحت جان بی بی خدیجہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے درازی عمر و ترقی علم و ہنر کے واضح ہو کہ بہت عرصہ سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا جس سے دل کو تردد تھا۔ لیکن پرسوں تمہارے بڑے بھائی کا مسرت نامہ آیا۔ خیریت دریافت ہونے سے

شروع میں کم اور آخر میں زیادہ ہوتے ہوتے پوری ہو جائے۔ اگر اس کشش کے ابتدائی حصہ سے ایک سیدھی لکیر کھینچی جائے تو اس لکیر سے درمیانی حصہ دو قط گہرا اور آخری حصہ ایک قط نیچا رہے اور آخر میں دو قط لمبی ترچھی نوک لگاؤ۔

لا

الف تین قط نیچے دو قط لمبی رہے جس کی آخری نوک اوپر کی طرف مائل ہو پھر دوسرا الف تین قط، دونوں الفوں کے درمیان آدھ قط کا فاصلہ۔ پہلا الف اونچا اور دوسرا نیچا ہونا چاہئے۔

ی

یے کا سر ترچھے قلم سے شروع کریں بتدریج گھٹاتے گھٹاتے نوک بنادیں ابتدائی حصہ ذرا سا نیچے کو جھکا ہوا رہے بعد میں گول نقطہ بنائیں جسکے اول و آخر میں نوک ہونی چاہئے بعد میں ڈھائی قط چوڑا اور ڈیڑھ قط گہرا دائرہ بناؤ۔ آخر میں دو قط لمبی نوک لگاؤ

گ

نوک آدھ قط اسکے بعد دو قط سر قدرے گول اور ترچھا ابتدا میں آدھ قط موٹا آخر میں نوک

نوک سے ملا ماند سر عین ایک نقطہ اس سے ملی ہوئی گیارہ قط لمبی بے کے مانند کشش جس کا آخری حصہ ابتدا سے ایک قط اونچا ہونا چاہئے ۱۲ امتیاز احمد خوشنویس

اطمینان ہوا۔ اُس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم کو لکھنے پڑھنے کا کچھ شوق نہیں ہے اور اس میں بہت کم دل لگاتی ہو۔ یہ بھی سُنا کہ بعضی عورتیں تمہارے لکھنے پڑھنے پر یوں کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانے پڑھانے سے کیا فائدہ۔ اُن کو تو سینا پرونا۔ کھانا پکانا چکن وغیرہ کاڑھنا سکھانا چاہئے۔ انکو پڑھا لکھا کر کیا مردوں کی طرح مولوی بنانا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی لوگوں کے بہکانے سے تمہارا دل اُچاٹ ہو گیا اور تم نے محنت کم کر دی۔ اے میری بیٹی! تم اُن بیوقوف عورتوں کی کہنے پر ہرگز نہ جانا اور یہ سمجھو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے میری یہ نصیحت یاد رکھو کہ اُن عورتوں کا یہ کہنا بالکل بیوقوفی ہے۔ کم سے کم اتنا ہر عورت کیلئے ضروری ہے کہ اردو لکھ پڑھ لیا کرے۔ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے میں بڑے بڑے نقصان ہیں اول تو بڑا فائدہ یہ ہے کہ زبان صاف ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بے پڑھی عورتیں ثواب کو سباب اور شوربے کو شُرُوا۔ کبوتر کو قبوتر۔ جہیز کو دہیز۔ زکام کو جکھام اور بعض زخام بولتی ہیں۔ اور جو عورتیں پڑھی لکھی ہوتی ہیں۔ وہ اُن پر ہنستی ہیں۔ اور اُن کی نقلیں کرتی ہیں۔ سو پڑھنے لکھنے سے یہ عیب بالکل جاتا رہتا ہے۔ دُوسرے نماز روزہ درست ہو جاتا ہے۔ دین و ایمان سنبھل جاتا ہے بے پڑھی عورتیں اپنی جہالت سے بہت سے کام ایسے کرتی ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اگر خدانخواستہ اس وقت موت آجاوے تو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑیگا۔ کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ پڑھنے لکھنے سے یہ کھٹکا جاتا رہتا ہے۔ اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ تیسرے گھر کا بندوبست جو خاص عورتوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے۔ وہ بخوبی انجام پاتا ہے۔ سارے گھر کا حساب کتاب ہر وقت اپنی نگاہ میں ہوتا ہے۔ چوتھے اولاد کی پرورش عورت سے خوب ہوتی ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے ماں کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ خاص کر لڑکیاں تو ماں ہی کے پاس رہتی ہیں تو اگر ماں پڑھی لکھی ہوگی تو ماں کی عادتیں اور بات چیت بھی اچھی ہوگی تو اولاد بھی وہی سیکھے گی اور کمسنی ہی سے خوش اخلاق اور نیک بخت ہوگی۔ کیونکہ ماں ان کو ہر وقت تعلیم کرتی اور ٹوکتی رہے گی۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ پانچویں یہ کہ جب عورت کو علم ہوگا تو ہر وقت اپنے ماں باپ خاوند عزیز و اقربا کا رُتبہ پہچان کر اُن کے حقوق ادا کرتی رہے گی۔ اُس کی دنیا اور عقبےٰ دونوں بن جاوینگی۔ ان سب کے علاوہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے میں ایک اور بڑی قباحت یہ ہے کہ گھر کی بات غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ یا اس کے چھپانے سے نقصان ہوتا ہے۔ عورتوں کی باتیں اکثر حیا و شرم کی ہوتی ہیں۔ لیکن اپنی ماں بہن سے کبھی ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

خط لکھنے کیلئے چند ضروری ہدایتیں

(۱) جس خط کا جواب دو ہو اسکے جواب طلب امور خط کھینچ دو تا کہ جواب میں کوئی بات نہ رہ جائے

(۲) رشتہ کے موافق آداب لکھو اور یہ تصور کر لو کہ گویا اُن کے سامنے بیٹھے ہوئے زبانی بات کر رہے ہو

(۳) کوئی ایسی بات نہ لکھو کہ اگر وہی بات تمہیں لکھی جائے تو تمہیں ناگوار گزرے اور افسوس ہو۔

(۴) ہنسی مذاق میں کوئی ایسی بات نہ لکھو کہ اگر تمہارا خط کوئی غیر پڑھ لے اس پر بُرا اثر ہو۔

(۵) خط کے پانچ جز ہوتے ہیں ۱۔ القاب و آداب ۲۔ سلام و دعا ۳۔ خیریت پوچھنا اپنی خیریت لکھنا ۴۔ اصل مضمون ۵۔ خاتمہ دعا و سلام نیز دوسرے عزیزوں و پرسان حال کو درجہ بدرجہ سلام و دعا

(۶) خط میں نرم الفاظ استعمال کرو دل شکن الفاظ سے پرہیز کرو۔

(۷) خط اتنا گھسیٹ گھسیٹ کر نہ لکھو کہ پڑھنے میں الجھن ہو۔ پڑھنے والے کو تمہارا مطلب سمجھنے کے بجائے الفاظ کے گورکھ دھندے میں پھنس کر نہ رہ جائے۔

اور اتفاق سے ماں بہن وقت پر پاس نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں یا تو بے شرمی کرنی پڑتی ہے اور دوسروں سے خط لکھانا پڑتا ہے۔ یا نہ کہنے سے بہت نقصان اٹھانا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور ہزاروں فائدے ہیں اور پڑھنا نہ جاننے میں قباحتیں ہیں۔ کہاں تک بیان کروں۔ دیکھو اب تم میری نصیحت یاد رکھنا اور پڑھنے لکھنے سے ہرگز جی نہ چرانا۔ زیادہ دُعا فقط

راقم عبداللہ از بنارس۔ ۲۵۔ رمضان روز جمعہ

بیٹی کی طرف سے خط کا جواب

معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ صحیفۂ عالی نے صادر ہو کر مشرف فرمایا۔ آپ کے مزاج کی خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو ہمارے سروں پر دائم و قائم رکھے جناب والا نے بندی کے لکھنے پڑھنے کی نسبت جو لکھا۔ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ بیشک لوگوں کے کہنے سننے کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ اب جس دن سے والانامہ آیا ہے میں بہت دل لگا کر کے پڑھتی اور کچھ بُرا بھلا لکھنے بھی لگی ہوں۔ بیشک آپ کا فرمانا بہت بجا ہے کہ اس میں بے انتہا فائدے ہیں اور جو عورتیں پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں وہ بہت پچھتاتی ہیں کہ ہم نے کیوں نہ سیکھ لیا۔ پرسوں کی بات ہے کہ پیشکار صاحب کی بی بی جو ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں۔ اُن کے ماموں کا خط آیا اور گھر میں کوئی مرد آج کل ہے نہیں۔ بیچاری ایک ایک کی خوشامد کرتی پھریں کہ کوئی خط پڑھ دیوے یا کہیں سے پڑھوا لاوے کہ اب موما نی کی طبیعت کیسی ہے۔ سنا گیا تھا کہ ان کا برا حال ہے اس وجہ سے بیچاری بڑی گھبرا رہی تھیں۔ دوپہر کا آیا ہوا خط دن بھر پڑا رہا۔ اور کوئی پڑھنے والا نہ ملا۔ مغرب کے بعد بیچاری میرے پاس آئیں تو میں نے حال سنایا۔ تب اُن کا جی ٹھکانے ہوا۔ تب ہی میرے جی کو یہ بات لگ گئی کہ بے شک پڑھنے لکھنے کا ہنر بھی بڑی دولت ہے اور اُس کے نہ جاننے سے بعضے وقت بڑی مصیبت پڑتی ہے اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہماری برادری میں پانچ بیبیاں خوب پڑھی لکھی ہیں وہ جہاں جاتی ہیں اُن کی بڑی عزت ہوتی ہے جو بات خلافِ شرع کسی سے ہو جاتی ہے یا بیاہ شادی میں کوئی بری رسم ہوتی ہے تو اُس کو ٹوکتی ہیں منع کرتی ہیں خوب سمجھا کر کے نصیحت کرتی ہیں اور سب بیبیاں چپکی ہو کر کان لگا کر سنتی رہتی ہیں جو کوئی بات پوچھنی ہوتی ہے اُن ہی سے پوچھتی ہیں۔ بیبیوں میں سب سے پہلے وہی

(۸) خط میں عام فہم الفاظ استعمال کرو۔ عربی فارسی اور انگریزی کے مشکل الفاظ نہ لاؤ کہ مکتوب الیہ سمجھ ہی نہ سکے بلکہ یہ تصور کر کے لکھو کہ تم اس سے زبانی مخاطب ہو (۹) خط لکھنے کے بعد ایک دفعہ غور سے پڑھ لو کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے اگر کوئی لفظ دلخراش ناگوار یا بے تہذیبی کا ہو تو اس کو کاٹ دو۔

(۱۰) خط پر ابتدا میں اپنے استاد سے اصلاح لی لیا کرو اور جو غلطیاں وہ بتلائیں ان کا آئندہ خیال رکھو۔ (۱۱) خط کے شروع یا آخر میں اپنا پورا پتہ ضرور لکھ دو تاکہ جواب دینے والے کو تلاش نہ کرنا پڑے کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ آپ کے پتہ نہ لکھنے اور اُس کے پاس پچھلا پتہ گم ہو جانے کی وجہ سے جواب نہیں آتا۔ اور دل میں خواہ مخواہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ (۱۲) ہر خط کے شروع یا آخر میں تاریخ مع مہینہ و سنہ ضرور لکھ دو بعض دفعہ اس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے ڈاک خانہ کی غلطی یا پتہ کی کسی گڑبڑی کی وجہ سے اگر خط دیر میں پہنچے تو تاریخ سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جواب میں تمہاری طرف سے سستی یا دیر نہیں ہوئی۔ اگر جواب طلب خطوط زیادہ جمع ہو جائیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ پہلے کونسا آیا۔ بعض اوقات

پوچھی جاتی ہیں۔ ساری بیبیاں اُن کی تعریفیں کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے میں ضرور جی لگا کر لکھنا پڑھنا سیکھوں گی۔ مجھ کو خود بڑا شوق ہو گیا ہے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو یہ دولت نصیب فرما دے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ زیادہ حد ادب فقط

آپ کی لونڈی خدیجہ عفی عنہا از سہارنپور۔ ۲۸۔ رمضان روز دوشنبہ

بھانجی کے نام خط

نورِ چشم راحت جان بی بی صدیقہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا مسترت نامہ آیا۔ حال معلوم ہونے سے تسلی ہوئی۔ تمہارے پڑھنے کا حال سنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دیوے اور تمہاری محنت کا پھل تم کو جلدی نصیب کرے۔ جس دن تم اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھوگی۔ اس دن میں پانچ روپیہ مٹھائی کھانے کے لئے تم کو روانہ کروں گا اور ایک نصیحت میں تم کو اور کرتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ تم شوخی بہت کیا کرتی ہو۔ اور کسی کا ادب لحاظ نہیں کرتی ہو۔ اس بات سے مجھ کو بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ آدمی کی عزت فقط پڑھنے لکھنے سے نہیں ہوتی۔ جب تک ادب لحاظ نہ سیکھوگی لوگ تم سے محبت اور پیار نہ کریں گے۔ پڑھنے لکھنے کے ساتھ سب سے اول لڑکوں اور لڑکیوں کو لازم ہے کہ ادب سیکھیں۔ کیونکہ ادب سے آدمی ہر دلعزیز ہو جاتا ہے اور سب آدمی اس کی خاطر کرتے ہیں۔ ادب کرنے والا ہمیشہ خوش نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کا قول ہے۔ با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ ادب کیا چیز ہے اور اس کا برتاؤ کیونکر چاہئے۔ جو کوئی تم سے عمر اور رشتہ میں بڑا ہو اس کو بہت تعظیم سے سلام کرو۔ اور اُس کے سامنے کوئی فحش بات زبان سے مت نکالو۔ نہ اپنے برابر والوں سے اس کے سامنے خوش طبعی اور دل لگی مذاق کرو۔ جب وہ تمہیں پکارے تو بہت نرم آواز سے جواب دو۔ اور جب تم کو کچھ دیوے تو سلام کرو۔ اور جو نصیحت کی بات کہے خوب غور سے سنو۔ جب وہ بول رہا ہو تو بیچ میں اس کی بات مت کاٹو۔ جہاں وہ بیٹھا ہو اس سے اونچی جگہ مت بیٹھو۔ اور اس کا نام لے کر مت پکارو۔ بلکہ اس سے رشتہ لگا کر بولو۔ نام بڑھا کر لیا کرو۔ جیسے خالو جان۔ پھوپی اماں۔ نانا جی۔ آپا جان۔ اگر غصہ میں آکر وہ تم کو کچھ بُرا بھلا کہیں تو تم ہرگز اُس کا جواب مت دو۔ الٹ کر اُن کو کچھ نہ کہو۔ اسی کا نام ادب ہے۔ اور یہ آدمی کے واسطے بہت ضروری ہے۔ فقط

محمد واجد حسین از فیض آباد

پیش کرنیکی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اگر بغیر تاریخ کے خط بھیجی کہ ہم روانہ ہو کر پرسوں پہنچینگے اسٹیشن پر انتظام کر دیجئے تو وہاں سب باتیں ایک دن بعد سمجھی جائینگی اور دقت ہوگی غرض اس معمولی سی بات کی غفلت کرنے میں بہت سی تکلیفیں پیش آجاتی ہیں نیز اکثر مہر صاف نہیں پڑتی تو تاریخ نہیں پڑھی جاتی۔ اسکے علاوہ جو لوگ انگریزی جانتے ہیں مہر کی تاریخ وہی پڑھ سکتے ہیں ہر ایک تو نہیں پڑھ سکتا اگر خط ڈاک کے وقت کے بعد پڑے تو وہ اگلے روز نکلتا ہے اور مہر سے بھی کام نہیں چلتا پس تاریخ لکھنا ہرگز نہ بھولو (۱۳) اگر خط بڑوں کو لکھا جائے تو اُن کے خط میں یہ لکھنا کہ فلاں فلاں کو سلام کہہ دیجئے اور یہ کہدیجئے یوں کہدیجئے یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اُن پر حکم چلانا ہے۔ اچھا طریقہ یہ ہے کہ یوں لکھئے کہ اگر فلاں صاحب خط دیکھیں تو سلام قبول کریں۔ اگر اُن سے بہت بے تکلفی ہو تو بہت ادب کے لفظوں میں لکھ دینے کا مضائقہ نہیں ہے

چھوٹوں یا برابر والے بے تکلف لوگوں کو لکھنے میں حرج نہیں ہے۔

اگر کسی برابر والے کو خط لکھنا ہو تو اُس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کے مرتبہ کے موافق اس طرح القاب لکھو۔

القاب

عنایت فرمائے من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مشفقۂ شفیقۂ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مہربان من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (پھر اس طرح آداب لکھو) بعد سلام مسنون کے عرض ہے۔ یا یوں لکھو۔ بعد سلام مسنون وشوق ملاقات کے عرض ہے۔ پھر خط کا مضمون لکھدو اور یہ خیال رکھو کہ نہ تو اتنا بڑھا کر لکھو۔ جس طرح کہ بڑوں کو لکھتے ہیں۔ اور نہ اتنا گھٹا کر لکھو جیسے کہ چھوٹوں کو لکھتے ہیں۔ بلکہ ہر بات میں برابری کا خیال رکھو۔

خط کا پتہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔ نمونہ کیلئے دو پتے لکھے جاتے ہیں

مقام شہر لکھنؤ۔ محلہ امین آباد۔ قریب مکان حکیم عبد الغنی صاحب نائب تحصیلدار۔
بخدمت والا درجت معظم ومحترم من جناب داروغہ وحید الزماں صاحب دام ظلکم العالی۔
مقام فیض آباد۔ چوک بردوکان لیاقت حسین صاحب سادہ کار۔
بمطالعہ برخوردار سعادت اطوار منشی محمد سعید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ در آید۔

گنتی

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
ایک	۱	آٹھ	۸	پندرہ	۱۵	بائیس	۲۲
دو	۲	نو	۹	سولہ	۱۶	تیئیس	۲۳
تین	۳	دس	۱۰	سترہ	۱۷	چوبیس	۲۴
چار	۴	گیارہ	۱۱	اٹھارہ	۱۸	پچیس	۲۵
پانچ	۵	بارہ	۱۲	انیس	۱۹	چھبیس	۲۶
چھ	۶	تیرہ	۱۳	بیس	۲۰	ستائیس	۲۷
سات	۷	چودہ	۱۴	اکیس	۲۱	اٹھائیس	۲۸

۵ خط پر پتہ لکھنے کا یہ طریقہ
بہت رُوک ہو چکا ہے موجودہ
ریقہ یہ ہے۔
خدمت جناب حضرت مولانا
شتیاق احمد صاحب خوشنویس
تلمہ ابو البرکات دیوبند
ضلع سہارنپور (یو۔پی) انڈیا
خدمت جناب مولوی بشیر محمد
صاحب منیجر
ور محمد اصح المطابع کارخانہ
جارت کتب بالمقابل آرام باغ
ریلد روڈ کراچی
پاکستان
اکخانہ کے لوگ خط پر انگریزی
پہنچنے کی جگہ کا نام لکھتے ہیں
واسطے جس جگہ خط لکھنا ہو
ر وہاں ڈاکخانہ ہو تو اسکے اور
لع کے نام کے نیچے لکیر کھینچدو
اگر وہاں ڈاکخانہ نہ ہو تو جہاں
سکا ڈاکخانہ ہے اسجگہ کے نام
ضلع کے نام کے نیچے لکیر
ھینچدو۔ اور پتہ لکھنے کا اچھا
یقہ یہ ہے کہ اول مختصر القاب
ساتھ اُن کا نام لکھدو
ن کے پاس خط جاتا ہی پھر انکا
لہ پھر دوسری سطر میں محلہ
م اور تیسری سطر میں ڈاکخانہ
ضلع کا نام اور اگر وہاں
کخانہ نہیں ہے تو دوسری
ر میں اس جگہ کا بھی نام لکھا
ئے اور تیسری سطر میں
کخانہ وضلع کا نام ہو پھر صوبہ
ملک کا نام ہونا چاہئے
ہی دوسرے ملک میں خط لکھنا ہو تو سب سے اوپر ٹکٹ کی برابر میں ملک کا نام لکھدیا جائے۔

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
انتیس	۲۹	ترپن	۵۳	ستتّر	۷۷
تیس	۳۰	چوَّن	۵۴	اٹھتّر	۷۸
اکتیس	۳۱	پچپن	۵۵	اُناسی	۷۹
بتیس	۳۲	چھپن	۵۶	اَسّی	۸۰
تینتیس	۳۳	ستاون	۵۷	اکیاسی	۸۱
چونتیس	۳۴	اٹھاون	۵۸	بیاسی	۸۲
پینتیس	۳۵	انسٹھ	۵۹	تراسی	۸۳
چھتیس	۳۶	ساٹھ	۶۰	چوراسی	۸۴
سینتیس	۳۷	اکسٹھ	۶۱	پچاسی	۸۵
اڑتیس	۳۸	باسٹھ	۶۲	چھیاسی	۸۶
انتالیس	۳۹	ترسٹھ	۶۳	ستاسی	۸۷
چالیس	۴۰	چونسٹھ	۶۴	اٹھاسی	۸۸
اکتالیس	۴۱	پینسٹھ	۶۵	نواسی	۸۹
بیالیس	۴۲	چھیاسٹھ	۶۶	نوّے	۹۰
تینتالیس	۴۳	سڑسٹھ	۶۷	اکیانوے	۹۱
چوالیس	۴۴	اڑسٹھ	۶۸	بانوے	۹۲
پینتالیس	۴۵	انہتر	۶۹	ترانوے	۹۳
چھیالیس	۴۶	ستّر	۷۰	چورانوے	۹۴
سینتالیس	۴۷	اکہتر	۷۱	پچانوے	۹۵
اڑتالیس	۴۸	بہتّر	۷۲	چھیانوے	۹۶
انچاس	۴۹	تہتّر	۷۳	ستانوے	۹۷
پچاس	۵۰	چوہتّر	۷۴	اٹھانوے	۹۸
اکیاون	۵۱	پچھتّر	۷۵	ننانوے	۹۹
باون	۵۲	چھہتّر	۷۶	سَو	۱۰۰

بچوں کو یہ باتیں ذہن نشین کرادی جائیں کہ اردو میں اس علامت (۰) کو صفر کہتے ہیں۔ صفر کے معنی خالی کے ہیں۔ گنتی اس طرح یاد کراؤ۔ صفر۔ ایک۔ دو۔ --- اخیر تک۔ ایک سے نو تک اکائیاں کہلاتی ہیں اکائی کے معنی اکیلی چیز کے ہیں۔ اکائی نو ہی ہوتی ہیں دس اکائیوں کی ایک دہائی ہوتی ہے۔ دہائیاں بھی نو ہی ہوتی ہیں دس دہائیوں کا ایک سیکڑہ ہوتا ہے۔ اکائی کے دائیں طرف ایک صفر دینے سے دہائی ہوجاتی ہے جیسے (۱۰) (۲۰) (۳۰) (۴۰) اور دو صفر دینے سے سیکڑہ ہوجاتا ہے جیسے (۱۰۰) (۲۰۰) (۳۰۰) جس ہندسے کی دائیں جانب صفر رکھدیا جائے اتنی دہائیاں بنجاوینگی ایک صفر پر دہائی (۸۰) دو پر سیکڑہ (۱۰۰) تین پر ہزار (۱۰۰۰) ہوجاتا ہے اسی طرح دس ہزار۔ لاکھ۔ دس لاکھ۔ کروڑ۔ دس کروڑ۔ ارب کو سمجھ لیں۔

چند رقمیں لکھی جاتی ہیں اُنکو بھی خوب سمجھ لو۔ بڑی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک پیسہ (-ر) دو پیسہ (مر) تین پیسہ (-ر) ایک آنہ (ار) پانچ پیسے (ار) چھ پیسے (ار) سات پیسے (ار) اسی طرح آخر تک سمجھ لو۔ ایک روپیہ (عہ) دو روپیہ (عہ) [illegible] ۔ اگر ایک سو باون روپے پونے تیرہ آنے لکھنا ہو تو اس طرح لکھیں گے۔ (۱۵۲ عہ) اسی طرح باقی رقموں کو قیاس کرلو۔

سچّی کہانیاں

۱ؔ

جنابؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا۔ یکایک اس نے ایک بدلی میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کی ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا اور تمام پانی ایک نالہ میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہولیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے اُس باغ والے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے وہی نام بتایا جو اُس نے بدلی میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لیکر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے کہ اس قدر مقبول ہے۔ اس نے کہا کہ جب تو نے پوچھا تو مجھ کو کہنا ہی پڑا میں اس کی کل پیداوار کو دیکھتا ہوں۔ اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچّوں کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔

فائدہ:۔ سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اُس کی اطاعت کرتا ہے اُس کے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہو جاتے ہیں کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بیشک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اس کا اللہ ہو گیا۔

دوسری کہانی

۲ؔ

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی۔ دوسرا گنجا۔ تیسرا اندھا۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کو آزمانا چاہا۔ اور اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا۔ تجھ کو کیا چیز پیاری ہے۔ اُس نے کہا

۱ؔ عن ابی ہریرۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا رجل بفلاۃ من الارض فسمع صوتا فی سحابۃ اسق حدیقۃ فلان فتنحی ذلک السحاب فافرغ ماءہ فی حرۃ فاذا شرجۃ من تلک الشراج قد استوعبت ذلک الماء کلہ فتتبع الماء فاذا رجل قائم فی حدیقتہ یحول الماء بمسحاتہ فقال لہ یا عبد اللہ ما اسمک قال فلان الاسم الذی سمع فی السحابۃ فقال لہ یا عبد اللہ لم تسألنی عن اسمی فقال انی سمعت صوتا فی السحاب الذی ہذا ماءہ ویقول اسق حدیقۃ فلان لاسمک فما تصنع فیہا قال اما اذ قلت ہذا فانی انظر الی ما یخرج منہا فاتصدق بثلثہ واکل انا وعیالی ثلثا وارد فیہا ثلثہ رواہ مسلم ومشکوۃ صفحہ ۱۴۰

۲ؔ عن ابی ہریرۃ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ثلثۃ من بنی اسرائیل ابرص واقرع واعمی فاراد اللہ ان یبتلیہم فبعث الیہم ملکا فاتی الابرص فقال ای شیٔ احب الیک قال لون حسن وجلد حسن ویذہب عنی الذی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب عنہ قذرہ واعطی لونا حسنا وجلدا حسنا قال فای المال احب الیک قال الابل او قال البقر شک اسحق الا ان الابرص والاقرع قال احدہما الابل وقال الاخر البقر قال فاعطی ناقۃ عشراء فقال بارک اللہ لک فیہا قال فاتی الاقرع فقال ای شیٔ احب الیک قال شعر حسن ویذہب عنی ہذا الذی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب عنہ قال واعطی شعرا حسنا قال فای المال احب الیک قال البقر فاعطی بقرۃ حاملا قال بارک اللہ لک فیہا قال فاتی الاعمی فقال ای شیٔ احب الیک قال ان یرد اللہ الی بصری فابصر بہ الناس قال فمسحہ فرد اللہ الیہ بصرہ قال فای المال احب الیک قال الغنم فاعطی شاۃ والدا فانتج ہذان وولد ہذا فکان لہذا واد من الابل ولہذا واد من البقر ولہذا واد من الغنم قال ثم انہ اتی الابرص فی صورتہ وہیئتہ فقال رجل مسکین

(باقی صفحہ ۲۵ پر ملاحظہ ہو)

مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مل جاوے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں۔ اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا۔ اُسی وقت چنگا ہو گیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا۔ تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے۔ اُس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا۔ اور پوچھا۔ تجھ کو کونسی چیز پیاری ہے کہا۔ میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا فوراً اچھا ہو گیا اور اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے۔ اس نے کہا گائے۔ پس اس کو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا۔ تجھ کو کیا چیز چاہئے کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کر دے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔ اُس فرشتہ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی۔ پھر پوچھا تجھ کو کیا مال پیارا ہے۔ کہا۔ بکری۔ پس اس کو ایک گابھن بکری دے دی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ تھوڑے دنوں میں اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گایوں سے اور اس کی بکریوں سے۔ پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرے سفر کا سب سامان چُک گیا۔ آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا۔ میں اس اللہ کے نام پر جس نے اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی۔ تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دور ہو۔ مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اسمیں گنجائش نہیں۔ فرشتہ نے کہا۔ شاید[۵] تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہ تھا۔ پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اُس نے کہا واہ کیا خوب۔ یہ مال تو میری کئی پُشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس

(صفحہ ۲۴ سے) قد انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ ثم بک اسئلک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعیرا اتبلغ بہ فی سفری فقال الحقوق کثیرۃ فقال انہ کانی اعرفک الم تکن ابرص یقذرک الناس فقیرا فاعطاک اللہ مالا فقال انما ورثت ہذا المال کابرا عن کابر فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ماکنت قال واتی الاقرع فی صورتہ فقال لہ مثل ما قال لہذا ورد علیہ مثل ما رد علی ہذا فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ماکنت قال واتی الاعمیٰ فی صورتہ وہیئتہ فقال رجل مسکین وابن سبیل ص

جس نے یہ ساری چیزیں بحکم خدائے تعالیٰ دی تھیں تاکہ اگر وہ کچھ دے تو خالصۃً اللہ کے واسطے دے احسان کے بدلہ میں نہیں۔

(حاشیہ) ۳ انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ ثم بک اسئلک بالذی رد علیک بصرک شاۃ اتبلغ بہا فی سفری فقال قد کنت اعمیٰ فرد اللہ الی بصری فخذ ما شئت ودع ما شئت فو اللہ لا اجہدک الیوم لشئی اخذتہ للہ فقال امسک مالک فانما ابتلیتم فقد رضی عنک وسخط علی صاحبیک رواہ مسلم و البخاری صفحہ ۴۹۲ اس روایۃ "ان ثلٰثۃ من بنی اسرائیل ابرص واقرع واعمیٰ الخ" میں ان کی خبر نہیں ہے جس سے اہل علم کو اشکال پیش آسکتا ہے ان کی تشفی کے لئے مرقاۃ کی حسب ذیل عبارت نقل کی جاتی ہے (فاراد اللہ ان یبتلیہم) ہو خبر ان عند من یجوز دخول الفاء فی خبرہا ومن لم یجوز فقدر الخبر ای فیما اقص علیکم فقولہ فاراد تفسیر للمجمل ولو رفع ابرص وما عطف علیہ بالخبریۃ تعین للتفسیر ان رفعہا بتقدیر احدہم او منہم ابرص (مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۱۴۶)

۵ شاید کا لفظ شک کیلئے نہیں استعمال کیا گیا ہے اصل میں فرشتہ یہ ظاہر کرتا نہیں چاہتا تھا کہ میں وہی ہوں

اسی پہلی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا۔ اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا۔ اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں۔ آج بجز خدا کے اور پھر تیرے کوئی میرا وسیلہ نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اس نے کہا بیشک میں اندھا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھ کو نگاہ بخشی۔ جتنا تیرا جی چاہے لیجا اور جتنا چاہے چھوڑ جا۔ خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہئے۔ فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی۔ خدا تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض۔ **فائدہ** خیال کرنا چاہئے کہ اُن دونوں کو ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئی اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا ان سے ناراض ہوا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد رہے۔ اور اُس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں شاد و بامراد ہوا۔

تیسری کہانی ۳

ایک[۵۱] بار حضرت ام سلمہ[۵۲] رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اسلئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ یہ گوشت طاق میں رکھدے شاید حضرت نوش فرماویں۔ اس نے طاق میں رکھدیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ بھیجو اللہ کے نام پر خدا برکت کرے۔ گھر میں سے جواب دیا۔ خدا تجھ کو بھی برکت دے[۵۳]۔ اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ اور خادمہ سے کہا۔ جا وہ گوشت آپ کے واسطے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی۔ دیکھتی کیا ہی کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے فقط ایک (سفید) پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اسلئے وہ گوشت پتھر بن گیا۔ فائدہ۔ غور کیجئے کہ خدا کے نام پر

---

[۵۱] عن مولی لعثمٰن قال اُہدی لام سلمہ بضعۃ من لحم و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ اللحم فقالت للخادم ضعیہ فی البیت لعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکلہ فوضعتہ فی کوۃ البیت وجاء سائل فقام علی الباب فقال تصدقوا بارک اللہ فیکم فقالوا بارک اللہ فیک فذہب السائل فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ام سلمہ ہل عندکم شئ اطعمہ فقالت نعم قالت للخادم اذہبی فأوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک اللحم فذہبت فلم تجد فی الکوۃ الاقطعۃ مروۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلک اللحم عاد مروۃ لما لم تعطوہ السائل رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ۱۲ مشکوۃ ص ۱۴۹

[۵۲] آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ہیں۔ آپ کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا جبکہ آپ کی عمر شریف ۸۴ سال کی تھی ۱۲

[۵۳] سائل کو جواب دینے کا یہ ایک مہذب طریقہ ہے جو عرب میں رائج تھا جیسا کہ کلام اللہ میں فرمایا ہے قول معروف خیر من صدقۃ یتبعہا اذی ۱۲

نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اس گوشت کی صورت بگڑ گئی اور پتھر بن گیا۔ اسی طرح جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے۔ جس کا یہ اثر ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چونکہ حضرت ؑ کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اسلئے اس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدل دی۔ تاکہ اس کے استعمال سے محفوظ رہیں

۱۲ چوتھی کہانی

جناب[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار و اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تھا تو عرض کر دیا کرتا تھا۔ آپ کچھ تعبیر ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سب نے عرض کیا کہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور[۲] ہے۔ اس بیٹھے ہوئے کے کلّے کو اس سے چیر رہا ہے۔ یہانتک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے کلّے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے اور اور پھر وہ کلا اس کا درست ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے۔ پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔ جب وہ اس کے اٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اتنک لوٹ کر اس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ہم ایک غار پر پہنچے جو مثل تنور کے تھا نیچے سے فراخ تھا اوپر سے تنگ۔ اس میں

[۱] عن سمرة بن جندب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجہہ فقال من رای منکم اللیلة رؤیا قال فان رای احد قصہا فیقول ماشاء اللہ فسألنا یوما فقال ہل رای منکم احد رؤیا قلنا لا قال لکنی رایت اللیلة رجلین اتیانی فاخذا بیدی فاخرجانی الے ارض مقدسة فاذا رجل جالس ورجل قائم بیدہ کلوب من حدید یدخلہ فی شدقہ فیشقہ حتی یبلغ قفاہ ثم یفعل بشدقہ الاخر مثل ذلک ویلتئم شدقہ ہذا فیعود فیصنع مثلہ قلت ماہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا علے رجل مضطجع علی قفاہ ورجل قائم علے راسہ بفہر او صخرة لیشدخ بہ راسہ ص

صر فاذا ضربہ تدہدہ الحجر فانطلق الیہ لیاخذہ فلا یرجع الی ہذا حتی یلتئم راسہ وعاد راسہ کما کان فعاد الیہ فضربہ قلت ماہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا الی ثقب مثل التنور اعلاہ ضیق واسفلہ واسع تتوقد تحتہ نار فاذا ارتقت ارتفعوا حتی کادان یخرجوا منہا و اذا خمدت رجعوا فیہا وفیہا رجال ونساء عراة فقلت ماہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا علی نہر من دم فیہ رجل قائم علے وسط النہر وعلے شط النہر رجل بین یدیہ حجارة فاقبل الرجل الذی فی النہر فاذا اراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ بحجر فیرجع کما کان فقلت ماہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی انتہینا الی روضة خضراء فیہا شجرة عظیمة وفی اصلہا شیخ و صبیان واذا رجل قریب من الشجرة بین یدیہ نار یوقدہا فصعدا بی الشجرة فادخلانی دارا وسط الشجرة لم ار قط احسن منہا فیہا رجال شیوخ وشباب ونساء و صبیان ثم اخرجانی منہا فصعدا بی الشجرة فادخلانی دارا ہی احسن وافضل منہا

(باقی ص۲۸ پر)

[۲] و [۳] ص۲۸ پر ملاحظہ فرمائیے۔

آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے ہیں جب وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے۔ اسکے ساتھ وہ سب اٹھ آتے ہیں۔ یہانتک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے۔ آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہانتک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اُس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اُس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے جب وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا اس شخص کے منھ میں ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ پھر اپنی پہلی جگہ جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے۔ اسی طرح پتھر مار کر اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے۔ اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے سامنے آگ جل رہی ہے وہ اس کو دھونک رہا ہے۔ پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے۔ اور اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بن رہا تھا۔ اس میں لے گئے۔ میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں مرد بوڑھے جوان عورتیں اور بچے بہت سے تھے۔ پھر اس سے باہر لاکر اور اوپر لے گئے۔ وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا۔ اس میں لے گئے اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے اُن دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اُس کے کلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اسکے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہو کر سو رہا اور دن کو اُس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور ان کے گرداگرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے۔ اور جو آگ جھونک رہا تھا وہ مالک[۱] داروغہ دوزخ کا ہے۔ اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے

فیہا شیوخ وشباب فقلت لہما انکما قد طوفتما بی اللیلۃ فاخبرانی عما رایت قالا نعم اما الرجل الذی رایتہ یشق شدقہ فکذاب یحدث بالکذبۃ فتحمل عنہ حتی تبلغ الآفاق فیصنع بہ ما تری الی یوم القیمۃ والذی رایتہ یشدخ راسہ فرجل علمہ اللہ القرآن فنام عنہ باللیل ولم یعمل بما فیہ بالنہار یفعل بہ ما رایت الی یوم القیمۃ والذی رأیتہ فی الثقب فہم الزناۃ والذی رأیتہ فی النہر اکل الربوا والشیخ الذی رأیتہ فی اصل الشجرۃ ابراہیم والصبیان حولہ فاولاد الناس والذی یوقد النار مالک خازن النار والدار الاولی التی دخلت دار عامۃ المؤمنین واما ہذہ الدار فدار الشہداء وانا جبرئیل وہذا میکائیل فارفع رأسک فرفعت رأسی فاذا فوقی مثل السحاب وفی روایۃ مثل الربابۃ البیضاء قالا ذاک منزلک قلت دعانی ادخل منزلی قالا انہ بقی لک عمر لم تستکملہ فلو استکملتہ اتیت منزلک۔ رواہ البخاری ص۱۰۴۲۔

؎۵ اصحاب رسول اللہ صلعم شرعی اصطلاح میں وہ لوگ کہلاتے ہیں جنہوں نے اسلام کی حالت میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے اور حالت اسلام ہی میں انھیں موت نصیب ہوئی ہو ؎۶ زنبور۔ چھوٹی سنڈاسی جسکے اگلے سرے پرندانے ہوتے ہیں تاکہ اس سے کسی چیز کو پکڑ کر اکھاڑیں تو گرفت سے چھوٹ نہ سکے (متعلقہ صفحہ ھذا) ؎۱ مالک داروغہ دوزخ کا نام ہے ۱۲

اور میں جبرئیل[۱] ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے کہ یہ تمہارا گھر ہے۔ میں نے کہا مجھ کو چھوڑو۔ میں اپنے گھر میں داخل ہوں۔ بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکتی تو ابھی چلے جاتے۔ فائدہ جاننا چاہیئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اول جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا۔ تیسرے زنا کا۔ چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

عقیدوں کا بیان

عقیدہ[۲] تمام عالم پہلے بالکل ناپیدا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔ عقیدہ[۳] اللہ ایک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ اس کی کوئی بی بی ہے۔ کوئی اسکے مقابل کا نہیں۔ عقیدہ[۴]۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ عقیدہ[۵] کوئی چیز اس کے مثل نہیں وہ سب سے نرالا ہے۔ عقیدہ وہ[۶] زندہ ہے۔ ہر چیز[۷] پر اس کو قدرت ہے۔ کوئی چیز[۸] اس کے علم سے باہر نہیں۔ وہ[۹] سب کچھ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ کلام[۱۰] فرماتا ہے۔ لیکن اس[۱۱] کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں۔ جو چاہے[۱۲] کرتا ہے۔ کوئی اسکی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ وہی[۱۳] پوجنے کے قابل ہے۔ اُس[۱۴] کا کوئی ساجھی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بادشاہ ہے سب عیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ زبردست ہے۔ بہت دینے والا

[۱] جبرئیل وہ فرشتہ ہے جن کا اصل منصب انبیاء علیہم السلام پر وحی لیجانا تھا اور میکائل کا مخلوق کو روزی پہنچانا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ دوسری خدمات بھی کبھی ان کے سپرد فرما دیتے ہیں ۱۲ [۲] لم یکن شیئاً مذکوراً (سورۃ الدہر رکوع ۱) شیخ محی الدین الیواقیت والجواہر کے ص۴۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ عالم تمام کا تمام حادث تھا اگرچہ اسکے ساتھ علم قدیم کا تعلق تھا ۱۲ [۳] قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد ج ۳۰۔ عن الشیخ لایجوز ان یقال ان الحق تعالیٰ مفتقر فی ظہور اسمائہ وصفاتہ الی وجود العالم لانہ لہ الغناء علی الاطلاق ۱۲ ج۱ ص۴۰ [۴] ہو الاول والاخر۔ سورہ حدید رکوع ۱ ج ۲۷ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام سورہ رحمٰن رکوع ۱ ج ۲۷۔ ۱۲ [۵] لیس کمثلہ شیٔ۔ سورہ شوریٰ رکوع ۲ ج ۲۵ فی الیواقیت ص۸ عن الشیخ اعلم ان اللہ تعالیٰ لیس بجوہر فیقدر لہ المکان ولا بعرض فیستحیل علیہ البقاء ولا بجسم فیکون لہ الجہۃ والتلقاء فہو منزہ عن الجہات والاقطار وفیہ ایضا عنہ فالحق تعالیٰ مباین ص

مع لخلقہ فی سایر المراتب وہو من وراء معلومات جمیع الخلق۔ ۱۲ ص۴۴ [۶] کسی چیز کو حق سمجھتے ہوئے دل سے ماننا ۱۲ [۷] ہو الحی القیوم (سورہ بقرہ رکوع ۳۴) ۱۲ [۸] ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر (سورہ بقرہ رکوع ۲) ۱۲ [۹] وہو بکل شیٔ علیم (سورۂ بقرہ رکوع ۳) وہو بکل شیٔ علیم (سورہ عنکبوت رکوع ۶) احاط بکل شیٔ علما (سورہ تحریم رکوع ۲) [۱۰] وہو السمیع البصیر (سورۂ شوریٰ رکوع ۱) ۱۲ [۱۱] لا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیمۃ (سورۂ آل عمران رکوع ۱۲) وہو ای اللہ تعالیٰ متکلم بکلام ہو صفۃ لہ (شرح العقائد ص۴۲) ۱۲ [۱۲] وفیہ (ای فی کلام اللہ تعالیٰ) لیس من جنس الحروف والاصوات ضرورۃ انہا اعراض حادثۃ مشروط حدوث بعضہا بانقضاء البعض لان تمناع التکلم بالحرف الثانی بدون انقضاء الحرف الاول بدیہی ۱۲ [۱۳] فعال لما یرید (سورہ ہود رکوع ۹) ۱۲ [۱۴] الا تعبدوا الا ایاہ (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳) ایاک نعبد (سورۂ فاتحہ

تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ (سورۂ آل عمران رکوع ۶) ۱۲ [۱۵] لا شریک لہ (سورہ انعام رکوع ۹۴) [۱۶] الرحمٰن الرحیم (سورۂ فاتحہ) [۱۷] صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیے

ہے۔ روزی پہنچانے والا ہے۔ جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے زیادہ کردے جس کو چاہے پست کردے جس کو چاہے بلند کردے۔ جس کو چاہے عزت دے۔ جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدر کرنے والا ہے۔ دعا کا قبول کرنے والا ہے۔ سمائی والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ وہ سب کا کام بنانیوالا ہے۔ اُسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قیامت میں پھر پیدا کرے گا۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے۔ اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں۔ اُس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا۔ گنہگاروں[51] کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ وہی ہدایت کرتا ہے۔ جہان میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بے اسکے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا۔ نہ وہ[52] سوتا ہے نہ اونگھتا ہے وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے۔ اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں اور بری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں۔ نہ اُس میں کوئی عیب ہے۔ عقیدہ[53] اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اُس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔ عقیدہ[54] مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن وحدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو اُن کے معنی اللہ کے حوالہ کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے۔ اور ہم بے کھود کرید کئے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے۔ وہ ٹھیک اور حق اور یہی بات بہتر[55] ہے۔ یا اس کے کچھ مناسب معنی[56] لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔ عقیدہ[57] عالم میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے۔ تقدیر[58] اسی کا نام ہے اور بری چیزوں کی پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں۔ جنکو ہر ایک نہیں جانتا۔ عقیدہ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور

(بسلسلہ صـ۲۹) ۵۰ الملک القدوس (سورۂ حشر رکوع ۳) باقی تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ ناموں میں مذکور ہیں جو ترمذی صـ۲ پر موجود ہیں ۱۲ (متعلقہ صفحہ ھذا) ۵۱ ہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ۔ شوریٰ رکوع ۳ ج ۲۵ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کئے پر شرمندہ ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے ۱۲ ۵۲ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ سورۃ البقر رکوع ۳۴ ج ۳۔ الحمد للہ رب العٰلمین فاتحہ ۱-۱-۱۲
۵۳ ولہ صفات ازلیۃ قائمۃ بذاتہ۔ شرح عقائد صـ۳۷ ۵۴ سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون۔ صٰفٰت رکوع ۵ ج ۲۳ فلا تضربوا للہ الامثال نحل رکوع ۱۰۔ ج ۱۴۔ لیس کمثلہ شئ شوریٰ رکوع ۲۔ ج ۲۵ والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ۔ آل عمران رکوع ۱ ج ۳۔ فی الیواقیت عن الشیخ اعلم ان من الادب عدم تاویل آیات الصفات ووجوب الایمان بہا مع عدم التکییف کما جاءت الی ان قال فانا نؤمن بما جاء من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکل علم التکییف فی ذلک کلہ الی اللہ والی رسولہ ۱۲ جـ۱ صـ۱۳۳ ۵۵ مثلاً قرآن میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا پیر رکھ دیگا بہتر یہ ہے کہ اسکے معنی خدا ہی کے سپرد کردے خود کچھ نہ کہے اور اگر کوئی معنی بیان کرے تو وہ جو اسکے مناسب ہوں جیسے ہاتھ سے مراد قوت ہے۔ پھر بھی ان معنی کو یقینی نہ سمجھے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یا تو یہی مراد ہوگی یا اور کچھ۔ مگر یہ کام بھی کسی اونچے درجہ کے عالم کا ہے ہر شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی طرف سے معنی مقرر کرے ۱۲ ۵۶ فی النبراس شرح شرح العقائد النسفیہ وعلماء السنۃ بعد اجماعہم علی ان معانیہا الظاہرۃ غیر مرادۃ ذہبوا مذہبین احدہما مذہب السلف ہو الایمان بما اراد اللہ تعالیٰ وتفویض علمہا الی اللہ تعالیٰ مع التنزیہ عن التجسیم والتشبیہ وثانیہما مذہب الخلف تفسیرہا بما یلیق بہ تعالیٰ لاشتہار المذاہب الفاسدۃ فی زمانہم وتضلیل المشبہۃ عوام المسلمین ففعلوا ذلک حفظا للدین اھ قلت کذا فی التفسیر المظہری والجمل وغیرہما من کتب التفسیر ۱۲ ۵۷ انا کل شئ خلقناہ بقدر سورہ قمر رکوع ۳ ج ۲۷۔ ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون نحل رکوع ۱۰ ج ۱۴۔ ۵۸ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کہف رکوع ۴ ج ۱۵۔ واللہ خلقکم وما

ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔ مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔[۱] گناہ کے کام سے اللہ میاں ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔ عقیدہ[۲] اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔ عقیدہ[۱۱] کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔ عقیدہ[۱۲] بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ گنتی ان کی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے اُن کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے۔ ان میں بعضے بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام اسحٰق علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام ایوب علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام عیسےٰ علیہ السلام الیاس علیہ السلام الیسع علیہ السلام یونس علیہ السلام لوط علیہ السلام ادریس علیہ السلام ذوالکفل علیہ السلام صالح علیہ السلام ہود علیہ السلام شعیب علیہ السلام۔ عقیدہ[۱۳] سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی اسلئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم اُن سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہمکو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو نہیں معلوم اُن پر بھی۔ عقیدہ[۱۴] پیغمبروں میں

[۱] لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا سورہ مومنون رکوع ۴ ج ۱۸ [۲] لا یسأل عما یفعل سورہ انبیاء رکوع ۲ ج ۱۷۔ فعال لما یرید سورہ بروج ج ۳۰ [۳] ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک سورہ مومن رکوع ۸ ج ۲۴۔ کل من الصالحین سورہ انعام رکوع ۱۰ فالقی عصاہ فاذاہی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذاہی بیضاء للنٰظرین۔ الاعراف رکوع ۳ ج ۹۔ انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وغیرہما من آیات المعجزات وذکر ہذہ الانبیاء باسمائہم فی سورۃ الانعام وسورۃ ہود وسورۃ البقرۃ وسورۃ الاعراف وسورہ صٓ وسورۃ الشعراء وغیرہا فی القرآن فی مواضع متعددۃ وفی العقائد للنسفی وقد ارسل اللہ تعالیٰ رسلا من البشر الی البشر مبشرین ومنذرین ومبینین للناس فیما یحتاجون الیہ من امور الدنیا والدین وایدہم بالمعجزات الناقضات للعادات واول الانبیاء آدم وآخرہم محمد علیہم السلام وقد روی بیان عددہم فی بعض الاحادیث والاولی ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیۃ فقد قال اللہ تعالیٰ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک ۱۲ [۴] جیسے حضرت موسیٰ ؑ کا معجزہ کہ آپ کی لاٹھی اژدہا بن جاتی تھی یا حضرت عیسیٰ ؑ کا معجزہ کہ آپ مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور مٹی کا پرندہ بنا کر اس پر پھونک مار دیتے تھے تو وہ اڑ جاتا تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہ آپ نے چاند کی جانب انگلی اٹھائی تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا ۱۲ [۵] بعض احادیث میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار مشہور بتائی گئی ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اس عدد کو یقینی نہ سمجھے ۱۲

[۶] تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض وفی شرح العقائد وافضل الانبیاء محمد علیہ السلام لقولہ تعالےٰ کنتم خیر امۃ اخرجت الآیۃ ولاشک ان خیریۃ الامۃ بحسب کمالہم فی الدین وذلک تابع لکمال نبیہم الذی یتبعونہ ص۱۰۲ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سورۃ الاحزاب رکوع ۵ ج ۲۲۔ خاتمیت کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاتمیت کی تین قسمین کرتے ہیں خاتمیت[۱] زمانی خاتمیت[۲] مکانی۔ خاتمیت[۳] رتبی۔ پھر خاتمیت رتبی کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں آپ صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے جیسے آپ نبی الامۃ ہیں ایسے ہی نبی الانبیاء ہیں ۱۲ تحذیر الناس ص۳ تا ص۴

بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔ عقیدہ۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچا دیا۔ اس کو معراج کہتے ہیں عقیدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کرکے اُن کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے۔ اُن کو فرشتہ کہتے ہیں۔ بہت سے کام اُن کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے جس کام میں لگا دیا اس میں لگے ہیں۔ اُن میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے۔ وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی۔ اُن کو جن کہتے ہیں۔ اُن میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ اُن کے اولاد بھی ہوتی ہے۔ اُن سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔ عقیدہ۔ مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دُنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔ اُس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں۔ ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔ عقیدہ۔ ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ عقیدہ۔ خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش و

۵۱ قال اللہ تعالیٰ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ سورۃ فرقان واخرج السیوطی فی الخصائص ج ۲ ص ۱۸۶ بروایۃ البخاری فی تاریخہ والبزار والبیہقی وابی نعیم عن ابن عباس رض مرفوعاً اعطیت خمسا الحدیث وفیہ بعثت انا الی الجن والانس ۱۲ وبروایۃ ابن سعد عن الحسن مرفوعاً انا رسول من ادرکت حیا ومن یولد بعدی وحکی السیوطی الاجماع علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی الجن والانس و قال البغوی فی تفسیر سورۃ الاحقاف وفیہ دای فی قولہ تعالیٰ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن) دلیل علی انہ علیہ السلام کان مبعوثا الی الانس والجن جمیعا ۱۲ ۵۲ سبحٰن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ ج ۱۵۔ ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہیٰ۔ والنجم رکوع ۱۔ ج ۲۷۔ وفی العقائد للنسفی والمعراج لرسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الیقظۃ بشخصہ الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالیٰ من العلیٰ حق ۱۲ صفحہ ۱ ۵۳ عن عائشہ رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خلقت الملٰئکۃ من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم رواہ مسلم۔ فالمدبرات والنٰزعات رکوع ۱ ج ۳۰ لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یؤمرون۔ تحریم رکوع ۱ ج ۲۸ ۵۴ خلق الجان من مارج من نار۔ رحمٰن رکوع ۱ ج ۲۷۔ انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم اعراف رکوع ۳ ج ۸ ۵۵ وانا منا الصالحون ومنا دون ذلک (سورۂ جن رکوع ۱ ج ۲۹) کان من الجن ففسق (سورہ کہف رکوع ۶)

۵۶ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون (سورہ یونس رکوع ج ۱۱)

۵۷ نہ تشریعی نبی اور نہ غیر تشریعی جیسا کہ غلام احمد قادیانی نے بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ہمارے علماء نے ثابت کیا ہے کہ وہ جھوٹا تھا اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ اُن سے شادی وغیرہ کے تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ ۱۲

۵۸ امام عبدالوہاب شعرانی رح الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۴ ج ۲ پر فرماتے ہیں "ہذا باب اغلق بعد موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلا یفتح لاحد الی یوم القیامۃ ولکن بقی للاولیاء وحی الالہام الذی لا تشریع فیہ" ۱۲

۵۹ ایحسب الانسان ان یترک سدی سورہ قیامۃ رکوع ۲ ج ۲۹۔ فی الیواقیت قد سئل ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ عن قوم یقولون باسقاط التکالیف و یزعمون ان التکالیف انما کانت وسیلۃ الی الوصول وقد وصلنا فقال رضی اللہ عنہ صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذلک ولو انی بقیت الف عام ما نقصت من اورادی شیئا الا بعذر شرعی ۱۲ صفحہ ۱۹۳ ج ۱ ؎

حواس باقی ہوں۔ شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی۔ جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اسکے لئے درست نہیں ہوجاتیں۔ عقیدہ[۱۹] جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہوسکتا۔ اگر اسکے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دیوے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا ہے اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہئے۔ عقیدہ[۲۰]۔ ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہوجاتی ہیں اس کو کشف اور الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے عقیدہ[۲۱]۔ اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتادیں۔ اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔ عقیدہ[۲۲]۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں سنائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور قرآن مجید آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آوے گی۔ قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا۔ مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اسکو

---

[۱] ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین آل عمران رکوع ۴ ج ۳ فی الیواقیت عن الشیخ ان من الخوارق ما یکون عن قوی نفسیۃ وقد یکون ایضا عن حیل طبعیۃ وقد یکون عن نظم حروف بطوالع وقد تکون باسماء یتلفظ بہا ذاکرہا ولا یکون خرق العادۃ علی وجہ الکرامۃ الا من خرق العادۃ من نفسہا باخراجہا عن مالوفہا الطبعی الی الانقیاد للشرع فی کل حرکۃ وسکون ص۱۱۳ مختصرا وفیہا عن الشیخ قد وضع اللہ میزان الشرع بید العلماء اہل التقوی فہم ارباب التعدیل و التجریح فما وقع علی ید من ظہرت امارات اتباعہ للشرع سموہ کرامۃ وما وقع علی غیرہ سموہ سحرا او شعبدۃ وغیر ذلک ص۱۱۴ [۲] لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔ یونس رکوع ۷ ج ۱۱ ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعہا ولا تتبع اہواء الذین لا یعلمون۔ جاثیہ رکوع ۲ ج ۲۵ فی الیواقیت عن الشیخ عبد القادر الجیلی وقد تری لی مرۃ نور عظیم ملاء الافق ثم بدت لی فیہ صورۃ تنادینی یا عبد القادر انا ربک وقد اسقطت عنک التکالیف فان شئت فاعبدلی وان شئت فاترک فقلت اخسأ یا لعین الخ ص۱۶۲ ج ۱ [۳] الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ مائدہ رکوع ۱ ج ۶۔ ام لہم شرکؤا شرعوا لہم من الدین مالم یاذن بہ اللہ۔ شوریٰ رکوع ۳ ج ۲۵۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ النساء۔ رکوع ۸ ج ۵۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد متفق علیہ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا رواہ الترمذی مشکوۃ ص۲۴ ج ۱ [۴] قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق الایۃ۔ بقرہ رکوع ۱۶ ج ۱۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ بقرہ رکوع ۱ ج ۱۔ وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیء الاعراف رکوع ۱۷۔ ج ۹۔ وآتینا داؤد زبورا۔ نساء رکوع ۲۳ ص ج ۶ وآتیناہ الانجیل فیہ ہدی ونور۔ مائدہ رکوع ۷ ج ۶۔ وانزلنا الیک الکتاب بالحق مائدہ رکوع ۷ ج ۶ فبای حدیث بعدہ یومنون والمرسلات رکوع ۲ ج ۲۹ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ نساء رکوع ۷ ج ۵۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون حجر رکوع ۱۔ ج ۱۴۔

[۵] انبیاء سے جو عقل کو حیرت میں ڈالنے والے کارنامے صادر ہوتے ہیں انھیں معجزہ کہتے ہیں اور جو اچنبھے کے کام اولیاء کے ہاتھوں سے ہوتے ہیں انھیں کرامت کہتے ہیں اور جو اچنبھے کی باتیں کفار سے صادر ہوتی ہیں انھیں استدراج کہتے ہیں۔ ۱۲

[۶] اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کے انکار کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اس کا ماننا ضروری ہے ہاں ایسے الہام کو صحیح سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور نفسانیت سے انکار کرنا بہت برا ہے تصحیح الاغلاط ۱۲

کوئی نہیں بدل سکتا۔ عقیدہ۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جن جن مسلمانوں نے دیکھا ہے اُن کو صحابی کہتے ہیں۔ اُنکی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں اُن سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہئے اگر اُن کے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آئے تو اسکو بھول چوک سمجھے اُن کی کوئی بُرائی نہ کرے۔ اُن سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ پیغمبر صاحب کے بعد اُن کی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا اسلئے یہ اول خلیفہ کہلاتے ہیں۔ تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ عقیدہ۔ صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہنچ سکتا۔ عقیدہ پیغمبر صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں۔ اور اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔ عقیدہ۔ ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے اللہ و رسول کی کسی بات میں شک کرنا یا اسکو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ عقیدہ۔ قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنی مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بددینی کی بات ہے۔ عقیدہ۔ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ عقیدہ۔ گناہ چاہے جتنا بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے

۵۱ والسابقون الاولون من المہٰجرین والانصار۔ توبہ رکوع ۱۳ ج ۱۱۔ والذین معہ اشداء علی الکفار الیٰ آخر السورۃ فتح رکوع ۴ ج ۲۵ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتسبوا اصحابی الحدیث متفق علیہ اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ یوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی ۲۲۲ ج ۲ عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ۱۲ مشکوٰۃ ۲۴۴-۲۴۳ ج ۲ وافضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضیٰ ۱۲ شرح العقائد ۱۰۰ ۵۲ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا مابلغ مد احدہم ولانصیفہ متفق علیہ مشکوٰۃ ۲۴۲ ج ۲ ۵۳ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ احزاب رکوع ۴۔ ج ۲۱۔ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسبک من نساء العلمین مریم بنت عمران وخدیجہ بنت خویلد وفاطمہ بنت محمد واسیہ امرأۃ فرعون رواہ الترمذی ومشکوٰۃ ۲۵۹ ج ۲ وقال علیہ السلام فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔ ترمذی ۵۰۲ ۵۴ انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا الایۃ۔ حجرات رکوع ۲ ج ۲۶ ان الذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنہا لاتفتح لہم ابواب

السماء ولایدخلون الجنۃ۔ اعراف رکوع ۵ ج ۸۔ قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزءون۔ سورہ توبہ رکوع ۸ ج ۱۰

۵۵ لاریب فیہ (سورہ بقرہ رکوع ۱ ج ۱) ان الذین یلحدون فی آیتنا لایخفون (سورہ حم السجدہ رکوع ۵ ج ۲۴)

۵۶ ولایحرمون ماحرم اللہ ورسولہ توبہ رکوع ۴ ج ۱۰

۵۷ یاایہاالذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا تحریم رکوع ۲ جز ۲۹ فی شرح العقائد والکبیرۃ لاتخرج العبد المؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ہو حقیقۃ الایمان ۱۲ ص ۱۲۴

۵۸ بشرطیکہ اس دیکھنے والے کا انتقال حالت اسلام ہی میں ہوا ہو۔ اسی طرح جس نے حالت اسلام میں صحابی کو دیکھا ہو اور حالت اسلام میں مرا ہو اسے تابعی کہتے ہیں اور جس نے تابعی کو حالت اسلام میں دیکھا ہو اور مسلمان ہی مرا وہ تبع تابعی کہلاتا ہے۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم صحابی۔ تابعی اور تبع تابعی یہ تینوں طبقہ احادیث میں بزرگ مرتبہ کے مانے گئے ہیں ۱۲

عقیدہ[۳۱] - اللہ تعالیٰ[۱] سے نڈر ہو جانا یا نا اُمید[۲] ہو جانا کفر ہے۔ عقیدہ[۳۲] - کسی[۳] سے غیب کی باتیں
پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے۔ عقیدہ[۳۳] - غیب[۴] کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں
جانتا۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں
سے بعضی باتیں معلوم بھی ہو جاتی ہیں۔ عقیدہ[۳۴] - کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت[۵] کرنا بڑا
گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت جھوٹوں پر لعنت۔ مگر جن کا نام لیکر اللہ
ورسول نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی خبر دی ہے اُن کو کافر۔ ملعون کہنا گناہ
نہیں۔ عقیدہ[۳۵] - جب[۵] آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور نہ گاڑا جائے
تو جس حال میں ہو اُس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو مُنکر دوسرے کو نکیر کہتے
ہیں، آکر پوچھتے ہیں۔ کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون[۵] ہیں۔ اگر مردہ ایماندار رہا تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا
ہے۔ پھر اس کے لئے سب طرح کی چین ہے۔ جنت کی کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے۔ اور وہ مزے میں پڑ کر سو رہتا ہے۔ اور اگر مردہ
ایماندار نہ ہوا تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ پھر اس پر بڑی سختی اور
عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے۔ اور بعضوں[۵] کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے
مگر یہ سب باتیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسے سوتا آدمی خواب میں سب
کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اسکے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔ عقیدہ[۳۶] - مرنے[۵] کے بعد ہر دن

---

۱ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون - الاعراف رکوع ۱۲ ج ۹ - لاتیئسوا من روح اللہ فانہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکفرون - یوسف رکوع ۱۰ ج ۱۳ - لاتقنطوا من رحمۃ اللہ - ۱۲ ۲ ابو ہریرہ رض مرفوعاً من اتی کاہنا فصدقہ بما یقول فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم - مشکوۃ ص ۱۱۱/۲۸ ۳ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ نمل رکوع ۵ ج ۲۰ - فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول - سورہ جن ۱۱ - اذ اوحینا الی امک ما یوحی الآیۃ ۱۲ سورہ قصص رکوع ۱ و لا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء - سورہ بقرہ ۱۲ ۴ حقیقۃ اللعن المشہورۃ ہی الطرد عن الرحمۃ وہی لا تکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موتہ علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا متہورا کیزید علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس وابی لہب وابی جہل فیجوز وبخلاف غیر المعین کالظالمین الکاذبین فیجوز الیضا ردالمختار ص ج ۲ - ۱۲ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین - ہود رکوع ۲ ج ۱۲ - ۱۲ ۵ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان ما کنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد فاما المومن فیقول اشہد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال لہ انظر الی مقعدک من النار قد ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنۃ فیراہما جمیعا و اما المنافق والکافر فیقال لہ ما کنت تقول فی ہذا الرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لہ لا دریت لا تلیت ویضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعہا من یلیہ غیر الثقلین متفق علیہ ولفظہ للبخاری مشکوۃ ص ۲۲-۲۳ ج ۱ - وتفصیلہ فی المشکوۃ ص ۱۲۹ ج ۱

۶ وعذاب القبر للکافر ولبعض عصاۃ المومنین خص البعض لان منہم من لا یرید اللہ تعالیٰ تعذیبہ فلا یعذب وتنعیم اہل الطاعۃ فی القبر بما یعلمہ اللہ تعالیٰ ویریدہ وسوال منکر ونکیر ثابت بالدلائل السمعیۃ شرح عقائد نسفی ص ۶۲ ۱۲ وروی عن عبد اللہ ابن عمر ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر ۱۲ مشکوۃ باب الجمعۃ ص ۱۱۱

۷ عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ وان کان من اہل النار فمن اہل النار فیقال ہذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیمۃ متفق علیہ مشکوۃ

۸ جیسے یوں کہہ لینا کہ ... میں میری نجات کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲

۹ لعنت کے معنی ... کی رحمت سے دوری مثلاً یوں دعا کرے کہ فلاں یا فلاں پر لعنت ہو یا فلاں خدا کی رحمت سے دور ہو ۱۲

۱۰ اسکے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلعم کی شکل مبارک دکھا کر پوچھتے ہیں دوسرا یہ کہ آپ کے حالات بتا کر پوچھتے ہیں۔ سب سے قوی یہ قول ہے کہ شہرت کی وجہ سے مردہ کا ذہن خود آپ کی جانب منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں تصریح ہے ۱۲ الملعہ

صبح اور شام کے وقت مُردے کا جو ٹھکانا ہے دکھلا دیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر اور حسرت بڑھاتے ہیں۔ عقیدہ[۲۷] مردے کے لئے دعا کرنے سے کچھ خیر خیرات دیکر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اُس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ عقیدہ[۲۸] - اللہ ورسول[۲۹] نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجال[۳۰] نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچاوے گا۔ اس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے اُتریں گے اور اُس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں۔ وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اودھم مچادیں گے پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہونگے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوائے اور بہت سی باتیں ہونگی۔ عقیدہ[۳۱] - جب[۳۲] ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے۔ اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں گے۔ تمام مخلوقات مرجاویگی اور جو مرچکے ہیں اُن کی روحیں بے ہوش ہو جاویگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے ایک مدت اسی

(متعلقہ صفحہ ۳۵) علمائے کرام نے حدیث کے اشارہ سے فرمایا ہے کہ جو شخص فاسق ہو نہ تو مومن صالح ہو اور نہ کافر اسے کافرسے کم عذاب دیا جاتا ہے۔ فاسق اسے کہتے ہیں جو بار بار گناہ کبیرہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ صغیرہ پر بھی عذاب دے۔ ۱۲
(متعلقہ صفحہ ہذا) ۲۷ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان حشر رکوع ۱ ج ۲۸۔ الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ وان نواہا عند الفعل لنفسہ لظاہر الادلۃ۔ درمختار ۱۲ ج ۲۶ ص ۲۷۔ ۲۸ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک سبع سنین رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۷۳ عن حذیفۃ ابن اسید الغفاری قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قالوا نذکر الساعۃ قال انہا لن تقوم حتی تروا قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ بن مریم ویاجوج وماجوج۔ الحدیث مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۷۳ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد الحدیث مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۲۔ حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ سورہ انبیاء رکوع ۷ ج ۱۷۔ واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بآیٰتنا لا یوقنون۔ سورہ نمل رکوع ۶ ج ۲۰۔ یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل۔ سورہ انعام رکوع ۲۰۔ وتفصیل ص

ص ۳ خروج الدجال حالاتہ ونزول عیسیٰ وقتلہ الدجال وخروج یاجوج وماجوج وغیر ذلک مذکور فی حدیث طویل النواس بن سمعان رواہ الترمذی من شاء الاطلاع علیہ فلیراجع الیہ ۱۲
۳۲ عن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الصور وقال عن یمینہ جبرئیل وعن یسارہ میکائیل ص ۱۸۲ ج ۲ عن عبداللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصور قرن ینفخ فیہ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی مشکوٰۃ ص ۱۸۲ ج ۲۔ فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء فہی یومئذ واہیۃ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ ج ۲۹ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون زمر رکوع ۷ ج ۲۴ ۔ ۱۲
۲۷ وفی الہدایۃ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا یعنی قراءۃ القرآن واذکار وادعیۃ

۱۲ شرح نقایہ ص ۱۳۴ ج ۱ ۳۰ دجل کے معنی فریب کے ہیں دجال کے معنی ہیں بہت بڑا فریبی۔ یہ یہود کی قوم میں سے ہوگا۔ ۱۲

کیفیت پر گذر جاویگی - عقیدہ[۵۱] - پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جاوے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا - اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جاوے گا - مرے زندہ ہو جاویں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے - اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاوینگے - آخر ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کریں گے - ترازو کھڑی کی جاوے گی - بھلے برے عمل تولے جاویں گے - اُن کا حساب ہوگا - بعضے بیحساب جنت میں جاویں گے - نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے - جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا - پل صراط پر چلنا ہوگا - جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے - جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑینگے - عقیدہ[۵۲] - دوزخ پیدا ہو چکی ہے اُس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے - دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہوں گے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں - اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اُن کو موت بھی نہ آئے گی - عقیدہ[۵۳] بہشت[۵۴] بھی پیدا ہو چکی ہے اور اُس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں - بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا - اور وہ اس میں ہمیشہ رہینگے نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے - عقیدہ[۵۵] - اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا

۵۱ ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون سورہ یٰس رکوع ۳ ج ۲۳ - عن ابی ہریرۃ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنہس منہا نہسۃ ثم قال انا سید الناس یوم القیٰمۃ یوم یقوم الناس لرب العٰلمین وتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم والکرب مالا یطیقون فیقول الناس الا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم فیاتون آدم وذکر حدیث الشفاعۃ الی ان قال فیقال یا محمد ادخل من امتک من لا حساب علیہم من الباب الایمن من ابواب الجنۃ الحدیث متفق علیہ مشکوٰۃ ۱۲ ص۴۸۹ فاما من اوتی کتٰبہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا وینقلب الی اہلہ مسرورا - سورۃ الانشقاق ج ۳۰ - واما من اوتی کتٰبہ بشمالہ فیقول یٰلیتنی لم اوت کتٰبیہ الحاقۃ رکوع ۱ ج ۲۹ - عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماءہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل الحدیث - مشکوٰۃ ص۴۹۳ - وعن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم لیتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی لارجو ان اکون اکثرہم واردۃ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۴۹۳ - وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی فرطکم علی الحوض من مر علیّ شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا الحدیث - مشکوٰۃ ص۴۸۷ وفی حدیث طویل لابی سعید الخدری ثم یضرب الجسر علی جہنم وتحل الشفاعۃ ویقولون اللہم سلم سلم فیمر المؤمنون کطرف العین وکالبرق وکالریح وکالطیر وکاجاوید الخیل والرکاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومکدوش فی نار جہنم الحدیث مشکوٰۃ ص۴۹۰ ۱۲ ۵۲ فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین - بقرۃ رکوع ۳ ج ۱ - ادنے حدیث الشفاعۃ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ الا من قد حبسہ القرآن ای وجب علیہ الخلود الحدیث مشکوٰۃ ص۴۸۸ - وفی حدیث آخر فیقال انطلق فاخرج من کان فی قلبہ ادنےٰ ادنےٰ مثقال حبۃ خردل من ایمان فاخرجہ من النار مشکوٰۃ ص۴۸۹

۵۵ ویجوز العقاب علی الصغیرۃ والعفو عن الکبیرۃ شرح عقائد ص۸۴ ۱۲ ۵۶ یہ جنت میں ایک حوض ہے ۱۲

۵۲ عن عبد اللہ بن حارث ابن جزء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی النار حیات کامثال البخت تلسع احدٰہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا وان فی النار عقارب کامثال البغال المؤکفۃ تلسع احدٰہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا رواہ احمد مشکوٰۃ ص۵۰۴ لا یموت فیہا ولا یحییٰ سورۃ الاعلیٰ ج ۳۰ - ۱۲

۵۳ وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للمتقین آل عمران رکوع ۱۴ ج ۴ مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیہا انہر من ماء غیر آسن الآیۃ سورہ محمد رکوع ۲ ج ۲۶ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون - فصلت رکوع ۴ ج ۲۴ - ۵۴ والجنۃ والنار مخلوقتان الآن موجودتان شرح عقائد ص۸۱ - فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون - بقرہ رکوع ۴ ج ۱ - فی الیواقیت قد اجمع فی عقائد الشیخ الواسطی مانصہ ونعتقد اہل الجنۃ واہل النار مخلدون فی داریہما لا یخرج احد منہم من دارہ ابد الآبدین ودہر الداہرین ص۲۰۵ ج ۱ - ۱۲

بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور اُس پر بالکل سزا نہ دے۔ عقیدہ۔ شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا۔ اور اسکے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کر دیوے گا۔ عقیدہ۔ جن لوگوں کا نام لیکر اللہ اور رسول نے ان کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے اُن کے سوا کسی اور کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے۔ البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اسکی رحمت سے اُمید رکھنا ضروری ہے۔ عقیدہ۔ بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔ عقیدہ۔ دنیا میں جاگتے ہوئے اللہ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ عقیدہ۔ عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کو اچھا بُرا بدلہ ملتا ہے۔ عقیدہ۔ آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔ البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اُس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

فصل ۶

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعضے بُرے عقیدے اور بُری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے بیان کر دیئے جائیں تاکہ لوگ ان سے بچتے رہیں۔ اُن میں بعضے بالکل کفر اور شرک ہیں۔ بعضے قریب کفر اور شرک کے اور بعضے بدعت اور گمراہی اور بعضے فقط گناہ، غرضکہ سب سے بچنا ضروری ہے۔ پھر جب ان چیزوں کا بیان ہو چکے گا تو اس کے بعد گناہوں سے جو دنیا کا نقصان اور طاعت سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے۔ کچھ تھوڑا سا اس کو بیان کریں گے۔ کیونکہ دنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں۔ شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔

۱۔ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ نساء رکوع ۷ ج ۵۔ ۱۲

۲۔ قالت ام العلاء فقلت رحمک اللہ ابا السائب شہادتی ان قد اکرمک اللہ رواہ البخاری عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما مسلم شہدلہ اربعۃ بخیر ادخلہ اللہ الجنۃ قلنا وثلثۃ قال وثلثۃ قلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسألہ عن الواحد رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۴۵ یا جیسے عشرہ مبشرہ جن کے نام احادیث میں مذکور ہیں۔

عن صہیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تعالیٰ تریدون شیئا ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجہ اللہ فما اعطوا شیئا احب الیہم من النظر الی ربہم مشکوٰۃ ص ۵۰۰ وفی حدیث آخر عن جابر رض قال فینظر الیہم وینظرون الیہ فلا یلتفتون الی شیئ من النعیم ماداموا ینظرون الیہ حتی یحتجب عنہم ویبقی نورہ مشکوٰۃ ص ۵۰۲۔ ۱۲

قال لن ترانی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ رواہ مسلم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یری احدکم ربہ حتی یموت۔ مسلم ۱۲

عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیعمل عمل اہل النار وانہ من اہل الجنۃ ویعمل عمل اہل الجنۃ وانہ من اہل النار وانما الاعمال بالخواتیم متفق علیہ مشکوٰۃ

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر رواہ الترمذی وابن ماجۃ۔ مشکوٰۃ ص ۲۰۶

یہاں توبہ سے مراد کفر اور شرک کے علاوہ باقی اور گناہوں سے توبہ کرنا اور ایمان کا مطلب ہے کفر و شرک سے توبہ کر کے مسلمان ہو جانا ۱۱

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان

کفر کو پسند کرنا۔ کفر کی باتوں کو اچھا جاننا۔ کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا۔ کسی وجہ سے
اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی۔ اولاد وغیرہ کسی کے مرجانے
پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا۔ خدا کو بس اسی کا مارنا تھا۔ دنیا بھر میں مارنے کیلئے بس یہی تھا۔
خدا کو ایسا نہ چاہئے تھا۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا تو نے کیا۔ خدا اور رسول کے کسی حکم کو برا سمجھنا
اس میں عیب نکالنا۔ کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا۔ اُن کو عیب لگانا۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ
عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے۔ نجومی پنڈت یا جس پر جن
چڑھا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا۔ یا فال کھلوانا پھر اسکو سچ جاننا۔ کسی بزرگ کے کلام سے
فال دیکھ کر اسکو یقینی سمجھنا۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اُسکو خبر ہو گی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار
سمجھنا۔ کسی سے مرادیں مانگنا۔ روزی اولاد مانگنا۔ کسی کے نام کا روزہ رکھنا۔ کسی کو سجدہ کرنا۔ کسی
کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا۔ کسی کے نام کی منت ماننا۔ کسی کی قبر یا مکان کا طواف
کرنا۔ خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری بات کو یا رسم کو مقدم رکھنا۔ کسی کے سامنے جھکنا
یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا۔ توپ پر بکرا چڑھانا۔ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ جن بھوت پریت
وغیرہ کے چھوڑ دینے کے لئے اُنکی بھینٹ دینا۔ بکرا وغیرہ ذبح کرنا۔ بچے کے جینے کیلئے اُس
کے نار کا پوجنا۔ کسی کی دہائی دینا۔ کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا۔ کسی کے نام پر بچہ کے

ا؎ ومن رضی بکفر نفسه فقد کفر ومن رضی بکفر غیرہ فقد اختلف المشائخ فی کتاب التخییر فی کلمات الکفران رضی بکفر غیرہ لیعذب علی الخلود لا یکفر وان رضی بکفرہ لیقول فی اللہ ما لا یلیق بصفاته یکفر وعلیه الفتوی عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۳ ۱۲ اذا لقن الرجل رجلا کلمة الکفر فانه یصیر کافرا وان کان علی وجه اللعب۔ عالمگیری ص ۱۶۰ وتحسین امر الکفار اتفاقا ۱۲ ۲؎ نصرانی اسلم فمات ابوہ فقال لیت انی لم اسلم الی ہذا الوقت حتی اخذت مال الاب یکفر عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۳ ۱۲ ۳؎ دلو مات انسان فقال الآخر خدا را دی بایست کفر عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۳ من نسب اللہ تعالی الی الجور فقد کفر۔ عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۳ ۱۲ ۴؎ یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق به او تسخر باسم من اسمائه او بامر من اوامرہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۳ ۵؎ سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمهم علی الزنا ونحوہ الذی یقوله الحشویة فی یوسف علیه السلام قال یکفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۰ ج ۳ ۶؎ رجل عاب ملکا من الملائکة کفر ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۲ ج ۳ ۷؎ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ نمل ۵ ج ۲۰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ہو انعام رکوع ۷ ج ۷ ۸؎ من اتی عرافا فسأله عن شیء لم یقبل له صلوة اربعین لیلة رواہ مشکوٰۃ ص ۱۱ ج ۲ ۱۲ ۹؎ قل من بیدہ ملکوت کل شیء وهو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون ۱۲ المؤمنون رکوع ۵ ج ۱۸ - ۱۰؎ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ بنی اسرائیل رکوع ۲ ج ۱۵ ۱۱؎ وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام الی قوله ان اللہ لا یهدی القوم الظالمین۔ سورۃ الانعام رکوع ۱۶ ج ۸ - واما الطواف حول قبر ومکان فلا یجوز لانه من مختصات الکعبة کما قال القاری فی شرح اللباب لا یطوف حول البقعة الشریفة فان الطواف من مختصات الکعبة فیحرم ۱۲

۱۳؎ حول قبور الانبیاء والاولیاء ۱۲ ۔ دفی نور الایمان وما فی مجمع البرکات وغیرہ ان لا یطوف حوله وقیل ذلک ثلث مرات فلا عبرة بها کذا فی مجموعة الفتاوی ص ۱۴۵ ج ۱ ۱۲ ۱۴؎ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئاً ۱۲ سورۂ نساء رکوع ۶ ج ۵۔ ۱۵؎ انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اہل به لغیر اللہ ۱۲ بقرہ رکوع ۲۱ ج ۲ ۱۶؎ یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص تعلق ہے۔ خواہ اس وجہ سے کہ موجب کفر و شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ رسوم و اوضاع کفار و مشرکین سے ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ موہم شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ مفضی الی الشرک ہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط ۱۷؎ نجومی اسے کہتے ہیں جو ستاروں کی گردش وغیرہ کا علم جانتا ہو ۱۲ ۱۸؎ کسی چیز کے چاروں طرف پھرنے کو طواف کہتے ہیں۔ سوائے کعبۃ اللہ کے اور کسی چیز کے گرد طواف کرنا جائز نہیں ہے ۱۲ ۱۹؎ جیسے قدیم امراء کے یہاں فرشی سلام ہوتا ہے کہ سلام کرنیوالا جھک جاتا ہے ۱۲

۲۰؎ یعنی ساکت و صامت کھڑا رہنا، نہ ہلنا نہ جلنا یہ ادب ہوتا ہے مگر اس طرح کے ادب کو علماء غیر اللہ کیلئے منع کرتے ہیں۔ ہاں بزرگوں کی تعظیم کیلئے بغیر کسی خاص اہتمام کے کھڑا ہو جانا درست ہے ۱۲ ۲۱؎ نار یعنی آنول نال جو پیدا ہونے پر بچے کی ناف سے ملحق رہتی ہے اور بعد میں کاٹ دی جاتی ہے ۱۲

کان ناک چھیدنا۔ بالی اور بلاق پہنانا۔ کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا۔ یا گلے میں ناڑا ڈالنا سہرا باندھنا۔ چوٹی رکھنا۔ بدھی پہنانا۔ فقیر بنانا۔ علی بخش۔ حسین بخش۔ عبدالنبی[1] وغیرہ نام رکھنا کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اُس کا ادب کرنا۔ عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا۔ اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔ شگون[2] لینا۔ کسی مہینہ تاریخ کو منحوس سمجھنا۔ کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا۔ یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا۔ تصویر[3] رکھنا۔ خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کیلئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعتوں اور بُری رسموں اور بری باتوں کا بیان

قبروں پر دھوم دھام سے میلا کرنا۔ چراغ جلانا۔ عورتوں کا وہاں جانا۔ چادریں ڈالنا۔ پختہ قبریں بنانا۔ بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا۔ خاک ملنا۔ طواف[4] اور سجدہ کرنا۔ قبروں کی طرف نماز پڑھنا۔ مٹھائی۔ چاول۔ گلگلے وغیرہ چڑھانا۔ تعزیہ علَم وغیرہ رکھنا۔ اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا۔ یا اُسکو سلام کرنا۔ کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا۔ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا۔ مہندی مسّی نہ لگانا۔ مرد کے پاس نہ رہنا۔ لال کپڑا نہ پہننا۔ بی بی کی صحنک[5] مردوں کو نہ کھانے دینا۔ تیجا۔ چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا۔ باوجود ضرورت[6] کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا۔ نکاح۔ ختنہ۔ بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا۔ خصوصاً قرض دام کرکے ناچ رنگ وغیرہ کرنا۔ ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا۔ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا۔ دیور۔ جیٹھ۔ پھوپی زاد۔ خالہ زاد بھائی کے سامنے بے حجابا آنا۔ یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا۔ گرا دریا سے گاتے بجاتے لانا۔ راگ باجا۔ گانا[7] سننا۔ ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا۔ اُس پر خوش ہو کر اُن کو انعام دینا۔ نسب[8] پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کیلئے کافی سمجھنا۔ کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا۔ پیشہ[9] کو ذلیل سمجھنا۔ حد سے زیادہ کسی کی تعریف

[1] اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان ارادبالعبد المملوک ۱۲ شرح فقہ اکبر [2] لا عدوی ولا ہامۃ ولا نوء ولا صفر رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ ۳۵۷ ۔ الطیرۃ شرک رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوۃ ۱۲ صفحہ ۳۹۲ [3] لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب وتصاویر۔ بخاری صفحہ ۲۲/۲۶۰ مسلم صفحہ ۲۰۰/۲۶۰ متفق علیہ [4] اذا مات فیہم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ ۱۲ مشکوۃ صفحہ ۳۸۶ [5] عن عقبۃ بن عامر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسابکم ہذہ لیست بمسبۃ علی احد کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملوہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین وتقوی کفی ص

بالرجل ان یکون بذیا فاحشا بخیلا رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوۃ شریف صفحہ ۴۱۶

[3] تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ۱۲ تصحیح الاغلاط

[2] اسکے علاوہ اور بہت سی چیزیں ہیں جو طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کی گئیں ۱۲

[4] تمام وہ نئی باتیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو مگر انھیں دین کی بات سمجھ کر بنیت ثواب کرنا بدعت ہے اور بدعت کے لئے حدیث ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ۱۲

[4] وہ نشان یا جھنڈا جس پر عموماً پنجہ ہوتا ہے اور پنجہ کے نیچے کپڑا لپٹا ہوتا ہے اور اسے تعزیوں کے ساتھ لئے رہتے ہیں ۱۲

[5] رسم صحنک شرعاً ممنوع ہے۔ ۱۲

[6] چونکہ لوگ عموماً اسے ضروری سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری کا لفظ لکھدیا گیا ورنہ غیر ضروری سمجھ کر کرنا بھی جائز نہیں۔ ۱۲

[6] اگرچہ ضرورت نہ ہو پھر بھی بیوہ کے نکاح کو معیوب سمجھنا برا ہے ۱۲

[7] گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا یا عرس میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتوں میں رائج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط [9] اس سے مراد جائز پیشہ ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

کرنا۔ شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا۔ ہندوؤں کی رسمیں کرنا۔ دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا۔ کنگنا سہرا باندھنا۔ مہندی لگانا۔ آتشبازی ٹٹیوں وغیرہ کا سامان کرنا۔ فضول آرائش کرنا۔ گھر کے اندر عورتوں کے درمیان دولھا کو بلانا اور سامنے آجانا۔ تاک جھانک کر اسکو دیکھ لینا۔ سیانی سمجھدار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا۔ اس سے ہنسی دل لگی کرنا۔ چوتھی کھیلنا۔ جس جگہ دولھا دولہن لیٹے ہوں اُس کے گرد جمع ہوکر باتیں سننا جھانکنا تاکنا۔ اگر کوئی بات معلوم ہوجائے تو اس کو اوروں سے کہنا۔ مانجھے بٹھانا اور ایسی شرم کرنا جس سے نمازیں قضا ہوجاویں شیخی سے مہر زیادہ مقرر کرنا۔ غمی میں چلا کر رونا۔ منھ اور سینہ پیٹنا۔ بیان کر کے رونا۔ استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا۔ جو جو کپڑے اس کے بدن سے لگے ہوں سب کا دھلوانا۔ برس روز تک یا کچھ کم زیادہ اس گھر میں اچار نہ پڑنا۔ کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا۔ مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ سادی وضع کو معیوب جاننا۔ مکان میں تصویریں لگانا خاصدان، عطردان۔ سرمہ دانی سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا۔ بہت باریک کپڑا پہننا یا بجتا زیور پہننا۔ لہنگا پہننا۔ مردوں کے مجمع میں جانا خصوصاً تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا۔ اور مردوں کی وضع اختیار کرنا۔ بدن گودانا۔ خدائی رات کرنا۔ ٹوٹکہ کرنا۔ محض زیب و زینت کے لئے دیوار گیری چھت گیری لگانا۔ سفر کو جاتے یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لگنا یا گلے لگانا۔ جینے کے لئے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا۔ لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا۔ ریشمی یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی یا گھونگرو یا کوئی اور زیور پہنانا۔ کم رونے کے لئے افیون کھلانا۔ کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اس کا گوشت کھلانا۔ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں۔ بطور نمونہ کے اتنی بیان کردی گئیں۔

بعضے بڑے بڑے گناہوں کا بیان جن پر بہت سختی آئی ہے۔

خدا سے شرک کرنا۔ ناحق خون کرنا۔ وہ عورتیں جن کے اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنوڑ میں بعضے ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مرجائے اور ہمارے اولاد ہو یہ بھی اسی خون میں داخل ہے۔ ماں باپ کو

ا؎ عقبة بن عامر رض رفعه ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار افرأیت الحمأ قال الحمأ الموت للشیخین جمع الفوائد ص ۲۳ ۱۲ ۵۲ عمر رض قال فی خطبة لا تغالوا فی صدقات النساء فان ذلک لو کان مکرمة فی الدنیا وتقوی عند الله کان اولاکم به رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اصدق رسول الله صلی الله علیه وسلم امرأة من نسائه ولا اصدقت امرأة من بناته اکثر من اثنتی عشرة اوقیة اھ جمع الفوائد ص ۲۱۹ ۱۲ ۵۳ عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة متفق علیه مشکوٰة شریف ص ۱۵۰ ۱۲

۵۴ عن ابی طلحة رض قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تصاویر متفق علیه مشکوٰة شریف ص ۳۸۵

۵۵ وکره الاکل والشرب والادهان والتطیب من اناء ذهب وفضة للرجل والمرأة لاطلاق الحدیث وکذا یکره الاکل بملعقة الفضة والذهب والاکتحال بمیلهما وما اشبه ذلک من الاستعمال کمکحلة ومرآة وقلم ودواة ونحوها اھ درمختار ج ۲ ص ۲۹۵ والمراد بقوله کره التحریم اھ زیلعی ج ۶ ص ۱۱ ۱۲

۵۶ عن عائشة رض ان اسماء بنت ابی بکر رض دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق فاعرض عنها الخ مشکوٰة ص ۳۷۷ ۱۲

۵۷ لعن النبی صلی الله علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاری ج ۲ ص ۸۷۴ ۱۲

۵۸ اس کے ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اول تو یہ رسوم ہنود سے ہے اور رسوم و اوضاع کفار کی ممانعت منصوص ہے پھر اس کو ضروریات شادی سے سمجھ لیا گیا ہے اور یہ اضافہ ہے شریعت میں مزید بحث اس کی تحقیقات مفیدہ میں کی جائے گی ۱۲

تصحیح الاغلاط ۵۹ اسکے معنی زچہ خانہ کے ہیں ۱۲ ۶۰ قال الله تعالی ان الله لا یغفر ان یشرک به سورہ نساء ۱۲ ۶۱ ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الآیة بنی اسرائیل ۱۲ ۶۲ فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما الآیة

ستانا۔ زنا کرنا۔ یتیموں کا مال کھانا جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال و جائداد پر قبضہ کر کے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑاتی ہیں۔ لڑکیوں کو حصہ میراث کا نہ دینا۔ کسی عورت کو ذرا سے شبہ میں زنا کی تہمت لگانا۔ ظلم کرنا۔ کسی کو اس کے پیچھے بدی سے یاد کرنا۔ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا۔ وعدہ کر کے پورا نہ کرنا۔ امانت میں خیانت کرنا۔ خدا کا کوئی فرض مثل نماز، روزہ، حج، زکوۃ چھوڑ دینا، قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا، جھوٹ بولنا۔ خصوصاً جھوٹی قسم کھانا۔ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا۔ بلا عذر نماز قضا کر دینا۔ کسی مسلمان کو کافر یا بے ایمان یا خدا کی مار خدا کی پھٹکار، خدا کا دشمن وغیرہ کہنا۔ کسی کا گلہ شکوہ سننا۔ چوری کرنا۔ بیاج لینا۔ اناج کی گرانی سے خوش ہونا مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا۔ غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا۔ جوا کھیلنا۔ بعضی عورتیں اور لڑکیاں بدبد کے گٹے یا اور کوئی کھیل کھیلتی ہیں یہ بھی جوا ہے۔ کافروں کی رسمیں پسند کرنا۔ کھانے کو برا کہنا۔ ناچ دیکھنا۔ راگ باجا سننا۔ قدرت ہونے پر نصیحت

[1] ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ۔ الآیۃ بنی اسرائیل ۱۲ [2] ان الذین یاکلون اموال الیتمی الآیۃ۔ سورہ نساء ۱۲ [3] یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین نساء ۱۲ [4] ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المؤمنات ۱۲ [5] ومن یظلم منکم نذقہ عذابا کبیرا۔ الآیۃ سورہ فرقان ۱۲ [6] ولا یغتب بعضکم بعضا۔ حجرات ۱۲ [7] لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ زمر ۱۲ [8] واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا ۱۲ بنی اسرائیل ۱۲ [9] ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنت الی اہلہا ۱۲ نساء [10] فقد صرح اہل الاصول بانہ یکفر جاحدہ ویفسق تارکہ بلا عذر کما فی نور الانوار وغیرہ ۱۲ جابر رض مرفوعا بین الرجل والشرک ترک الصلوۃ لمسلم وللترمذی جمع الفوائد ۱۲ ابن عباس رض مرفوعا عرا الاسلام وقواعد الدین ثلاثۃ علیہن بنی الاسلام فمن ترک واحدۃ منہن فہو بہا کافر حلال الدم شہادۃ ان لا الہ الا اللہ والصلوۃ المکتوبۃ وصوم رمضان وفی روایۃ من ترک منہن واحدۃ فہو باللہ کافر ولا یقبل منہ صرف ولا عدل وقد حل دمہ ومالہ رواہ ابو یعلی باسناد حسن۔ کتاب الزواجر ۱۲ علی رض مرفوعا من ملک راحلۃ وزادا یبلغہ الی بیت اللہ الحرام ولم یحج فلا علیہ ان یموت یہودیا او نصرانیا الحدیث ترمذی جمع الفوائد ۱۲ ابو ہریرہ رض مرفوعا ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا الحدیث للستۃ الا الترمذی جمع الفوائد ۱۲۔
[11] سعد بن عبادۃ رض مرفوعا ما من امرئ یقرأ القرآن ثم ینساہ الا لقی اللہ یوم القیمۃ اجذم ابوداؤد والدارمی مشکوۃ ۱۲ [12] لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۱۲ آل عمران [13] ابو ہریرہ رض مرفوعا لا تحلفوا بآبائکم ولا بامہاتکم ولا بالانداد ولا تحلفوا باللہ الا وانتم صادقون ابوداؤد والنسائی مشکوۃ ص ۲۹۶ [14] بریدہ رض مرفوعا من قال انی بری من الاسلام فان کان کاذبا فہو کما قال وان کان صادقا فلن یرجع الی الاسلام سالما رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوۃ ۱۲ [15] لا تسجدوا للشمس ولا للقمر الآیۃ سورہ سجدہ ۱۲ [16] ابو الدرداء رض مرفوعا اوصانی خلیلی الحدیث وفیہ لا تترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکہا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ الحدیث رواہ ابن ماجۃ مشکوۃ ص ۵۹ ۱۲ [17] ابوذر رض مرفوعا لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک بخاری وعنہ مرفوعا من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ متفق علیہ وابو الدرداء رض مرفوعا ان اللعانین لا یکونون شہداء ولا شفعاء یوم القیامۃ۔ مسلم کلہا فی المشکوۃ ص ۴۱۲ ۱۲۔
[18] ابن مسعود رض مرفوعا لا یبلغنی احد من اصحابی عن احد شیئا فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر ابوداؤد مشکوۃ ص ۴۱۷ ۱۲۔
[19] والسارق والسارقۃ الآیۃ سورہ مائدۃ ۱۲ [20] وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ سورہ بقرہ

[21] معاذ رض مرفوعا بئس العبد المحتکر ان ارخص اللہ الاسعار حزن وان اغلاہا فرح بیہقی ورزین مشکوۃ ص ۲۵۱ ۱۲ [22] ابو حرۃ الرقاشی مرفوعا الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ البیہقی والدار قطنی مشکوۃ ص ۲۶۳ ۱۲ [23] لا یخلون احدکم بامرأۃ الا مع ذی محرم الحدیث للشیخین جمع الفوائد ۱۲ ص ۲۳۰/۱ج [24] انما الخمر والمیسر ۱۲ مائدہ [25] ابن عباس رض مرفوعا ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ الحدیث وفیہ ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ مشکوۃ ص ۲۴/۱ج ۱۲ [26] ابو ہریرہ رض مرفوعا ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما قط الحدیث متفق علیہ مشکوۃ ص ۳۶۴ ۱۲۔ [27 و 28] انس رض مرفوعا صوتان ملعونان مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ للبزار جمع الفوائد ص ۱۲۰/۱ج ۱۲ قد بسطہ العلامۃ ابن حجر المکی رح فی الرد علیہ فی کتابہ کف الرعاع عن محرمات اللہو والسماع وحکی عدم جوازہ عن الائمۃ الاربعۃ مالک والشافعی وابی حنیفۃ واحمد وغیرہم ص ۵ ۱۲ [29] ابوبکر رض مرفوعا ما من قوم یعمل فیہم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لا یغیرون الا یوشک ان یعمہم اللہ بعقاب ابوداؤد مشکوۃ ص ۴۳۶ ۱۲

[ھ] جب تک ثبوت شرعی زنا ثابت نہ ہو جائے اسوقت تک کسی کو زناکار نہ سمجھنا چاہئے۔ اگر خدانخواستہ کبھی اسکی ضرورت پیش آئے تو کسی مستند عالم دین سے مسئلہ کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے ۱۲

نہ کرنا۔ کسی سے مسخراپن[۱] کر کے بے حرمت[۲] اور شرمندہ کرنا۔ کسی کا عیب[۳] ڈھونڈنا۔

گناہوں سے بعضے دنیا کے نقصانوں کا بیان

علم سے محروم رہنا۔ روزی کم ہو جانا۔ خدا کی یاد سے وحشت ہونا۔ آدمیوں سے وحشت ہو جانا خاصکر نیک آدمیوں سے۔ اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا۔ دل میں صفائی نہ رہنا۔ دل میں اور بعضی دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہو جانا۔ طاعت سے محروم رہنا۔ عمر گھٹ جانا۔ توبہ کی توفیق نہ ہونا۔ کچھ دنوں میں گناہ کی برائی دل سے جاتی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا۔ دوسری مخلوق کو اس کا نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اُس پر لعنت کرنا۔ عقل میں فتور ہو جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُس پر لعنت ہونا۔ فرشتوں کی دُعا سے محروم رہنا۔ پیداوار میں کمی ہونا۔ شرم اور غیرت کا جاتا رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اسکے دل سے نکل جانا۔ نعمتوں کا چھن جانا۔ بلاؤں کا ہجوم ہونا اُس پر شیطان کا مقرر ہو جانا۔ دل کا پریشان رہنا۔ مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

عبادت سے بعضے دنیا کے فائدوں کا بیان

روزی بڑھنا۔ طرح طرح کی برکت ہونا۔ تکلیف اور پریشانی دور ہونا۔ مرادوں کے پورے ہونے میں آسانی ہونا۔ لطف کی زندگی ہونا۔ بارش ہونا۔ ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ اللہ تعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا۔ فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو۔ سچی عزت و آبرو ملنا۔ مرتبے بلند ہونا۔ سب کے دلوں میں اس کی محبت ہو جانا۔ قرآن کا اسکے حق میں شفا ہونا۔ مال کا نقصان ہو جاوے تو اُس سے اچھا بدلہ مل جانا۔ دن بدن نعمت میں ترقی ہونا۔ مال بڑھنا۔ دل میں راحت اور تسلی رہنا۔ آئندہ نسل میں یہ نفع پہونچنا۔ زندگی میں غیبی بشارتیں[۴] نصیب ہونا۔ مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا۔ مبارکباد دینا۔ عمر بڑھنا۔ افلاس اور فاقہ سے بچا رہنا۔ تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ جاتا رہنا۔

وضوء کا بیان

وضو[۵] کرنے والی کو چاہئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ پڑیں، اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ[۶] کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک

---

[۱] لا یسخر قوم من قوم الخ سورہ حجرات ۱۲

[۲] بے حرمت کرنا۔ بے عزت کرنا۔ ذلیل کرنا ۱۲

[۳] و لا تجسسوا ۱۲ حجرات

[۴] خواب میں کسی بزرگ کا خوشخبری دینا یا مراقبہ وغیرہ میں ۱۲

[۵] من آداب الوضوء الجلوس فی مکان مرتفع تحرزاً عن الغسالۃ و استقبال القبلۃ ۱۲ مراقی

[۶] والنیۃ وہی ان یقصد بالقلب الوضوء او رفع الحدث او عبادۃ لا تصح الا بالطہارۃ فالنیۃ فیہا یوجب المثوبۃ و یصیر العمل عبادۃ ثم محل النیۃ ابتداء سنن الوضوء او اول فرائضہ و التلفظ بہا مستحب ۱۲

(حاشیہ کی عمودی سطریں:) ۱۲ (۱) ج ۱ ص ۱ بحر الرائق ۔ ۔ ۔ ۱۲ ۔ ۔ ۔ مراقی الفلاح ص ۳۴ ۱۲

یستدیمہا الی غسل الوجہ۔ ملخصاً شرح نقایہ ج۱ ۱۲ [۵] عن ابی ہریرۃ لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ (ابوداود)۔ بحر الرائق ص۱۸ ج۱ و شرح نقایہ ص۱۰ ج۱ ۱۲

ہاتھ دھووے۔ پھر تین[1] دفعہ کلی کرے اور مسواک[2] کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرے کہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اور اگر روزہ دار[3] نہ ہو تو غرغرہ کرکے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچاوے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جاوے۔ پھر تین[4] بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں[5] ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لیجاوے۔ پھر تین دفعہ منہ[6] دھوئے۔ سر کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اُس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے۔ اور ایک[7] ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لیوے[8] کہ کہیں سوکھا نہ رہ جاوے۔ پھر ایک مرتبہ سارے[9] سر کا مسح کرے۔ پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن[10] کا مسح کرے۔ لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ برا اور منع[11] ہے۔ کان[12] کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے اور تین[13] بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھووے۔ پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھووے اور بائیں[14] ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اس میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی۔ ایسی چیزوں[15] کو فرض کہتے ہیں اور بعضی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن اُن کو کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں[16] کو سُنّت کہتے ہیں اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا

[1] مضمض ثلاثا (ابوداؤد۔ بحر ج۱ ص۲۱) ۱۲ [2] السنۃ استعمالہ فی اولہ۔ ولیستاک باصابعہ عند عدمہ (شرح نقایہ ج۱ ص۶) ۱۲ [3] المبالغۃ سنۃ فیہما ای فی المضمضۃ والاستنشاق (وہی ای المبالغۃ) فی المضمضۃ ان تصل الی راس الحلق۔ وبہ (ای استنشاق) اصطلاحًا ایصال الماء الی مارن الانف وفی الوافی الحدیث اصحاب السنن الاربعۃ بالغ فی المضمضۃ والاستنشاق الا ان تکون صائمًا (بحر ج۱ ص۲۱) ۱۲ [4] واستنشق ثلاثا (بحر ج۱ ص۲۱) [5] وازالۃ النخاط بالید الیسری (بحر ج۱ ص۲۱) ۱۲ [6] غسل الوجہ وحدہ طولا من مبدء سطح الجبہۃ الی اسفل الذقن وحدہ عرضا ما بین شحمتی الاذنین ۱۲ نور ص۳ وتکرار الغسل الی الثلاث منہ ص۲۵ والیصال الماء الی ما تحت الشارب ص۳

[7] ... صب الحاجبین بحر ص۱۱ ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بہا یدہ الیمنی ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بہا یدہ الیسری ومعلوم ان لکل من الیدین ثلث غرفات ۱۲ کبیری ص۲۲ غسل یدہ مع مرفقیہ ۱۲ نور ص۷ ۱۲ [7] الاولیٰ فی اصابع الیدین ان تکون تخلیلہا بالتشبیک (بحر ج۱ ص۲۳) ۱۲ [8] ان یحرک خاتمہ ان کان واسعا ان کان ضیقا ففی ظاہر الروایۃ لابد من تحریکہ او نزعہ لتحصیل الاستیعاب ۱۲ کبیری ص۱۲ ملخصا ۱۲ [9] ومسح کل راسہ مرۃ واذنیہ بمائہ۔ یمسحہما بالسبابتین داخلہما وبالابہامین خارجہما (بحر ج۱ ص۲۶) ۱۲ [10] ومسح رقبتہ یعنی بظہر الیدین (بحر ج۱ ص۲۵) ۱۲ [11] واما مسح الحلقوم فبدعۃ (بحر ج۱ ص۲۵) ۱۲ [12] من السنۃ مسحہما بماء مسح الراس (شرح نقایہ ج۱ ص۸) ۱۲ [13] فرض الوضوء غسل الوجہ ...... ارجلہ بکعبیہ ای مع کعبیہ (بحر ج۱ ص۱۹) [14] مستحب الوضوء البدایۃ بالیمین فی غسل الاعضاء ۱۲ [14] وکیفیۃ تخلیلہا ان یضع یدہ الیسری فی اسفل رجلہ الیمنی ویدخل خنصرہا بین الاصابع مبتدئًا من خنصرہ الیمنی منتہیا الی خنصرہ الیسری (شرح نقایہ ج۱ ص۷) ۱۲ [15] الفرض ما یفوت الکل بفوتہ (شرح نقایہ ج۱ ص۷) ۱۲ [16] المراد بالسنۃ۔ السنۃ المؤکدۃ وہی التی حکمہا انہ یثاب فاعلہا ویلام تارکہا ویستحق اثما ان اعتاد ترکہا ۱۲ عمدۃ الرعایۃ ص۶۲

ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔ مسئلہ ۱۵۔ وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔ ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ بس فرض اتنا ہی ہے اس میں اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائیگی یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جاوے گی تو وضو نہ ہوگا۔ مسئلہ ۱۶۔ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا اور کلی کرنا۔ اور ناک میں پانی ڈالنا۔ مسواک کرنا۔ سارے سر کا مسح کرنا۔ ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ کانوں کا مسح کرنا۔ ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سُنت ہیں اور اس کے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔ مسئلہ ۱۷۔ جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دھل جاویں گے تو وضو ہو جاوے گا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو۔ جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالیوے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑی ہو جاوے اور وضو کے یہ اعضاء دھل جاویں تو وضو ہو جاوے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملیگا۔ مسئلہ ۱۸۔ سنت یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی اُلٹا وضو کرلے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر مسح کرے۔ پھر دونوں ہاتھ دھووے پھر منہ دھو ڈالے یا اور کسی طرح اُلٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے۔ لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ مسئلہ ۱۹۔ اسی طرح اگر بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا۔ لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ مسئلہ ۲۰۔ ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جاوے بلکہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھو ڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائیگا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔ مسئلہ ۲۱۔ ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اس پر ہاتھ بھی پھیر لیوے تاکہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے سب جگہ پانی پہنچ جاوے۔ مسئلہ ۲۲۔ وقت آنے سے پہلے ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔ مسئلہ ۲۳۔ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرنے میں دنیا کی کوئی بات چیت

ﻟ وحكمه الثواب بالفعل وعدم اللوم على الترك ۱۲ شامی ج۱ ص۱۲۵ ﻟ فرض الوضوء غسل وجهه وهو من قصاص الشعر الى اسفل الذقن الى شحمتي الاذن ويديه بمرفقيه ورجليه بكعبيه ومسح ربع راسه ولحيته (بحر ج۱ ص ۹-۱۵) رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ مرة مرة وقال هذا وضوء من لا يقبل الله الصلوة الا به (بحر ص۲۳) ۱۲ ﻟ وسننه (اى سنن الوضوء) البداءة بالتسمية وغسل يديه الى رسغيه والسواك وغسل فمه بمياه كانفه اى بثلاث غرفات لكل منهما الابثلاث هما وتخليل اللحية والاصابع وتثليث الغسل ومسح كل الراس والاذنين بمائه (شرح نقايه ج۱ ص۵-۸) بكلام الناس ويستقبل القبلة ولا يستعين بغيره عند القدرة ويقرأ الادعية الماثورة من الصحابة والتابعين ويكره الاسراف فى الماء لقوله عليه الصلوة والسلام (باقی بر ص۴۶)

ﻟ الوضوء بدون النية ليس عبادة وذلك كان تغسيل بالماء مدفوعا او مختارا لقصد التبرد او لمجرد ازالة الوسخ ۱۲ شامی ج۱ ص۱۲ ﻟ ويسن الترتيب سنة مؤكدة فى الصحيح وهو كما نص الله تعالى فى كتابه ۱۲ مراقی ص۴۳ ﻟ والبداية بالميامن فضيلة لقوله عليه السلام ان الله تعالى يحب التيامن فى كل شئ حتى التنعل والترجل ۱۲ ہدایہ ص۲۳۔ ﻟ والولاء بكسر الواو وغسل المتأخر قبل جفاف الاول بلا عذر حتى لو فنى ماؤه فمضى لطلبه لا باس به ۱۲ در ج۱ ص۱۲۷ ﻟ ومن سنة الوضوء التتابع فى الافعال من غير ان يتخللها جفاف عضو مع اعتدال الهواء والبدن بغير عذر واما اذا كان لعذر بان فرغ ماء الوضوء او انقلب الاناء فذهب لطلب الماء وما اشبهه فلا باس ۱۲ ﻟ ينبغي للمتوضئ فى الشتاء ان يبل اعضاءه بالماء شبه الدهن ثم يسيل الماء عليها لان الماء يتجافى عن الاعضاء فى الشتاء ۱۲ شامی ج۱ ص۳۶ ﻟ وتقديمه على الوقت لغير المعذور لان فيه انتظار الصلوة ومنتظر الصلوة كمن هو فيها بالحديث الصحيح ۱۲ در وشامی ص۱۲۰ ﻟ ومن آداب الوضوء ان لا يتكلم فيه

نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دہوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو۔ نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے[۵۱] اور منھ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے منھ پر نہ مارے۔ نہ پھنکار مار کے چھینٹیں اُڑاوے اور اپنے منھ اور آنکھوں کو بہت زور سے نہ بند کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں۔ اگر آنکھ یا منھ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے کوئے میں پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا مسئلہ ۲۴[۵۲]۔ انگوٹھی چھلے چوڑی کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی اُن کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی اُن کا ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو اُن کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے۔ نتھ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سوراخ ڈھیلا ہے اُسوقت تو ہلانا مستحب ہے اور جب تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہنچیگا تو منھ دہوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہونچانا واجب ہے۔ مسئلہ ۲۵[۵۳]۔ اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھوڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹاوے اور پھر سے پڑھے۔ مسئلہ ۲۶۔ کسی کے ماتھے پر افشاں چنی ہو اور اوپر اوپر سے پانی بہا لیوے کہ افشاں نہ چھوٹنے پائے تو وضو نہیں ہوتا۔ ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منھ دھونا چاہئے۔ مسئلہ ۲۷۔ جب[۵۴] وضو کر چکے تو سورہ انا انزلنا[۵۵] اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(اے اللہ کر دے مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے اور کر دے مجھ کو (گناہوں سے) پاک ہونیوالے لوگوں میں سے اور کر دے مجھ کو اپنے نیک بندوں میں سے اور کر دے مجھ کو اُن لوگوں میں سے کہ جن کو (دونوں جہان میں) کچھ خوف نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہوں گے ۱۲)

مسئلہ ۲۸[۵۶]۔ جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز[۵۷] پڑھے۔ اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اسکا بڑا ثواب ہے مسئلہ ۲۹۔ اگر ایک[۵۸] وقت وضو کیا تھا۔ پھر دوسرا وقت آگیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز

(صفحہ ۴۵ سے) لسعد لما مر بہ و ہو یتوضأ ما ہذا السرف یا سعد قال انی الوضوء اسراف قال نعم وان کنت علی نہر جار رواہ احمد و ابن ماجہ ۱۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۹) [۵۰] یعنی فضول اور بلا ضرورت باتیں نہ کرے ضرورت کی بات کا کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

(متعلق صفحہ ہذا) [۵۱] ویکرہ لطم الوجہ او غیرہ بالماء تنزیہا ۱۲ شامی و در ج ۱ ص ۱۲۳ ۔ یجب غسل المیاقی وما یظہر من الشفۃ عند انضمامہا وکذا لو اغمض ص

[۵۱ جاری] عینیہ شدیدا لا یجوز لکن نقل العلامہ مقدسی فی شرحہ علی نظم الکنز ان ظاہر الروایۃ الجواز واقرہ فی الشرنبلالیۃ تامل ۱۲ در و شامی ج ۱ ص ۱۰۰ وفی المنیۃ وان لا یضرب وجہہ بماء عند الغسل وان لا ینفخ بالماء وان لا یغمض فاہ ولا عینیہ تغمیضا شدیدا حتی لو بقیت لمعۃ شفتیہ او علی جفنیہ لمعۃ لا یجوز وضوءہ ۱۲۔

[۵۲] وان یحرک خاتمہ الخکان واسعا وان کان ضیقا ففی ظاہر الروایۃ عن اصحابنا لا بد من تحریکہ او نزعہ ہکذا ذکرہ فی المحیط ۱۲ منیہ ص ۱۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۵)

[۵۳] امرأۃ اغتسلت وقد کان بقی فی اظفارہا عجین قد جف لم یجز غسلہا منیہ ص ۱۳ وکذا الوضوء ولا فرق بین المرأۃ والرجل ۱۲ کبیری ص ۴۴ ۱۲

[۵۴] وان یقول عند تمامہ او فی خلالہ اللہم اجعلنی الخ وان یقول بعد فراغہ سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک واشہد ان محمدا عبدک ورسولک ناظرا الی السماء وان یقرأ سورۃ انا انزلنا مرۃ او مرتین او ثلثا ۱۲ منیہ ص ۱۲ در و شامی ۱۲

[۵۵] کنز العمال میں ہے کہ اگر وضو کرنیکے بعد ایک مرتبہ سورہ انا انزلنا پڑھے تو اسکا شمار صدیقین میں ہوگا [۵۶] وان یصلی سبحۃ ای نافلۃ الا ان یکون فی وقت مکروہ ۱۲ منیہ ص ۔ [۵۷] اسمیں یہ ضروری شرط ہے کہ اوقات مکروہہ میں سے کوئی وقت نہ ہو ۱۲ تصحیح الاغلاط

[۵۸] وان یتوضأ علی الوضوء ۱۲ منیہ ص ۱۲

ہے۔ اور اگر تازہ وضو کرلے تو بہت ثواب ملتا ہے۔ مسئلہ ۳۰ جب[۵۱] ایک دفعہ وضو کرلیا اور ابھی وہ
ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کرلے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ
اور منع ہے تو اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیئے۔ بغیر اس
کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے۔ ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکی ہو، تو
دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔ مسئلہ ۳۱ کسی کے ہاتھ پاؤں پھٹ گئے
اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھرلی (اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا) تو اگر بے اس کے
نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہادیا تو وضو درست ہے۔ مسئلہ ۳۲ وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی
اور جگہ پانی نہیں پہونچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر
فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا چاہیئے۔ مسئلہ ۳۳ اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں
کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ
ڈالے وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لیوے اس کو مسح کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان کرے
تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔ مسئلہ ۳۴ اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم
پر مسح کرنے سے نقصان ہو۔ یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر
مسح کرلینا درست ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں۔ پٹی کھول کر زخم پر مسح
کرنا چاہیئے۔ مسئلہ ۳۵ اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور
سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہیئے اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کرلیوے جہاں
زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔ مسئلہ ۳۶ ہڈی کے ٹوٹ جانے کے
وقت بانس کی کھپچیاں رکھ کے ٹکٹھی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹکٹھی
نہ کھول سکے ٹکٹھی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے۔ اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر
مسح نہ کرسکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے
تو پٹی ہی پر مسح کرے۔ مسئلہ ۳۷ ٹکٹھی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکٹھی پر مسح
کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم
پر کرے تو جائز نہیں۔ مسئلہ ۳۸ اگر ٹکٹھی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر

۵۱ ومقتضی ہذا کراہتہ وان تبدل المجلس مالم یؤد بہ صلوۃ او نحوہا شامی۔ قلت وہہنا کلام طویل من شاء الاطلاع علیہ فلیراجع الی رد المحتار ۱۲ صفحہ ۱۲۴/۱۶ ۵۲ واذا کان برجلہ شقاق فجعل فیہ الشحم ان کان لا یضرہ ایصال الماء الی ماتحتہ لا یجوز غسلہ ووضوءہ وان کان یضرہ یجوز ۱۲ منیہ

۵۳ ویجوز مسحہا ولو شدت بلا وضوء وغسل دفعا للحرج ویترک المسح کالغسل ان ضرہ والا لا یترک ۱۲ در صفحہ ۱۹۸/۱۶

۵۴ والمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابۃ مع فرجتہا فی الاصح ان ضرہ الماء او حلہا ومنہ ای من الضرر ان لا یمکنہ ربطہا بنفسہ ولا یجد من یربطہا ۱۲ در صفحہ ۲۸۹/۱۶

۵۵ وحکم مسح جبیرۃ ہی عیدان یجبر بہا الکسر وخرقۃ قرحۃ وموضع فصد وکی ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ ولو برأسہ کغسل لما تحتہا الی ان قال فلا یتوقت ویترک المسح کالغسل ان ضرہ والا لا یترک وہو ای مسحہا مشروط بالعجز عن نفس الموضع فان قدر علیہ فلا مسح علیہا ۱۲ در صفحہ ۲۸۷/۱۶

۵۶ ولا یشترط فی مسحہا استیعاب وتکرار فی الاصح فیکفی مسح اکثرہا مرۃ بہ یفتی ۱۲ در مختار صفحہ ۲۹۰/۱۶

۵۷ ولا باس بسقوطہا الا عن برء فانہ ان کان فی الصلوۃ یستقبل الصلوۃ وان کان خارج الصلوۃ یغسل موضعہا لا غیر ان لم یکن محدثا واما ان سقطت عن غیر برء فان فی الصلوۃ یمضی علیہا وان کان
خارج الصلوۃ اعاد الجبیرۃ او ابدلہا باخری ولا یعید المسح لبقاء العذر ۱۲ شرح نقایہ صفحہ ۳۰/۱۶

باندھ لیوے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر زخم اچھا ہو گیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے۔ سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱ ؎۵۱ پاخانہ پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ ۲** ؎۵۲ اگر کسی کے کوئی زخم ہو اُس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اُس سے وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ ۳** ؎۵۳ اگر کسی نے فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا۔ تو اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور جو ذرا بھی بہ پڑا ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ ۴** ؎۵۴ اگر کسی نے ناک سنکی اور اُس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں اُنگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۵ کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اُس نے کرید دیا اور اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا۔ لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اُس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا۔ اور جب ایسی جگہ پر آجاوے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا **مسئلہ ۶** کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اُس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگا۔ لیکن وہ خون پیپ اپنی جگہ پر ٹھیرا ہے کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا **مسئلہ ۷** کسی

؎۵۱ المعانی الناقضۃ للوضوء کل ما خرج من السبیلین وان خرج من قبل الرجل او المرأۃ ریح منتنۃ الصحیح انہ لا ینقض کذا ذکرہ فی المحیط وان خرج من المفضاۃ یجب علیہا الوضوء وذکر فی جامع الصغیر قاضیخاں یستحب لہا ان یتوضاء وکذا الدودۃ والحصاۃ اذا خرج من احد ہذین السبیلین فعلیہا الوضوء ۱۲ غنیہ ص۳۹ مطبوعہ فتح الکریم

؎۵۲ وان خرج الدودۃ من الفم او الاذن او الجراحۃ لا ینتقض ۱۲ غنیہ ص۱۴۵ و لا خروج دودۃ من جرح او اذن او انف او فم وکذا لحم سقط ۱۲ غنیہ ص

؎۵۳ واما الدم اذا خرج من البدن ان سال نقض والا فلا وعلی ہذا مسائل منہا نفطۃ قشرت فسال منہا ماء او دم او صدید ان سال عن راس الجرح ینقض وان لم یسل لا ینقضہ ۱۲ شرح نقایہ ص۱۶ ج ۱

؎۵۴ ولو استنثر فسقطت من انفہ کتلۃ دم لم ینتقض وضوءہ وان قطرت قطرۃ دم انتقض ۱۲ بحر ص۳۳ ج ۱ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظہور وفی غیرہما من السیلان ولو بالقوۃ لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکہ لسال نقض والا لا کما لو سال فی باطن عین او جرح او ذکر ولم یخرج ۱۲ در مختار ص ۔ و فتح القدیر ص۲۶ ج ۱

کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جبتک خون پیپ اُس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آوے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا **مسئلہ ۸**؎ اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاوے گا جبکہ وہ خون بہ جائے **مسئلہ ۹**؎ کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلنے لگا۔ اس نے اس پر مٹی ڈالدی۔ یا کپڑے سے پونچھ لیا۔ پھر ذرا سا نکلا پھر اُس نے پونچھ ڈالا۔ اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھا نہ جاتا تو بہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹیگا **مسئلہ ۱۰**؎ کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سپیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا **مسئلہ ۱۱**؎ اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی۔ لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا۔ تو وضو نہیں ٹوٹا **مسئلہ ۱۲**؎ کسی نے جونک لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہ پڑے تو وضو جاتا رہا۔ اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر مچھر یا مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا **مسئلہ ۱۳**؎ کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے۔ اگرچہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو۔ پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ جب کان کے سوراخ سے نکل کر اُس جگہ تک آجاوے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاویگا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا **مسئلہ ۱۴**۔ اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہیگا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹیگا **مسئلہ ۱۵**؎ اگر قے ہوئی اور اسمیں کھانا یا پانی یا

۱؎ والخروج بعصر والخارج بنفسہ سیان فی حکم النقض علی المختار ۱۲ در مختار ص۱۴۱ ج۱ ۲؎ ولو کان الدم فی الجرح فاخذہ بخرقتہ او اکلہ الذباب فازداد فی مکانہ فان کان بحیث یزید ویسیل لولم یاخذہ بنفسہ لبطل دضوہ والا فلا (بحر ص۳۳ ج۱ وشرح نقایہ ص۱۱ ج۱) کذلک اذا القی علیہ تراب او رماد ثم ظہر ثانیا وتربہ ثم وثم کذلک یجمع کلہ، قال فی الذخیرۃ قالوا انما یجمع اذا کان فی مجلس واحد مرۃ بعد اخری اما اذا کان فی مجالس مختلفۃ لا یجمع (بحر ص۳۳ ج۱) ۱۲ ۳؎ لا ینقض الدم الخارج من الفم المغلوب بالبصاق لان الحکم للغالب ولو کان مغلوبا والدم غالب نقض وان استویا نقض ایضا۔ کون الدم غالبا او مساویا ان یکون احمر وعلامۃ کونہ مغلوبا ان یکون اصفر (بحر ص۲۵ ج۱ ومراقی ص۴۹) ۱۲ ۴؎ ولو عض شیئا فرای اثر الدم علیہ فلا وضوء علیہ قال بعض المشائخ ینبغی ان یضع کمہ او اصبعہ فی ذلک الموضع ان وجد الدم فیہ نقض والا فلا ۱۲ خیر ص۴۷ شرح نقایہ ص۲۰ ج۱ ۵؎ ولکنا ینقضہ علقۃ مصت عضوا وامتلأت من الدم ومثلہا القراد ان کان کبیرا لانہ حینئذ یخرج منہ دم مسفوح سائل والا لا کن العلقۃ والقراد کذلک لا ینقض کبعوض وذباب ۱۲ وقال الشامی تحت قولہ وامتلأت کذا فی الخانیۃ وقال لانہا لو شقت یخرج منہا دم سائل اھ والظاہر ان الامتلاء غیر قید لان العبرۃ للسیلان ۱۲ شامی ص۱۴۴ ج۱ شرح نقایہ ص۱ ج۱ - ۶؎ کما لا ینقض لو خرج من اذن ونحوہا کعینہ وثدیہ قیح ونحوہ کصدید دعاء سرۃ وعین لا بوجع وان خرج بہ ای بوجع نقض لانہ لانہ دلیل الجرح فدمع من بعینہ رمد او عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر والناس عنہ غافلون ۱۲ در مختار ص۔ ۷؎ واما القئ اذا کان ملأ الفم ینقض الوضوء سواء کان طعاما او ماء او مرۃ فان کان بلغما لا ینقض الوضوء عند ابی حنیفہ رح ومحمد سواء نزل من الراس او صعد من الجوف وان قاء دما ان کان سائلا انزل من الراس ینقض اتفاقا وان کان علقا لا ینقض وان صعد من الجوف ان کان علقا لا ینتقض الا ان یملاء الفم وان کان) سائلا فعلی قول ابی حنیفۃ ینقض وان لم یکن ملأ الفم وعند محمد لا ینتقض مالم یکن ملأ الفم ۱۲ منیہ ص۴۷ - ۸؎ ولو کان فی عینیہ رمد او عمش لیسیل منہما باقی منہ پہما

پت گرے تو اگر بھر منھ قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور بھر منھ قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور بھر منھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منھ میں رُکے۔ اور اگر قے میں نرا بلغم گرا تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو۔ بھر منھ ہو چاہے نہ ہو سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ۔ بھر منھ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور بھر منھ ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جاوے گا۔ **مسئلہ ۱۶**[ل] اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو بھر منھ ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا۔ اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہو گئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا **مسئلہ ۱۷**[ک] لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گئی اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدے[۳] میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔ **مسئلہ ۱۸**[ک] اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سووے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبا لیوے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگا دے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ ۱۹**[ھ] بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گر کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھی جھومتی رہی گری نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔ **مسئلہ ۲۰**[ک] اگر بیہوشی ہو گئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا۔ چاہے بیہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھا لی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم اِدھر اُدھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔ **مسئلہ ۲۱**[ک] اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی

(ص ۴۹ سے) الدموع قالوا یومر بالوضو، لوقت کل صلوٰۃ لاحتمال ان یکون صدیدا او قیحا وہذا التعلیل یقتضی انہ امر استحباب فان الشک والاحتمال فی کونہ ناقضا یوجب الحکم بالنقض اذ الیقین لا یزول بالشک نعم اذا علم من طریق غلبۃ الظن باخبار الاطباء او بعلامات تغلب علی ظن المبتلی یجب (بحر ص ۳۲-۳۳ ج ۱) ۱۲ (متعلق صفحہ ہذا) ل ولو قاء مرارا کل مرۃ دون ملأ الفم وا لمجموع قد ملأ قال ابو یوسف ینقض اذا اتحد المجلس وقال محمد ان اتحد السبب وہو الغثیان (شرح نقایہ ص ۱۱ ج ۱ و فتح القدیر ص ۳۰ ج ۱) (ص ۳۲ ج ۱) ۱۲ ک وینقضہ حکما نوم یزیل مسکۃ بحیث تزول مقعدہ من الارض وہو النوم علی احد جنبیہ او ورکیہ او قفاہ او وجہہ والا یزیل مسکۃ لا ینقض وان تعمدہ فی الصلوٰۃ او غیرہا علی المختار کالنوم قاعدا او مستندا الی ما لو ازیل لسقط علی المذہب و ساجدا علی الہیئۃ المسنونۃ علی المعتمد قال العلامۃ الشامی تحت قولہ ساجدا وکذا قائما و راکعا بالاولی والہیئۃ المسنونۃ بان یکون رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ وظاہرہ ان المراد الہیئۃ المسنونۃ فی حق الرجل لا المرأۃ ۱۲ شامی ص ۱۴۶ ج ۱ ۱۲ شرح نقایہ ص ۱۱ ج ۱

۳ یہ حکم عورتوں کا ہے اگر مرد سجدہ میں سووے تو وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ اسی طرح سجدہ کرے جس طرح مردوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے ۱۲

ک وان نام قاعدا او واضعا الیتیہ علی عقبیہ او واضعا بطنہ علی فخذیہ لا ینتقض وضوءہ ۱۲ منیہ۔

ھ وفی الظہیریۃ لو نام قاعدا فسقط ان انتبہ قبل ان یصل جنبہ الی الارض لا ینقض وقیل اذا ارتفع مقعدہ عن الارض والاول اصح (شرح نقایہ ص ۱۲ ج ۱ و شامی ص ۱۴۸ ج ۱) ۱۲

ک وینقضہ اغماء ومنہ الغشی وجنون وسکر بان یدخل فی مشیہ تمایل ولو باکل الحشیشۃ ۱۲ در مختار ص ۲۸ ج ۱ و شرح نقایہ ص ۱۲ ج ۱۔

ک وکذا القہقہۃ فی صلوٰۃ ذات رکوع وسجود ینقض الوضوء و الصلوٰۃ جمیعا سوا ء کان عامدا او ناسیا وان قہقہہ فی صلوٰۃ الجنازۃ او سجدۃ التلاوۃ او سجدۃ السہو لا ینتقض وضوءہ وان قہقہ الصبی فی صلوٰۃ لا ینتقض وضوءہ ۱۲ منیہ

نکل گئی کہ اُس نے آپ بھی اپنی سن لی اور اُس کے پاس والیوں نے بھی سب نے سن لی جیسے کھِل کھِلا کر ہنسنے میں سب پاس والیاں سن لیتی ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا[۱] ہو کہ اپنے کو تو آواز سنائی دیوے مگر سب پاس والیاں نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والی سن لے اس سے نماز ٹوٹ جاوے گی۔ وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھُل گئے آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ البتہ اگر چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہ ہوئی ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدۂ تلاوت میں بڑی عورت کو ہنسی آوے تو وضو نہیں جاتا ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی۔

نوٹ:۔ مسئلہ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ صـــ پر درج کیا گیا۔

مسئلہ ۲۶ وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مُردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا۔ نہ تو وضو کے دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنیکا حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷ وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا۔ یا ننگی ہو کر نہائی اور ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ بدون لاچاری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔ **مسئلہ ۲۸** جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی بھر منہ نہیں ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جاوے اُس کا دھونا واجب نہیں، اور اگر بھر منہ قے ہوئی اور خون زخم سے بہ گیا تو وہ نجس ہے اُس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کے کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جاوے گا۔ اسلئے چلّو سے پانی لینا چاہئے۔ **مسئلہ ۲۹** چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بھر منہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب بھر منہ ہو تو نجس ہے۔ اگر بے اسکے دھوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۳۰** اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اسکے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائیگا۔ اسی سے نماز درست ہے لیکن وضو پھر کر لینا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۳۱** جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلانا عضو

[۱] والضحک یبطل الصلوۃ لا الطہارۃ والتبسم لا یبطل الصلوۃ ولا الطہارۃ ۱۲ عالمگیری۔ و قہقہہ بالغ ولو امرأۃ سہوا لیقظان فلا یبطل وضوء صبی ونائم بل صلوتہما بہ یفتی۔ ۱۲ در مختصرا صـ ج ۱

---

۵۲ ولا یعاد الغسل والمسح علی موضع الحلق وقطع الظفر ونحو ذلک لعدم الحدث فی الحاشیہ ولا یعاد ای اذ غسل او مسح ثم حلق الشعر او قطع الظفر لا یعاد الغسل والمسح ۱۲ شرح نقایہ صـ ج ۱

۵۳ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ کبیری صـ ۴۹

۵۴ ثم ما لا یکون حدثا لا یکون نجسا یروی ذلک عن ابی یوسف وہو الصحیح احترازا عن قول محمد انہ نجس وکان الاسکاف والہندوانی یفتیان بقولہ وجماعۃ اعتبروا قول ابی یوسف رفقا باصحاب القروح حتی لو اصاب ثوب احدہم اکثر من قدر الدرہم لا تمتنع الصلوۃ فیہ ۱۲ در فتح القدیر صـ ۳۱-۱ وشامی صـ ۱۳۰

۵۵ وینقضہ قیٔ ملأ فاہ من مرۃ او طعام او ماء اذا وصل الی معدتہ وان لم یستقر وہو نجس مغلظ ولو من صبی ساعۃ ارتضاعہ ہو الصحیح ۱۲ در بحذف صـ ۱۴۲ ج ۱

۵۶ ولو تیقن بالطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ۱۲ در صـ ۱۵۶ ج ۱

۵۷ شک فی بعض اعضائہ وضوئہ اعاد ما شک فیہ لو فی خلالہ ولم یکن الشک عادۃ لہ وان لم یکن فی خلالہ بل کان بعد الفراغ منہ وان کان اول ما عرض لہ الشک او کان الشک عادۃ لہ وان کان فی خلالہ فلا یعید شیا قطعا للوسوسۃ عنہ ۱۲ در وشامی صـ ۱۵۵ ج ۱

دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھولینا چاہئے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پرواہ نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جاوے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کرلیوے۔ **مسئلہ ۳۲** [لہ] بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھوئے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے۔ دوپٹہ یا کرتے کے دامن سے جب کہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو چھونا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے اور زبانی پڑھنا درست ہے اور اگر کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اور اس کو دیکھ دیکھ کے پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشتری کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو۔ خوب یاد رکھو۔

معذور کے احکام

مسئلہ ۱ ۔جس کو ایسی نکسیر [لہ] پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت [وقت] بہنا بند نہیں ہوتا۔ یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے [وضو] جب تک وہ وقت رہے گا۔ تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جاوے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہیگا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہیگا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ البتہ اگر پاخانہ پیشاب گئی۔ یا سوئی چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا۔ پھر وضو کرے۔ جب یہ وقت چلا گیا۔ دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہئے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض نفل جو نماز چاہے پڑھے۔ **مسئلہ ۲** ۔اگر فجر [لہ] کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی دوسرا وضو کرنا چاہئے اور جب آفتاب نکلنے [سورج] کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے۔ ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب عصر کا وقت آوے گا۔ تب نیا وضو کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے ٹوٹ جاوے تو یہ اور بات ہے۔ **مسئلہ ۳** ۔کسی کے

لہ ویحرم بہ ای بالاکبر والاصغر مس مصحف ای مافیہ آیۃ کدرہم وجدار الا بغلاف متجاف ولا یکرہ النظر فی القرآن لجنب وحائض ونفساء ۱۲ در یحذف [ج ۱ ص ۲۶۹ و ۲۷۰] لہ وصاحب عذر من بہ سلس بول لا یمکنہ امساکہ او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضۃ او بعینہ رمد او عمش او غرب کذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرۃ ان استوعب عذرہ تمام وقت صلوۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتہا زمنا یتوضأ ویصلی فیہ خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بہ... وہذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرۃ وفی حق الزوال شرط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقۃ لانہ الانقطاع الکامل وحکمہ الوضوء لا غسل ثوبہ لکل فرض اللام للوقت کما فی لدلوک الشمس ثم یصلی بہ فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولی فاذا خرج الوقت بطل ۱۲ در [ج ۱ ص ۲۱۲] لہ وینقضہ ای وینقض وضوء المعذور عند ابی حنیفۃ ومحمد رح خروج وقت صلوۃ المفروض کطلوع الشمس فلو توضأ معذور لصلوۃ العید بعد طلوعہا لہ ان یصلی الظہر بہ عندہما لا دخولہ ای لا ینقض وضوء المعذور دخول الوقت کالزوال وقال ابو یوسف ینقضہ دخول الوقت وخروجہ وقال زفر رح دخولہ فقط ۱۲ شرح نقایہ [ص ۱۳ ج ۱]

ایسا[ف۱] زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا۔ اُس نے وضو کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔ **مسئلہ**[ف۲]۔ آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گذر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتی ہے تو اسکو معذور نہ کہیں گے اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگا دینگے البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گذر گیا کہ اسکو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا یہ معذور ہو گئی اب اسکا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے۔ پھر جب دوسرا وقت آوے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور باقی رہیگی۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گذر جاوے جسمیں خون بالکل نہ آوے تو اب معذور نہیں رہی۔ اب اسکا حکم یہ ہے کہ جتنے دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جاوے گا خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ **مسئلہ**[ف۳]۔ ظہر کا وقت کچھ ہو لیا تھا اب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت[ف۴] تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جاوے تو خیر۔ نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا کیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گذرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگا دیں گے۔ اور اگر عصر[ف۵] کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں۔ پھر سے پڑھے[ف۶] **مسئلہ**[ف۶]۔ ایسی معذور نے پیشاب پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا جب وضو کر چکی تب خون آیا تو اس خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاویگا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ**[ف۷]۔ اگر یہ خون وغیرہ کپڑے میں لگ جاوے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جاوے گا تو اُس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی۔ تو دھو ڈالنا واجب ہے۔ اگر ایک روپے سے بڑھ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

[ف۱] والمعذور انما تبقی طہارتہ فی الوقت بشرطین اذا توضأ لعذرہ ولم یطرأ علیہ حدث اٰخر اما اذا توضأ لحدث آخر وعذرہ منقطع ثم سال او توضأ لعذرہ ثم طرأ علیہ حدث آخر بان سال احد منخریہ او جرحیہ او قرحتیہ ولو من جدری ثم سال الآخر فلا تبقی طہارتہ ۱۲ در صفحہ ۲۱۶ ج ۱

[ف۲] وفی السراج الوہاج رجل سال جرحہ ولم یعلم انہ یستمر وقتا کاملا فانہ لایصلی فی اول الوقت بل ینتظر فان لم ینقطع توضأ قبل خروج الوقت قال ابن الہمام فان فعل فدخل وقت آخر وانقطع فیہ اعاد الاولی لعدم الاستیعاب ۱۲ شرح نقایہ صفحہ ۴۰ ج ۱ وشامی صفحہ ۱۳۴ ج ۱

[ف۳] اخیر وقت کا مقصد یہ ہے کہ صرف اتنا وقت باقی رہ جائے جسمیں وضو کی فرائض ادا کر کے چار رکعتیں فرض پڑھ سکتا ہو۔ ۱۲

[ف۴] عصر کے وقت وقتِ مکروہ سے قبل تک انتظار کرتا رہے اگر پھر بھی بند نہ ہو تو وضو کر کے نماز پڑھ لے لیکن اگر باقیماندہ وقت کے اندر ہی بہنا بند ہو گیا تو یہ شخص معذور نہ متصور ہوگا۔ اُسے چاہئے کہ وضو کے فرائض ادا کر کے فوراً نماز پڑھ لے لیکن اگر وقت کی تنگی اسکی بھی اجازت نہیں دیتی تو عصر کی نماز قضا کرنی ہوگی۔ ۱۲

[ف۵] لیکن پھر سے پڑھنے کا یہ حکم صرف فرض نمازوں کیلئے ہے کیونکہ سنن وواجبات کی قضا واجب نہیں ۱۲

[ف۶] یہ مسئلہ صفحہ ۵۲ پر گذر چکا ہے۔ ۱۲

[ف۷] وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم جاز لہ ان لایغسلہ ان کان لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منہا ای الصلوۃ وان لم یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز ترک غسلہ ہو المختار للفتویٰ ۱۲ در مختار صفحہ ۳۱۵ ج ۱

غسل کا بیان

مسئلہ ۱۔ غسل[۱] کرنیوالی کو چاہئیے کہ پہلے گٹے[۲] تک دونوں ہاتھ دھووے۔ پھر استنجے کی جگہ دھووے۔ ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئیے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو کرے۔ اور اگر کسی[۳] چوکی یا پتھر پر غسل کرتی ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولیوے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پیر بھر جاوینگے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دہووے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے ایسی طرح کہ سارے بدن پر پانی بہ جاوے۔ پھر اس جگہ سے ہٹکر پاک جگہ میں آوے اور پھر پیر دھووے اور اگر وضو کے وقت پیر دھولئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۲۔ پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیرلیوے تب پانی بہاوے تاکہ سب کہیں اچھی طرح پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔

مسئلہ ۳۔ غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سُنّت کے موافق ہے۔ اس میں سے بعضی چیزیں فرض ہیں کہ بے اُن کے غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا ہے اور بعضی چیزیں سُنّت ہیں اُن کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔ فرض فقط تین چیزیں ہیں۔ اُس طرح کلّی کرنا کہ سارے منھ میں پانی پہنچ جائے۔ ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

مسئلہ ۴۔ غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منھ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لیوے کہ اچھی طرح غسل نہ کرسکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اسکو کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے۔ اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔

مسئلہ ۵۔ اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پاوے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے۔ چاہے کھڑی ہو کر نہاوے یا بیٹھ کر۔ اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو۔ لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔ اور ناف سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے۔ اکثر عورتیں دوسری کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں۔ یہ بڑی بُری اور بے غیرتی کی بات ہے۔

---

۱ وسنتہ البداءۃ بغسل یدیہ وفرجہ وان لم یکن بہ خبث اتباعاً وبرثہ وخبث بدنہ ان کان علیہ ۔۔۔ لئلا یشیع ثم یتوضا ثم یفیض الماء علی کل بدنہ ثلاثا بادیا بمنکبہ الایمن ثم الایسر ثم براسہ ثم علی بقیۃ بدنہ مع دلکہ ۱۲ در صفحہ ۱۶۱ جلد ۱ ہدایہ صفحہ ۱۴ جلد ۱

۲ غسل کی نیت کے بارے میں بھی وہی حکم ہے جو وضو کی نیت کے بارے میں ۲۱ پر نشان ۱۶ کے بعد لکھا ہے ۱۲

۳ یوخر غسل الرجلین ان کان یقف حال الاغتسال فی مجمع فیہ الماء لاحتیاجہ لغسلہا من الغسالہ (مراقی صفحہ ۵۲) و المنیۃ ثم ینحی عن ذلک المکان فیغسل رجلیہ الا ان یکون علی لوح خشب او غیر ذلک ۱۲ صفحہ ۴۱

۴ وان یدلک کل اعضائہ فی المرۃ الاولی ۱۲ منیہ صفحہ ۴۱

۵ وفرض الغسل المضمضۃ والاستنشاق وغسل سائر البدن ہدایہ صفحہ ۱۲ جلد ۱

۶ وان لا یسرف الماء وان لا یقتر وان لا یستقبل القبلۃ وقت الغسل وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد وان لا یتکلم بکلام ویستحب ان یمسح بدنہ بمندیل بعد الغسل وان یغسل رجلیہ بعد ۔۔۔ منیہ صفحہ ۴۳ و ۱۵

۷ ویجب ان یغتسل بمکان لا یراہ من لا یحل لہ النظر لعورتہ لاحتمال ظہورہا فی حال الغسل او لبس الثیاب لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ مراقی صفحہ ۵۱

۸ اذا لم یجد سترۃ من الرجال یغتسل ویختار ما ہو استر والمراۃ بین النساء کذلک ۱۲ مراقی صفحہ ۵۱ وفی الہدایۃ۔ نظر الجنس الی الجنس مباح فی الضرورۃ لا فی الاختیار صفحہ ۴۴۲ جلد ۲ ۱۲

مسئلہ ۶ ؎۱ جب سارے بدن پر پانی پڑ جاوے اور کلی کرلے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہوجاویگا۔ چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو۔ تو اگر پانی برستے میں ٹھنڈی ہونے کی غرض سے کھڑی ہوگئی۔ یا حوض وغیرہ میں گر پڑی اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کرلی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہوگیا۔ اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھ کر پانی پر دم کرنا بھی ضروری نہیں۔ چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہوجاتا ہے۔ بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اس وقت کچھ نہ پڑھے **مسئلہ ۷** ؎۲ اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جاویگی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گئی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا **مسئلہ ۸** ؎۳ اگر غسل کے بعد یاد آوے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھولیوے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لیکر اس جگہ بہانا چاہئے۔ اور اگر کلی کرنا بھول گئی ہو تو اب کلی کرلے۔ اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے غرضکہ جو چیز رہ گئی ہو اب اسکو کرلے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **مسئلہ ۹** ؎۴ اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر چھوڑ کر سارا بدن دھولیوے تب بھی غسل درست ہوگیا لیکن جب اچھی ہوجائے تو اب سر دھوڈالے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نوٹ: مسئلہ ۱۰ صـ۲ پر درج کیا گیا۔

مسئلہ ۱۱ ؎۵ اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی سوکھا رہ گیا۔ یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ؎۶ ہے۔ البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے۔ اور اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگودے۔ **مسئلہ ۱۲** ؎۷ نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلوں کو خوب ہلالیوے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جاوے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد (یعنی ارادہ) کرکے سوراخوں میں پانی ڈال لے۔ ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔ البتہ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جاوے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے **مسئلہ ۱۳** ؎۸ اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز

؎۱ اما النیۃ فلیست بشرط فی الوضوء والاغتسال حتی ان الجنب اذا انغمس فی الماء الجاری او فی الحوض الکبیر للتبرد او قام فی المطر الشدید وتمضمض واستنشق یخرج من الجنابۃ ۱۲ منیہ صـ۱۵

؎۲ لقولہ علیہ السلام من ترک شعرۃ من جسدہ لم یغسلہا فعل کذا وکذا من النار ۱۲ اخرجہ ابوداؤد وابن ماجہ والدارمی تخریجہ

؎۳ ولو ترکہا ای المضمضۃ او الاستنشاق او لمعۃ ای موضع کان من البدن ناسیا فصلی ثم تذکر تمضمض ویعید ما صلی ۱۲ منیہ

؎۴ ولو ضرہا غسل راسہا ترکتہ وقیل تمسحہ ۱۲ در صـ۱۴۲ ج۱

؎۵ والمرأۃ فی الاغتسال کالرجل ولکن الشعر المسترسل من ذوائبہا غسلہ موضوع فی الغسل اذا بلغ الماء اصول شعرہا بخلاف الرجل ۱۲ منیہ صـ۱۲

؎۶ فانہ دای ذی الضفیرۃ یجب علیہا نقضہا فی الصحیح اذا کانت الضفیرۃ منقوضۃ ... ایصال الماء الی اثناء الشعر فی اللحیۃ لعدم الحرج ... ۱۲ شرح

؎۷ ولو کان فی الاذن ... فان کان فیہ قرط وظن ان الماء لا یصل الا بتحریکہ حرک وان لم یکن فیہ قرط فان کان لا یصل الماء الیہ الا بالتکلف ارتکبہ وان کان بحال ان الماء علیہ دخل وان لم یمر لم یدخل امر الماء ۱۲ شرح نقایہ صـ۱۲ ج۱

؎۸ امرأۃ اغتسلت وقد کان بقی فی اظفارہا عجین قد جف لم یجز غسلہا ۱۲ منیہ صـ۱۳

پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے **مسئلہ۱۴** ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔ **مسئلہ۱۵** کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہئے پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ۱۶** اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا۔ کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے۔ کلی کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر ایسی طرح پانی پیوے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے۔ کلی کر لینا چاہئے۔ **مسئلہ۱۷** اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھیرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہو گیا **مسئلہ۱۸** اگر دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا دھرا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اسکی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ۱۹** ماتھے پر افشاں چنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچیگا اوپر ہی اوپر سے بہ جاوے گا تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ۲۰** اگر مسی کی دھڑی جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ۲۱** کسی کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ اسلئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑا دے گی تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ بے اسکے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔ (**نوٹ**) جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اُن کا بیان صـ۴۳ پر درج کیا گیا۔

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے درست نہیں

مسئلہ۱ آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی نالے چشمے اور کنویں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری ہو۔ **مسئلہ۲** کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اُس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے **مسئلہ۳** جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب لوگ اُس کو پانی نہ کہیں

ف اذا کان برجلہ شقاق فجعل فیہ الشحم الخ و ان کان لا یضرہ ایصال الماء الی ماتحتہ لا یجوز غسلہ و وضوءہ وان کان یضرہ یجوز ۱۲ غنیہ صـ۴۳
۵۲ ویجب ای یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج کاذن و سرۃ و شارب و حاجب و اثناء لحیۃ ۱۲ در مختار صـ۱۴۲ ج۱
۵۳ ولو نسی المضمضۃ ثم شرب ماء و اتی علی جمیع فمہ اجزاء والا فلا ۱۲
۵۴ دھن رجلیہ ثم توضأ وامر الماء علی رجلیہ ولم یقبل الماء للدسومۃ جاز لوجود غسل الرجلین ۱۲ شامی صـ۱۴۳ ج۱
۵۵ رجل اغتسل و بقی بین اسنانہ طعام قال بعضہم ان کان اعلی قدر الحمصۃ لا یجوز ۱۲ منیہ صـ۳۳
۵۶ اذا کان علی ظاہر البدن جلد سمک او خبز ممضوغ قد جف فاغتسل او توضأ ولم یصل الماء الی ماتحتہ لم یجز ۱۲ منیہ صـ۱۳
۵۷ اس سے قبل کے مسئلہ میں اس کا حکم بھی آگیا ۱۲
۵۸ رجل رمدت عینہ فرمصت فاجتمع رمصہا فی الماق یجب ان یتکلف فی ایصال الماء ان لم یضرہ کما یجب ان یتکلف فی ایصال الماء الی الماق ۱۲ منیہ صـ۵۷
۵۹ یرفع الحدث مطلقاً بماء مطلق ہو ما یتبادر عند الاطلاق کماء سماء و اودیۃ و عیون و آبار و بحار و ثلج مذاب ۱۲ در مختار صـ۱۲۶ ج۱
۶۰ وکذا بخو بحار فالملح طاہر جاز مطلقاً ۱۲ در مختار صـ۱۲۷ ج۱ ای سواء کان المخالط من جنس الارض کالتراب ولیقصد

بمخالطہ التنظیف کالاشنان والصابون او یکون شئی آخر کالزعفران ۱۲ شامی صـ۱۲۶ ج۱ ۔ وفی البحران الزعفران اذا وقع فی الماء ان امکن الصبغ فیہ فلیس بماء مطلق من غیر نظر الی الثخونۃ ۱۲ ج۱ صـ۱۲۷ ۶۱ ۔۔۔ الحکمیۃ بالماء المقید کما الاشجار والثمار و یجوز ازالۃ النجاسۃ الحقیقیۃ من الثوب والبدن بالماء المقید ۱۲ منیہ صـ۷۵ و در مختار صـ۱۲۷ ج۱ ۶۲ چھالیا کا ریزہ ۱۲

اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ جیسے شربت شیرہ اور شوربا اور سرکہ اور گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے

مسئلہ [۱] جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بو میں کچھ فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی۔ نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا۔ جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے۔ یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا یا صابون پڑ گیا۔ یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ [۲] اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے وضو درست ہے جیسے مردہ نہلانے کے لئے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈالدیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

مسئلہ [۳] کپڑا رنگنے کے لئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس سے وضو درست نہیں۔

مسئلہ [۴] اگر پانی میں دودھ مل گیا۔ تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آ گیا ہے تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ [۵] جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اسکی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضو کرے۔ فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو۔ اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمم کرے گی تو تیمم نہ ہو گا۔

مسئلہ [۶] کسی کنوئیں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے۔ جبتک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

مسئلہ [۷] جس پانی میں نجاست پڑ جاوے اس سے وضو غسل کچھ درست نہیں چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جبتک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے۔ اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائیگا اس سے وضو درست نہیں۔ اور جو پانی گھاس تنکے پتے وغیرہ کو بہا لے جائے وہ بہتا پانی ہے۔ چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔

مسئلہ [۸] بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ

ؔ ویجوز الطہارۃ بماء خالطہ شئی طاہر فغیر احد اوصافہ کماء المد والماء الذی اختلط بہ الزعفران او الصابون او الاشنان وان تغیر بالطبخ بعد ما خلط بہ غیرہ لایجوز التوضی بہ ۱۲ ہدایہ ص۱۸ ج۱ ؔ ولو طبخ فیہ الحمص او الباقلاء وریح الباقلاء یوجد فیہ لایجوز بہ التوضی کذا فی فتاوی قاضیخان وان طبخ فی الماء ما یقصد بہ المبالغۃ فی النظافۃ کالاشنان والصابون جاز الوضوء بہ بالاجماع الا اذا صار ثخینا ۱۲ عالمگیری ص۱۳ ج۱ ؔ التوضی بماء الزعفران والزردج وص

ؔ العصفر یجوز ان کان رقیقا والماء غالب وان غلبت الحمرۃ وصار متماسکا لایجوز بہ التوضی ۱۲ عالمگیری ص۱۳ ج۱ ؔ ان کان الذی یخالطہ مما یخالف لونہ لون الماء کاللبن وماء العصفر والزعفران ونحو ذلک تعتبر الغلبۃ فی اللون ۱۲ عالمگیری ص۱۳ ج۱ ؔ لو وجد ماء قلیلا ولم یتیقن بوقوع النجاسۃ یتوضأ بہ ویغتسل ولا یتیمم ۱۲ منیہ ص۲۷ ؔ وکذا یجوز بما خالطہ طاہر جامد کاشنان وزعفران وفاکہۃ وورق شجر ۱۲ در ص۱۷۲ ج۱ قال فی النہایۃ المنقول من الاساتذۃ ان اوراق الاشجار وقت الخریف تقع فی الحیاض فیتغیر ماؤہا من حیث اللون والطعم والرائحۃ ثم یتوضؤن منہا من غیر نکیر ۱۲ بحر ص۶۹ ج۱ ؔ وکل ماء وقعت النجاسۃ فیہ لم یجز الوضوء بہ قلیلا کانت النجاسۃ او کثیرا والماء الجاری اذا وقعت فیہ نجاسۃ جاز الوضوء بہ اذا لم یر لہا اثر والجاری ما لا یتکرر استعمالہ وقیل ما یذہب بتبنۃ ۱۲ ہدایہ ص۲۰ ج۱ ؔ اما الحوض اذا کان عشرا فی عشر فہو کبیر لا یتنجس بوقوع النجاسۃ اذا لم یر لہا اثر اذا کانت النجاسۃ غیر مرئیۃ ولیس للرجل ان یتوضأ منہا او یغتسل فی الحوض الکبیر بناحیۃ الجیفۃ والاصل فیہ انہا اذا کانت مرئیۃ لایجوز ان یتوضأ الا لبعید عنہا واذا لم تکن مرئیۃ جاز مطلقا ۱۲ منیہ ص۲۹

چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھا دیں تو زمین نہ کھلے۔ یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے۔ ایسے حوض کو دَہ در دَہ کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جاوے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب۔ خون۔ شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کرے۔ اور اگر ایسی نجاست پڑ جاوے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مُردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے۔ اسکے سوا اور جس طرف چاہے کرے۔ البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جاوے کہ رنگ یا مزہ بدل جاوے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائیگا۔ **مسئلہ ۱۲**[ل] اگر بیس۲۰ ہاتھ لمبا اور پانچ۵ ہاتھ چوڑا یا پچیس۲۵ ہاتھ لمبا اور چار۴ ہاتھ چوڑا ہو۔ وہ حوض بھی دَہ در دَہ کے مثل ہے۔ **مسئلہ ۱۳**[ل] چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالا چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہو تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے ملکر آتا ہو تو وہ پانی نجس ہے۔ **مسئلہ ۱۴**[ل] اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ نہ آجاوے۔ **مسئلہ ۱۵**[ل] دَہ در دَہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے۔ اگر وہیں سے پھر پانی اُٹھالیوے تو بھی جائز ہے۔ **مسئلہ ۱۶**[ل] اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالدے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جاوے کہ اُس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جاوے گا۔ لیکن چونکہ چھوٹے بچوں کا کچھ اعتبار نہیں اسلئے جب تک کوئی اور پانی ملے اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۱۷**[ل] جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جاوے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسے مچھر۔ مکھی۔ بھڑ۔ تتیا۔ بچھو۔ شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔ **مسئلہ ۱۸**[ل] جس کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو۔ اُس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے۔ جیسے مچھلی۔ مینڈک۔ کچھوا کیکڑا وغیرہ۔ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ۔ شیرہ۔ دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے۔ یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے نہ اس کے مرنے سے۔ لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے

ل ولو کان الماء لہ طول ولیس لہ عرض وعمق یلا طول فالاصح انہ ان کان بحال لو ضم طولہ الی عرضہ یصیر عشرا فی عشر یجوز الوضوء فیہ ولا یتنجس بوقوع النجاسۃ فیہ ۱۲ شرح نقایہ ص۱۶ ج۱ ل ماء المطر اذا جری فی میزاب السطح وکان علی السطح عذرات فالماء طاہر اما اذا کانت العذرۃ عند المیزاب او کان الماء کلہ او نصفہ او اکثرہ یلاقی العذرۃ فہو نجس والا فہو طاہر وان سال المطر من السقف او من ص

ل صر الثقب ان کان علی جمیع السطح او علی اکثرہ نجاسۃ فہو نجس ۱۲ منیہ ص۲۸ ل وان کان الماء یجری ضعیفاً ینبغی ان یتوضأ علی الوقار حتی یمر عنہ الماء المستعمل ۱۲ منیہ ص۲۸ ل اذا غسل وجہہ فی حوض کبیر فسقط من غسالتہ فی الماء فرفع من موضع الوقوع قبل التحریک قالوا علی قول ابی یوسف لا یجوز لان عندہ التحریک شرط ومشائخ بخاری قالوا یجوز لعموم البلوی ۱۲ منیہ ص۲۹ ل ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسۃ حقیقیۃ ولو ادخل الصبی یدہ فی الاناء لا یتوضأ بہ استحسانا ولو توضأ جاز ۱۲ منیہ ص۳۲ ل ولا یموت ما لیس لہ دم سائل کالبق والذباب والعقرب والخنافس وعلامۃ ان دمہ اذا القی فی الشمس لم یسود بل یبیض ۱۲ شرح نقایہ ص۱۸ ج۱ ل ویجوز رفع الحدث بما ذکر ان مات فیہ ای الماء ولو قلیلا غیر دموی کزنبور وعقرب وبق ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیرہ کسمک وسرطان وضفدع الا بریا لہ دم سائل و

ہو مالا سترۃ لہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح کحیۃ بریۃ ان لہا دم والا لا وکذا الحکم لو مات ما ذکر خارجہ والقی فیہ فی الاصح فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لا شربہ لحرمۃ لحمہ ۱۲ در مختار ص۱۷۰

پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جاوے گی۔ **فائدہ** دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ **مسئلہ ۱۹** جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو۔ اس کے مرجانے سے پانی خراب ونجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح الگ مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔ **مسئلہ ۲۰** مینڈک۔ کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جاوے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں ملجاوے تو بھی پانی پاک ہے۔ لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں **مسئلہ ۲۱** دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانے کا ڈر ہے اسلئے اس سے وضو غسل نہ کرنا چاہئے **مسئلہ ۲۲** مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جاوے۔ اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے۔ اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے **مسئلہ ۲۳** کتا۔ بندر۔ بلی۔ شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا درست نہیں **مسئلہ ۲۴** مردار کے بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں۔ اگر پانی میں پڑ جاویں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جاوے گا **مسئلہ ۲۵** آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں۔ بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہئے۔

کنویں کا بیان

مسئلہ جب کنویں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت۔ سارا پانی نکالنا چاہئے جب سارا پانی نکل جاویگا

ے وینجس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط و اوز ۱۲ در ص۱۷۱ ج ۱ ے یہ مسئلہ حصہ کے حاشیہ میں آچکا ہے۔ ے قد مناتی مندوبات الوضوء ان لایکون بماء مشمس وبہ صرح فی الحلیۃ مستدلا بما صح عن عمر من النہی عنہ ولذا صرح فی الفتح بکراہتہ ۱۲ شامی ص۱۶۶ ج ۱ ے وکل اہاب دبغ فقد طہر وجازت الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والآدمی وان کالتشمیس او تقریبا ۔

نصف الدلو یطہر الکل ۱۲ در ص۱۹۶ ج ۱ وہدایہ۔ ۵۹ یطہر الکل ای من الدلو والرشا، والبکرۃ وید المستقی ۱۲ شامی ص۱۹۶ ج ۱۔

۵۳ ۱۲ ہدایہ ص۲۴ ج ۱ ودر ص۱۷۶-۱۷۷ ج ۱

۵۵ ثم ما یطہرہ جلدہ بالدباغ یطہر بالزکاۃ لانہ یعمل عمل الدباغ فی ازالۃ الرطوبات النجسۃ وکذلک یطہر لحمہ وہو الصحیح وان لم یکن ماکولا (ہدایہ ص۴۳ ج ۱) وفی الحاشیہ ۵۵ قال کثیر من المشایخ انہ یطہر جلدہ لا لحمہ وہو الاصح کما اختارہ الشارحون کصاحب العنایہ والنہایہ وغیرہا لان سورہ نجس ونجاسۃ السور لنجاسۃ اللحم۔ وفی در لا یطہر لحمہ علی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ہذا اصح ما یفتی بہ ص۱۰۹ ج ۱ ۱۲

۵۶ وشعر المیتۃ غیر الخنزیر وعظمہا وعصبہا وحافرہا وقرنہا الخالیۃ عن الدسومۃ وکذا کل ما لا تحلہ الحیاۃ کالریش والمنقار والظلف۔ طاہر ۱۲ در وشامی ص۱۵۰ ج ۱

۵۷ وشعر الانسان غیر المنتوف وعظمہ وسنہ طاہر (در ص۱۹۱ ج ۱) وفی الدر ایضا لا یجوز الانتفاع بہ ۱۲ در ص۱۸۱

۵۸ اذا وقعت نجاسۃ فی بئر دون القدر الکثیر نزح کل مائہا بعد اخراجہ فینزح الماء الی حد لا یملأ

تو پاک ہو جاوے گا۔ کنویں کے اندر کے کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب
آپ ہی آپ پاک ہو جاویں گے۔ اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنویں کے پاک ہونے[a]
سے آپ ہی آپ پاک ہو جاویگا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔ **فائدہ** سب[1] پانی
نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ[2] جاوے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔ **مسئلہ ۲**
کنویں[3] میں کبوتر یا گوریا یعنی چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا۔ اور مرغی اور بطخ کی بیٹ سے
نجس ہو جاتا ہے۔ اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۳**[4] کتا۔ بلی گائے۔ بکری پیشاب
کردے یا کوئی اور نجاست گرے تو سب پانی نکالا جاوے۔ **مسئلہ ۴**[5] اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے
برابر کوئی اور جانور گر کے مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے اور اگر باہر مرے پھر کنویں میں گرے
تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جاوے۔ **مسئلہ ۵**[6] اگر کوئی جاندار چیز کنویں میں مر جاوے
اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے تب بھی سب پانی نکالا جاوے۔ چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا۔
تو اگر چوہا یا گوریا مر کر پھول جاوے یا پھٹ جاوے تو سب پانی نکالنا چاہئے۔ **مسئلہ ۶**[7] اگر
چوہا گوریا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے
اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے۔ لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔
اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا
پڑے گا۔ **مسئلہ ۷**[8] بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جاوے
اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ڈول نکالنا چاہئے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور جس میں[9] بہتا ہوا
خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۸**[10] اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا
اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جاوے اور پھولے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ
ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۹**[11] جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے
نکالنا چاہئے۔ اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب
لگا لینا چاہئے۔ اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں اور اگر چار ڈول سماتا ہو تو چار
ڈول سمجھنا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جے ڈول پانی آتا ہو گا اسی کے حساب سے کھینچا جاویگا۔ **مسئلہ ۱۰**[12]
اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا۔ جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے

---

۱ سب پانی نکالنے کا مطلب گذشتہ صفحہ کے ۵ پر درج کر دیا گیا ہے ۱۲ ۲ یعنی پانی ختم ہو جائے ۱۲ ۳ ولا نزح بخرء حمام وعصفور (در ص ۱۹۶ ج ۱) وان وقع خرء الدجاجۃ افسدہ وکذا خرء البط ۱۲ منیہ ص ۵۱ ۴ وان یشرب فیہا شاۃ او بقرۃ تنجس الا عند محمد ۱۲ منیہ ص ۵۲ ۵ وان ماتت فیہا شاۃ او آدمی او کلب نزح جمیع ما فیہا من الماء ۱۲ ہدایہ ص ۲۶ وفی الدر اذا وقعت نجاسۃ فی بئر دون القدر الکثیر او مات فیہا او خارجہا والقی فیہا ینزح کل مائہا ۱۲ ملخصاً ص ۱۹۵ ۔

۶ فان انتفخ الحیوان فیہا او تفسخ نزح جمیع ما فیہا صغر الحیوان او کبر ۱۲ ہدایہ ص ۲۶ ۷ وان ماتت فیہا فارۃ او عصفورۃ او سودانیۃ او صعوۃ او سام ابرص نزح منہا عشرون دلواً الی ثلثین بحسب کبر الدلو وصغرہا یعنی بعد اخراج الفارۃ ۱۲ ہدایہ ص ۲۶ ج ۱ و در ص ۱۹۹ ج ۱ ۸ اسکا حکم حاشیہ ۵ میں گذرا ۹ وموت ما لیس لہ دم سائل لا ینجس الماء ولا غیرہ ۱۲ منیہ ص ۵۳ ۱۰ وان کان حمامۃ وہرۃ نزح اربعون من الدلاء وجوباً الی ستین ندباً (در ص ۱۹۹ ج ۱) وفی الہدایہ فان ماتت فیہا حمامۃ او نحوہا کالدجاجۃ والسنور ۱۲ ص ۲۶ ۱۱ ثم المعتبر فی کل بیر دلوہا الذی یستقی بہ منہا وقیل دلو یسع فیہا صاع ولو نزح منہا بدلو عظیم مرۃ مقدار عشرین دلواً جاز لحصول المقصود ۱۲ ہدایہ ص ۲۷ ۱۲ وان کانت البئر معینۃ بحیث لا یمکن نزحہا اخرجوا مقدار ما کان فیہا من الماء وطریق معرفتہ ان تحفر حفرۃ مثل موضع الماء من البیر ویصب فیہا ما ینزح منہا الی ان تمتلی او ترسل فیہا قصبۃ وتجعل لمبلغ الماء علامۃ ثم ینزح منہا مثلاً عشر دلاء ثم تعاد القصبۃ فتنظر کم انتقص فینزح لکل قدر منہا عشر دلاء وہذان عن ابی یوسف وعن محمد نزح مائتا دلو الی ثلث مائۃ وقیل یوخذ بقول رجلین لہما بصارۃ فی امر الماء وہذا اشبہ بالفقہ ۱۲ ہدایہ ص ۲۷ بحذف ۔ منیہ ص ۵۳ ۔

اس میں سے اور نکلتا آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اسوقت موجود ہے اندازہ کر کے اسقدر نکال ڈالیں
فائدہ۔ پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم
لگاتار سو ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا۔ اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب
لگالو۔ کہ سو ڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا تو پانچ ہاتھ پانی پانسو ڈول میں نکل جاویگا۔ دوسرے
یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو۔ اور اس کا اندازہ آتا ہو۔ ایسے دو دیندار مسلمانوں سے اندازہ
کرالو۔ جتنا وہ کہیں نکلوادو۔ اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوادیں۔
مسئلہ ۱۱ ؎ کنوئیں میں مرا ہوا چوہا یا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور
وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے۔ تو جن لوگوں نے اس کنوئیں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی
نمازیں دہرادیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر انکو دھونا چاہئے۔ اور اگر پھول گیا
ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہئے۔ البتہ جن لوگوں نے اس پانی
سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہرادیں۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے اور بعضے عالموں نے یہ کہا ہے
کہ جس وقت کنوئیں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے۔ اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے۔ اس سے
پہلے کی نماز وضو سب درست ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ ۱۲ ؎
جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنوئیں میں اترا۔ اور اس کے بدن اور
کپڑے پر آلودگی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر کافر اترے اور اس کے
کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے۔ البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہوجائیگا
اور سب پانی نکالنا پڑے گا۔ اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے تب بھی
کنواں پاک سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر دل کی تسلی کے لئے بیس یا تیس ڈول نکلوادیں تب بھی کچھ
حرج نہیں ہے۔ مسئلہ ۱۳ ؎ کنوئیں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ
نکالا جائے مسئلہ ۱۴ ؎ چوہے کو بلی نے پکڑا۔ اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہوگیا پھر اس سے
چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنوئیں میں گر پڑا۔ تو سارا پانی نکالا جاوے۔ مسئلہ ۱۵ ؎ چوہا
نابدان میں سے نکل کر بھاگا۔ اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنوئیں میں گر پڑا تو سب
پانی نکالا جاوے چاہے چوہا کنوئیں میں مرجاوے یا زندہ نکلے مسئلہ ۱۶ ؎ چوہے کی دم کٹکر
گر پڑی۔ تو سارا پانی نکالا جاوے۔ اسی ؎ طرح وہ چھپکلی جسمیں بہتا ہوا خون ہوتا ہو۔ اسکی دم گرنے کا

؎ وان وجدوا فی البیر فارۃ او غیرہا ولا یدری متی وقعت ولم ینتفخ اعادوا صلوٰۃ یوم ولیلۃ اذا کانوا توضؤا منہا وغسلوا کل شئی اصابہ ماؤہا وان کانت انتفخت

او تفسخت اعادوا صلوٰۃ ثلٰثۃ ایام ولیالیہا وہٰذا عند ابی حنیفۃ وقالا لیس علیہم اعادۃ شئی حتی یتحققوا انہا متی وقعت لان الیقین لا یزول بالشک ۱۲ ہدایہ و در مختار ج ۱ ص ۲۰۲

؎ جنب انغمس فی البئر للدلو او للتبرد ولا نجاسۃ علی بدنہ فعند ابی حنیفۃ الرجل والماء نجسان وعند ابی یوسف الرجل جنب علی حالہ والماء طاہر علی حالہ وعند محمد الرجل طاہر والماء طاہر طہور درمختار ج ۱ ص ۱۹۰ ومنیہ ص ۵۲ وفی الشامی نقل فی الذخیرۃ عن کتاب الصلوٰۃ للحسن ان الکافر اذا وقع فی البئر وہو حی نزح الماء وفی البدائع انہ روایۃ عن الامام لانہ لا یخلو من نجاسۃ حقیقیۃ او حکمیۃ حتی لو اغتسل فوقع فیہا من ساعتہ لا ینزح منہا شئی اقول لعل نزحہا للاحتیاط ۱۲ شامی ج ۱ ص ۱۹۵

؎ لو اخرج (ای الحیوان) حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزح شئی الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسورہ ۱۲ در ص ۱۹۶ ومنیہ ص ۵۰

؎ فی التاتارخانیۃ وعشرون فی الفارۃ والعین فی سنورہ وجاجۃ مخلاۃ وادمی محدث ثم ہذا ان لم تکن الفارۃ ہاربۃ من ہر ولا الہر ہاربا من کلب ولا الشاۃ من سبع فان کان نزح کلہ مطلقا ۱۲ ج ۱ ص ۱۹۷

؎ اسکا حکم حاشیہ ؎ میں آگیا ہے ۱۲

؎ اذا وقعت نجاسۃ لیست بحیوان ولو مخففۃ او ذنب فارۃ لم یشمع فی بئر ینزح کل مائہا مخففا ۱۲ ص ۱۹۵–۱۹۶ ج ۱

؎ وکذا (ای نجس) الوزغۃ اذا کانت کبیرۃ لہا دم سائل ۱۲ منیۃ ص ۶۳

بھی سب پانی نکالا جاوے **مسئلہ**[۱۷] جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ چیز کیسی ہے۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے ناپاک کپڑا ناپاک گیند ناپاک جوتہ تب تو اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مُردہ جانور چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا اسوقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ یقین ہو جاوے اُس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جاوے گا۔ **مسئلہ**[۱۸] جتنا پانی کنوئیں میں سے نکالنا ضرور ہو چکا ہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ[۱۹] آدمی کا جھوٹا پاک ہے۔ چاہے بددین ہو یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہر حال میں پاک ہے۔ اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔ البتہ اگر اس کے ہاتھ یا منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جاویگا۔ **مسئلہ**[۲] کُتّے کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں منہ ڈالدے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا۔ دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھووے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جاوے۔ **مسئلہ**[۵] سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر۔ بھیڑیا۔ بندر۔ گیدڑ وغیرہ جتنے پھاڑ چیر کر کے کھانیوالے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔ **مسئلہ**[۶] بلّی کا جھوٹا تو پاک ہے لیکن مکروہ ہے تو اور پانی ہوتے وقت اس سے وضو نہ کرے۔ البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کر لے۔ **مسئلہ**[۵] دودھ سالن وغیرہ میں بلّی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھاوے۔ اور اگر غریب آدمی ہو تو کھالیوے۔ اسمیں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے **مسئلہ**[۶] بلّی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جاویگا۔ اور جو تھوڑی دیر ٹھیر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہو گا بلکہ مکروہ ہی رہیگا۔ **مسئلہ**[۹] کھلی ہوئی مرغی جو ادھر اُدھر گندی پلید

[۱] قال فی السراج الوہاج ولو وقعت فی البئر خشبۃ نجسۃ او قطعۃ من .... ص

ثوب نجس وتعذر اخراجہا و تغیبت فیہا طہرت الخشبۃ و القطعۃ من الثوب تبعاً لطہارۃ البئر (بحر ص۱۱۱) وفی الشامی لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجہا فمادام فیہا فنجسۃ فتترک مدت یعلم انہ استحال وصار حماۃ وقیل مدۃ ستۃ اشہر ۱۲ ص۱۱۶

[۲] ولو نزح بعضہ ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح ۱۲ در ص۱۹۶

[۳] سور الآدمی وما یوکل لحمہ طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاہر ویدخل فی ہذا الجواب الجنب و الحائض والکافر وعرق کل شیء معتبر بسورہ (ہدایہ ص۲۸ ج۱) وفی الحاشیہ ص سور الآدمی مطلقاً الا حال شرب الخمر فان سورہ فی تلک الحالۃ نجس قبل بلع ریقہ فان بلع ریقہ ثلث مراۃ طہر فمہ عند الامام۔ وسور شارب خمر فور شربہا نجس ولو شاربہ طویلا لا یستوعبہ اللسان فنجس ولو بعدہ مان ۱۲ در ص۲۰۶ ج۱

[۴] وسور الکلب نجس ویغسل الاناء من ولوغہ ثلث ۱۲ ہدایہ ص۲۸ ج۱

[۵] سور الخنزیر وسور سباع البہائم نجس ۱۲ ہدایہ ص۲۸ ج۱

[۶] سور الہرۃ طاہر مکروہ ۱۲ ہدایہ ص۲۸ ج۱

[۷] سور ہرۃ ودجاجۃ مخلاۃ و سباع طیر وسواکن بیوت طاہر مکروہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلاً کاکلہ لفقیر ۱۲ در ص۲۰۶ ج۱ وہدایہ ص۲۸ ج۱

[۸] ولو اکلت الفارۃ ثم شربت علی فورہ الماء تنجس الا اذا مکث ساعۃ ۱۲ ہدایہ ص۲۸-۲۹ ج۱ ودر ص۲۰۶ ج۱

[۹] وسور الدجاجۃ المخلاۃ مکروہ لانہا تخالط النجاسۃ ولو کانت محبوسۃ بحیث لا یصل منقارہا الی ما تحت قدمیہا لا یکرہ لوقوع الامن عن المخالطۃ ۱۲ ہدایہ ص۳ ج۱

چیزیں کھاتی پھرتی ہے۔ اُس کا جھوٹا مکروہ ہے۔ اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ **مسئلہ ۸** ؎ شکار کرنیوالے پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ انکا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔ لیکن جو پالو ہو اور مردار نہ کھانے پاوے۔ نہ اسکی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہوئے کا شبہ ہو اسکا جھوٹا پاک ہے۔ **مسئلہ ۹** ؎ حلال جانور جیسے مینڈھا۔ بکری۔ بھیڑ۔ گائے۔ بھینس۔ ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیا جیسے مینا۔ طوطا۔ فاختہ۔ گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح گھوڑی کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ **مسئلہ ۱۰** ؎ جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۱** ؎ اگر چوہا روٹی کتر کر کھاوے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھاوے۔ **مسئلہ ۱۲** ؎ گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے۔ سو اگر کہیں فقط گدھے۔ خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور چاہے پہلے وضو کرے چاہے پہلے تیمم کرے دونوں اختیار ہیں۔ **مسئلہ ۱۳** ؎ جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے اُن کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے اُن کا پسینہ بھی مکروہ ہے اور گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے۔ کپڑے اور بدن پر لگ جاوے تو دھونا واجب نہیں لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۱۴** ؎ کسی نے بلی پالی وہ پاس آکر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھو ڈالنا چاہئے۔ اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔ **مسئلہ ۱۵** ؎ غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کیلئے مکروہ ہے جبکہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمم کا بیان

مسئلہ ۱ ؎ اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمم کرلیوے۔ اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے۔ یا آدمی

؎ اس کیلئے صـ ۶۲ کا حاشیہ ؎ دیکھو ۱۲ ؎ فسور آدمی مطلقا وماکول لحم طاہر بلاکراہۃ وسور دجاجۃ مخلاۃ وابل دبقر جلالۃ مکروہ ۱۲ ملخصاً در صـ ۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷ ج ۱ ؎ وسور سواکن البیوت ای ممالہ دم سائل کالفارۃ والحیۃ والوزغۃ مکروہ تنزیہا ان وجد غیرہ والالم یکرہ اصلاکاکلہ لفقیر ای اکل سورہا۔ ای موضع فمہا وماسقط منہ من الخبز ونحوہ من الجامدات لانہ لایخلو من لعابہا ولیس المراد اکل مابقی ای حماتم یخالطہ لعابہا بخلاف لمانخ صـ

صـ ۳ کما اوضحہ فی الحلیۃ وافاد الشارح کراہۃ لغنی لانہ یجد غیرہ ۱۲ در وشامی صـ ۲۰۶-۲۰۷ ج ۱ ؎ دیکھو اسی صفحہ حاشیہ ۳ ؎ ۱۲ ؎ وسور حمار وبغل مشکوک فی طہوریۃ لافی طہارتہ فیتوضأ ویتیمم ان فقد ماء وصح تقدیم ایہما شاء ۱۲ در صـ ۲۰۸-۲۰۹ ج ۱ ؎ وحکم عرق کسور ۱۲ در صـ ۱۰ ج ۱ ؎ والصلوۃ اذا لحست عضواً قبل غسلہ کما اطلقہ شمس الائمۃ وغیرہ بل تقیید بثبوت ذلک التوہم فاما لوکان زائلا بما قلنا فلا ۱۲ ؎ ویکرہ سورہا للرجل کعکسہ للاستلذاذ ای فی الشرب لافی الطہارۃ قال الرملی ویجب تقییدہ بغیر الزوجۃ والمحارم ۱۲ در وشامی صـ ۲۰۵ ج ۱ ؎ وکذا یکرہ سورہا للرجل کما مر فی ؎ ؎ واما شرط فالنیۃ لایجوز بدونہا وکذا الطلب للماء اذا غلب علی ظنہ ان ہناک ماء او کان فی العمرانات او اخبر بہ وجب الطلب بالاجماع وانما الخلاف فیما اذا لم یغلب علی ظنہ او لم یخبر بہ او کان فی الفلوات عندنا لایجب خلافا للشافعی ولو اخبرہ انسان بعدم الماء جاز بلا خلاف (منیۃ صـ ۱۷-۱۸) و یجب طلبہ لو برسولہ قدر غلوۃ ثلثمائۃ ذراع من کل جانب وفی البدائع الاصح طلبہ قدر مالا یضرہ بنفسہ ورفقتہ بالانتظار بحذف ۱۲ در صـ ۲۲۷-۲۲۸ ج ۱

تو نہیں ملا۔ لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے۔ بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست[1] نہیں ہے۔ اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔ **فائدہ** میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اس کا آٹھواں حصہ[2] یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔ **مسئلہ ٢**[3] اگر پانی کا پتہ چل گیا۔ لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ ٣**[4] اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو۔ اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمم کر لینا درست ہے۔ چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کے لئے نکلی ہو۔ **مسئلہ ٤**[5] اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اسلئے کنویں سے پانی نکال نہیں سکتی۔ نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمم درست ہے۔ **مسئلہ ٥**[6] اگر کہیں پانی مل گیا۔ لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھو دے اور سر کا مسح کر لیوے اور کلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کرلے۔ **مسئلہ ٦**[7] اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کریگی تو بیماری بڑھ جاویگی یا دیر میں اچھی ہوگی تب بھی تیمم درست ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔ **مسئلہ ٧**[8] اگر پانی قریب ہے یعنی یقینا ایک میل سے کم دور ہے تو تیمم کرنا درست نہیں۔ جا کر پانی لانا[9] اور وضو کرنا واجب ہے مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جاوے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے۔ البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور اُن کے سامنے ہاتھ منھ نہ کھولے۔ **مسئلہ ٨**[10] جبتک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمم کرتی رہے۔ چاہے جتنے دن گذر جاویں۔ کچھ خیال و وسوسہ نہ لاوے۔ جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی

---

[1] وان یعزہ بنفسہ ورفقتہ فلا یجب بل یندب ۱۲ [2] انگریزی ایک میل ۲ فرلانگ اور دس گز کا ایک میل شرعی ہوتا ہے ۱۲ [3] یجب طلبہ ان ظن ظناً قویاً قربہ دون میل بامارۃ او اخبار عدل والا لا یجب بل ان رجا والا لا ۱۲ در صفحہ $\frac{۲۳۵}{ج ۱}$ [4] وان خرج مسافرا او محتطبا او خرج من قریۃ الی قریۃ یجوز لہ التیمم انکان بینہ وبین الماء نحو المیل او اکثر ۱۲ منیہ صفحہ ۱۸ [5] من عجز عن استعمال الماء لعدم آلۃ تیمم بجذف در صفحہ $\frac{۲۱۸ تا ۲۱}{ج ۱}$ - ۱۲ [6] وناقضہ ناقض الاصل وقدرۃ ماء کاف لطہر ولو مرۃ مرۃ فضل عن حاجتہ کعطش وعجن وغسل نجس مانع ۱۲ در ج ۱ صفحہ ۲۲۰-۲۳۵ [7] ومن عجز عن استعمال الماء لمرض یشتد او یمتد لغلبۃ ظن او قول حاذق مسلم او برد یہلک الجنب او یمرضہ ولو لم تکن لہ اجرۃ حمام تیمم در صفحہ ۲۱۱ تا صفحہ $\frac{۲۱۶}{ج ۱}$ اعلم ان جوازہ للجنب عند ابی حنیفۃ مشروط بان لا یقدر علی تسخین الماء ولا علی اجرۃ الحمام فی المصر ولا یجد ثوبا یتدفأ فیہ ولا مکانا یاویہ کما افادہ فی البدائع وشرح الجامع الصغیر لقاضیخان فصار الاصل انہ متی قدر علی الاغتسال بوجہ من الوجوہ لا یباح لہ التیمم اجماعا ۱۲ بحر صفحہ $\frac{۱۴۶}{ج ۱}$ [8] وان غلب علی ظنہ ان ثمہ ماء لم یجز لہ ان یتیمم حتی یطلبہ لانہ واجد للماء نظرا الی الدلیل ثم یطلب مقدار الغلوۃ ولا یبلغ میلا کیلا ینقطع عن رفقتہ ۱۲ ہدایہ صفحہ $\frac{۴۳}{ج ۱}$ [9] یتحقق العجز عن استعمال الماء سواء اتفاق علی نفسہ او مالہ فی الفتح ویح اذا خافت المرأۃ علی نفسہا من فاسق عند الماء کانت کالعاجز فاسق دیجر صفحہ $\frac{۱۴۳}{ج ۱}$ وفی الشامی الامر فی حکمہا کما لا یخفی قبیل صفحہ $\frac{۲۲۱}{ج ۱}$ ۱۲ [10] روی ان قوما جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقالوا انا قوم نسکن ہذہ الرمال ولا نجد الماء شہرا او شہرین وفینا الجنب والحائض والنفساء فقال علیکم بارضکم ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۴

تیمم سے بھی ہو جاتی ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ تیمم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتی۔ **مسئلہ ۹** [ا] اگر پانی مول بکتا ہے تو اگر اسکے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کر لینا درست ہے۔ اور اگر دام پاس ہوں اور رستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑیگی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں۔ تیمم کر لینا درست ہے اور اگر کرایہ وغیرہ رستہ کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے **مسئلہ ۱۰** [۲] اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اس میں گرم ہو جاوے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمم کر لینا درست ہے **مسئلہ ۱۱** [۳] اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کر لیوے **مسئلہ ۱۲** [۴] اگر کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمم اور نماز دونوں درست ہیں جب معلوم ہو تو دہرانا ضروری نہیں **مسئلہ ۱۳** [۵] اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے۔ اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گی تو پانی مل جاویگا تو بے مانگے ہوئے تیمم کر لینا درست نہیں۔ اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہ دیوے گا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دیدیا تو نماز کو دہرانا پڑیگا **مسئلہ ۱۴** [۶] اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں۔ زمزمیوں کو کھولکر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے **مسئلہ ۱۵** [۷] کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا۔ اسلئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۶** [۸] اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کرے۔ پھر اگر تیمم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کیلئے تیمم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہئے اور اگر تیمم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنیوالی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل و وضو دونوں کیلئے کافی ہے **مسئلہ ۱۷** [۹] تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منھ کو مل لیوے۔ پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے

[۱] ان کان لا یعطیہ الا بالثمن فان لم یکن لہ ثمن تیمم بالاجماع وان کان معہ مال زائد علی ما یحتاج الیہ فی الزاد۔ ان باعہ بمثل القیمۃ او بغبن یسیر لا یجوز لہ التیمم وان باعہ بغبن فاحش تیمم ۱۲ منیہ ص۱۹ [۲] دیکھو حاشیہ ۵ ص۶۴ ۱۲ [۳] لو کان اکثرہ ای اکثر اعضاء الوضوء عددا وفی الغسل مساحۃ مجروحا او بہ جدری اعتبارا للاکثر تیمم ۱۲ بحر ص۱۴۷ ج۱ ومنیہ ص۱۸ [۴] واذا تیمم وصلی والماء قریب منہ وہو لا یعلم اجزاہ ۱۲ منیہ ص۱۹ [۵] وان کان مع رفیقہ ماء لا یجوز لہ التیمم قبل ان یسأل اذا کان غالب ظنہ انہ یعطیہ وان تیمم قبل ان یسأل فصلی ثم سأل فاعطی لہ یلزم الاعادۃ ۱۲ منیہ ص۱۹ [۶] رجل معہ ماء زمزم فی قمقمۃ قد رصص راس الاناء وہو یحملہ للعطیۃ او للاستشفاء لا یجوز لہ التیمم ۱۲ منیہ ص۱۹

[۷] واما الماء المحتاج الیہ للعطش فانہ مشغول والمشغول بالحاجۃ کالمعدوم وعطش رفیقہ ودابتہ و ماشیتہ او سہیدہ فی الحال او ثانی الحال کعطشہ ص۱۴۶ ج۱
[۸] فلو تیمم للجنابۃ ثم احدث صار محدثا لا جنبا فیتوضأ در ص۲۳۴ ج۱ اذا وجد ما یکفی الوضوء فقط انما یتوضأ بہ احدث بعد تیممہ عن الجنابۃ لو وجدہ وقت التیمم قبل الحدث لا یلزمہ عندنا الوضوء الحدث الذی مع الجنابۃ لانہ عبث اذ لا بد من ۱۲ رد المحتار ص۲۳۵
[۹] وکیفیۃ التیمم ان یضع یدیہ علی الارض ثم ینفضہما فیمسح بہما وجہہ بحیث لا یبقی شیٔ۔ وفی الدر ص۲۱۹ وجہہ حتی لو ترک شعرۃ او وترۃ منخرہ لم یجز۔ ثم یضع یدیہ ثانیا علی الارض ینفضہما کفیہ وذراعیہ کلیہما مع المرفقین وفی الدر ص۲۱۸ الخاتم والسوار او یحرکہ قال مشائخنا یضرب یدیہ ویمسح باربع اصابع ظاہر یدہ الیمنی من رؤوس اصابعہا الی المرفق ثم یمسح بکفہ باطن یدہ الیمنی الی الرسغ ویمر باطن ابہامہ الیسری علی ظاہر ابہامہ الیمنی ثم یفعل بالید الیسری کذلک (بحر ص۱۴۵-۱۴۶ ج۱) ویجب تخلیل الاصابع ان لم یدخل بینہا غبار ۱۲ شامی ص۲۲۱ ج۱

اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے۔ چوڑیوں کنگن وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اسکے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جاویگی تو تیمم نہ ہوگا۔ انگوٹھی چھلّے اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جاوے۔ انگلیوں میں خلال کر لیوے۔ جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمم ہو گیا مسئلہ ۱۸ لہ مٹی پر ہاتھ مار کے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ باہوں اور منھ پر بھبھوت نہ لگ جاوے اور صورت نہ بگڑے مسئلہ ۱۹ ؎ زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اُس پر بھی تیمم درست ہے جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، ہڑتال، سرمہ، گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اُس سے تیمم درست نہیں جیسے سونا، چاندی، رانگا، گیہوں، لکڑی، کپڑا، اور اناج وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمم درست ہے۔ مسئلہ ۲۰ ؎ جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اُس پر تیمم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جاوے یا گل ؎ جائے اس پر تیمم درست نہیں۔ اسی ؎ طرح راکھ پر بھی تیمم درست نہیں مسئلہ ۲۱ ؎ تانبے کے برتن تکیئے اور گدّے وغیرہ کپڑے پر تیمم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمم درست ہے۔ اور اگر ہاتھ مارنے سے ذرا ذرا گرد اڑتی ہو تو بھی اس پر تیمم درست نہیں اور مٹی کے گھڑے بدھنے پر تیمم درست ہے چاہے اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو۔ لیکن اگر اس پر لک ؎ پھرا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں مسئلہ ۲۲ ؎ اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم درست ہے۔ بلکہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اُس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو مسئلہ ۲۳ ؎ کیچڑ سے تیمم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لیوے جب وہ سوکھ جاوے تو اس سے تیمم کر لے۔ البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمم کر لے نماز نہ قضا ہونے دے مسئلہ ۲۴ ؎ اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز درست ہے لیکن اُس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں۔ جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔ مسئلہ ۲۵ ؎ جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست

لہ وینفض یدیہ بقدر ما یتناثر التراب کیلا یصیر مثلۃ ۱۲ ہدایہ ص — ۲ ؎ ویجوز التیمم عند ابی حنیفۃ ومحمد رح بکل ما کان من جنس الارض کالتراب و الرمل والحجر والزرنیخ والکحل والمرداسنج والنورۃ والمغرۃ وما اشبہہا ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الارض کالذہب والفضۃ والحدید والرصاص والحنطۃ و سائر الحبوبات والاطعمۃ ولو کان علی ہذہ الاشیاء غبار یجوز بغبارہا عند ابی حنیفۃ وفی احدی الروایتین عن محمد ۱۲ منیہ ص ۲۲ ؎ کل ما یحترق بالنار فیصیر رمادا کالشجر او ینطبع ویلین کالحدید فلیس من جنس الارض فلا یجوز التیمم بالاشجار والزجاج المتخذ من الرمل والدقیق والرماد ۱۲ بحر ص ۱۴۷ ج ۱ والشامی ص ۲۲ ج ۱

قہ فیجوز بالتراب الذی علیہا ... انفسہا (بحر ص ۱۴۷ ج ۱) وفی الدر ... بحجر مدقوق او مغسول و ... ؎ طاسطین او مجصص او ان من ... غیر مدہونۃ ۱۲ در ص ۲۲۱ ج ۱ ؎ لو ضع یدہ علی صخرۃ لا غبار ... ہا او علی ارض ندیۃ ولم یتعلق ... بہ شئی جاز عند ابی حنیفۃ وفی ... احدی الروایتین عن محمد ۱۲ منیہ ص ۲۲ ؎ صفحہ ہذا پر دیکھو حاشیہ ۳ ؎ گل جائے یعنی پگھل جائے ۱۲ ؎ اگرچہ قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز ... سے جل جاتی ہو اس سے ... جائز نہیں اور جو نہ جلتی ہو ... پگھلتی ہو اس سے جائز ہے ... اس قاعدے کے خلاف ... سے جو نہ جلتی ہے نہ پگھلتی ... تیمم جائز نہیں اور چونے کو ... جل جاتا ہے تیمم جائز ہے چونا ... پتھر کا ہو یا کنکر کا۔ ۱۲ ؎ کیونکہ لک روغن کو کہتے ... اور روغن کئے ہوئے کا ... حاشیہ ۱ میں دیکھو ۱۲ ... واذا لم یجد الا الطین لطخ ... بہ فاذا جف تیمم بہ ان ذہب ... قبل ان یجف لا یتیمم بہ عند ... ابو یوسف لان عندہ لا یجوز الا ... بالتراب او الرمل وعند ابی حنیفۃ ... فخاف ذہاب الوقت تیمم بہ لان ... بالطین عندہ جائز ۱۲ شامی ؎ ۲۱ ومنیہ ص ۲۳ ؎ ولو اصابت الارض ... نجاسۃ فجفت بالشمس وذہب اثرہا ... جازت الصلوٰۃ علیہا ولا یجوز ... التیمم منہا فی ظاہر الروایۃ ۱۲ منیہ ص ۲۳ ؎ ۸ والحدث والجنابۃ فیہ سواء وکذا الحیض والنفاس (ہدایہ ص ۳۴ ج ۱) وفی البحر تیمم الجنب والمحدث والحائض والنفساء ۱۲ ص ۱۴۷ ج ۱

ہے ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے پاس ہوئی ہو مجبوری کے وقت اسکو بھی تیمم درست ہے۔ وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔ **مسئلہ ۲۶** ؎ اگر کسی کو بتلانے کیلئے تیمم کر کے دکھلایا لیکن دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمم نہ ہوگا۔ کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے تو جب تیمم کرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمم نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۲۷** ؎ تیمم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کرلے کہ میں پاک ہونے کیلئے تیمم کرتی ہوں یا نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتی ہوں تو تیمم ہو جائیگا اور یہ ارادہ کرنا کہ میں وضو کا تیمم کرتی ہوں یا غسل کا کچھ ضروری نہیں ہے **مسئلہ ۲۸** ؎ اگر قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کیلئے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔ **مسئلہ ۲۹** ؎ کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے دونوں کیلئے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **مسئلہ ۳۰** ؎ کسی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمم سے درست ہوگئی **مسئلہ ۳۱** ؎ اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں۔ لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے کو جاوے گی تو وقت جاتا رہیگا تو بھی تیمم درست نہیں ہے پانی لاوے اور قضا پڑھے۔ **مسئلہ ۳۲** ؎ پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کرنا درست نہیں **مسئلہ ۳۳** ؎ اگر پانی آگے چلکر ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اول وقت نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار کرلے لیکن اتنی دیر نہ لگاوے کہ وقت مکروہ ہو جاوے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے **مسئلہ ۳۴** ؎ اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اترے گی تو ریل چلدیوے گی تب بھی تیمم درست ہے۔ یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمم درست ہے **مسئلہ ۳۵** ؎ اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۶** ؎ جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہی اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تیمم کر کے آگے چلی اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا **مسئلہ ۳۷** ؎ اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق ؎ پانی ملنے سے

؎ واما شرطہ فالنیۃ لا یجوز بدونہا (منیہ ص۲۷) وفی البحر لو تیمم لیتعلم الغیر لا تجوز بہ الصلوۃ فی الاصح ۱۲ ص۱۵۰ ج ۱ ؎ ثم اذا نوی الطہارۃ او استباحۃ الصلوۃ اجزاہ ولا یشترط نیۃ التیمم للحدث او الجنابۃ ۱۲ ہدایہ ص۳۴ ج ۱ ؎ ولو تیمم لمس المصحف او لقراۃ القرآن عند عدم الماء لا تجوز الصلوۃ بہ ۱۲ منیہ ص۲۰

؎ وضو اور غسل کے موافق پانی ملنے سے یہ مطلب ہے کہ اتنا پانی مل جاوے جس سے غسل اور وضو کے فرائض ادا ہو سکیں خواہ سنتیں ادا ہو سکیں یا نہ ہو سکیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

ص۲ ویصلی بتیممہ ما شاء من الفرائض والنوافل ۱۲ ہدایہ ص۳۶ ج۱
؎ دیکھو حاشیہ ص۔
؎ لو صلی بالتیمم ثم وجد الماء فی الوقت لا یعید ۱۲ منیہ ص۲۵
؎ اذا خاف فوت الوقت لو توضأ لم یتیمم ویتوضأ ویقضی ما فاتہ ۱۲ ہدایہ ص۳۸ ج۱
؎ لو تیمم لمس المصحف او لدخول المسجد عند وجود الماء والقدرۃ علیہ فذلک لیس بشئ ۱۲ منیہ ص۲۷
؎ ویستحب ان یؤخر الصلوۃ الی آخر الوقت اذا کان یرجو وجود الماء ثم یغیرہا فی التاخیر حتے لا تقع الصلوۃ فی وقت مکروہ ۱۲ منیہ ص۲۱
؎ وکذا لو علم بالماء ولم یقدر علی النزول ولا علی الوضوء لخوف عدو او سبع او مرض ۱۲ منیہ
؎ والمسافر اذا نسی الماء فی رحلہ فتیمم وصلی ثم ذکر الماء لم یعدہا ۱۲ ہدایہ ص۳۸
؎ وینقض التیمم کل شئ ینقض الوضوء وینقضہ ایضا رؤیۃ الماء اذا قدر علی استعمالہ (ہدایہ ص۳۶ ج۱) فلو تیمم لبعد میل فسار فانتقص ای البعد عن میل بسبب السیر انتقض ای التیمم ۱۲ در وشامی ص۲۳۶ ج۱
؎ وناقضہ ناقض الاصل وقدرۃ ماء کاف لطہر ولو للوضوء لو محدثا وللاغتسال لو جنبا ولو مرۃ مرۃ ۱۲ در وشامی ص۲۳۴-۲۳۵

تیمم ٹوٹے گا۔ اور اگر غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملیگا تب تیمم ٹوٹیگا۔ اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ ۳۸** ؎ اگر رستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح اگر رستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا۔ لیکن ریل پر سے نہ اتر سکی تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ ۳۹** ؎ اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے۔ تو تیمم ٹوٹ جاویگا۔ اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۴۰** ؎ پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کر لیا۔ پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب وہ تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا۔ پھر سے تیمم کرے۔ **مسئلہ ۴۱** ؎ اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لئے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوئی۔ اسلئے اس کو تیمم کر لینا چاہیئے۔ جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھو لیوے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے **مسئلہ ۴۲** ؎ اگر ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا تو اس سوکھی جگہ کو پہلے دھو لیوے اور وضو کیلئے تیمم کرلے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دھل سکتی تو وضو کرلے اور اس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمم کرے ہاں اگر اس غسل کا تیمم پہلے کر چکی ہو تو اب پھر تیمم کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلا تیمم باقی ہے۔ **مسئلہ ۴۳** ؎ کسی کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھو لیوے اور وضو کے عوض تیمم کرے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ ؎ اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لیوے اور پھر وضو ٹوٹ جاوے تو پھر وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر لینا درست ہے اور اگر موزہ اتار کر پیر دھو لیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ **مسئلہ ۲** ؎ اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں۔ اسی طرح اگر بغیر وضو ؎ کئے موزہ پہن لیا تو اس پر بھی مسح درست نہیں اتار کر پیر دھونا چاہیئے **مسئلہ ۳** ؎ مسافرت میں تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت

؎ دلو ان المتیمم مر بالماء وھو لا یعلم بہ او کان نائما لا ینتقض تیممہ وکذا لو علم ولم یقدر علی النزول ۱۲ منیہ ص۲۴ و در ط ۲۳۶/۱ ج ؎ فلو تیمم لمرض بطل ببرئہ ۱۲ در ص ۲۳۶ ؎ لو تیمم لعدم الماء ثم مرض مرضا یبیح التیمم لم یصل بذلک التیمم ۱۲ در ص ۲۱ ؎ جنب اغتسل وبقیت لمعۃ ولیس معہ ماء تیمم للمعۃ وان وجد ماء بعد ما تیمم واحدث یغسل اللمعۃ ویتیمم للحدث اذا کان الماء یکفی للمعۃ ولا یکفی للوضوء وان کان یکفی للوضوء ولا یکفی للمعۃ یتوضأ بہ وان کان یکفی لاحدھما علی الانفراد فانہ یغسل اللمعۃ ویتیمم للحدث وعلیہ ان یبتدئ بغسل اللمعۃ ولو کان معہ ثوب نجس فانہ یغسل الثوب ویتیمم للمعۃ ۱۲ منیہ ص ۲۴-۲۵ ۔

؎ دیکھو اسی صفحہ کا حاشیہ ؎ دیکھو مسئلہ ۲ صفحہ ہذا ؎ المسح علی الخفین جائز بالسنۃ والاخبار فیہ مستفیضۃ حتی قیل ان من لم یرہ کان مبتدعا لکن من راٰہ ثم لم یمسح اخذا بالعزیمۃ کان ماجورا ۱۲ ہدایہ ص ؎ شرط مسحہ کونہ ساتر القدم مع الکعب ۱۲ در ص ۲۴۱ وفی الہدایۃ یجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسہما علی طہارۃ کاملۃ ثم احدث ۱۲ ہدایہ ص شرح نقایہ ص ۲۹ ج ۱ ؎ اس کا مطلب یہ ہے اگر کسی کا پیشتر سے وضو نہ ہو اور وہ بالکل وضو نہ کرے اور موزہ پہن لے تو ان پر مسح جائز نہیں لیکن بطور وضو کر کے موزے پہنے ہیں تو مسح جائز ہے اگر صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اور باقی وضو نہیں کیا تب مسح جائز نہیں اور پاؤں دھو کر موزے پہنے اور اس کے بعد وضو پورا کر لیا اس کے بعد وضو ٹوٹا اب مسح جائز ہے اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اسکے بعد وضو کرنا شروع کیا مگر ابھی وضو نہ کرنے پائی تھی کہ وضو ٹوٹ گیا تو اب مسح جائز نہیں ہے۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط

؎ ویجوز للمقیم یوما ولیلۃ وللمسافر ثلثۃ ایام ولیالیہا وابتداؤھا عقیب الحدث ۱۲ ہدایہ ص ج ۱

میں نہ ہو اُس کو ایک دن اور ایک رات اور جس وقت وضو ٹوٹا ہے اُس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جاویگا۔ جس وقت موزہ پہنا ہے اُس کا اعتبار نہ کرینگے۔ جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا۔ پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا۔ تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے۔ اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔ **مسئلہ**[۱] اگر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اتار کر نہاوے غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ ۵**[۲] موزہ کے اوپر کی طرف مسح کرے تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔ **مسئلہ ۶**[۳] موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے۔ انگلیاں تو سموچی موزہ پر رکھدیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر اُن کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جاوے۔ اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھدیوے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لیجاوے تو بھی درست ہے۔ **مسئلہ**[۴] اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچکر انگلیوں کی طرف لاوے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے ایسے ہی اگر لمباؤ میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کے چوڑان میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ **مسئلہ**[۵] اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزہ کے اغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ **مسئلہ**[۶] اگر پوری انگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا۔ بلکہ فقط انگلیوں کا سرا موزہ پر رکھدیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جاوے تو درست ہو جاویگا۔ **مسئلہ ۱۰**[۷] مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے۔ اور اگر کوئی ہتھیلی کی اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۱۱**[۸] اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلی یا بھیگی گھاس میں چلی جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔ **مسئلہ ۱۲**[۹] ہاتھ کی تین انگلیوں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۳**[۱۰] جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا۔ اب دونوں پیر دھو لیوے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۴**[۱۱] اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۵** اگر مسح کی مدت[۱۲] پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا۔ اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کے پورا وضو کرے۔

---

[۱] ولا یجوز المسح لمن وجب علیہ الغسل ۱۲ ہدایہ ص ۴۲ ج ۱ وفی الدر لا لجنب ص ۲۴۵ ج ۱

[۲] ثم المسح علی الظاہر حتی لا یجوز علی باطن الخف وعقبہ وساقہ ۱۲ ہدایہ ص ۴۲ ج ۱

[۳] وکیفیۃ المسح ان یضع یدیہ علی مقدم خفیہ ویجافی بطن کفیہ و یمدہما الی الساق ویضع کفیہ مع الاصابع ویمدہما جملۃ ۱۲ غنیہ ص ۳۴ وشامی ص ۲۴۶ ج ۱

[۴] ولو وضع یدیہ من قبل الساق ومدہما الی رؤس الاصابع جاز ولو مسح علیہما عرضا جاز ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۵] ولو مسح علی باطن خفیہ او من قبل العقبین اومن جوانبہا لا یجوز ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۶] ولو مسح برؤس الاصابع ویجافی اصول الاصابع والکف لا یجوز المسح الا ان یکون الماء متقاطرا ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۷] والمستحب ان یمسح بباطن الکف ولو مسح بظاہر کفیہ یجوز ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۸] ولو لم یمسح خفیہ ولکن خاض فی الماء لاینبۃ المسح او مشی فی الحشیش المبتل بالماء او بالمطر یجزیہ وکذا اذا اصابہ المطر ینوب عن المسح ۱۲ غنیہ ص ۳۴

[۹] وفرض ذلک مقدار ثلث اصابع من اصابع الید ۱۲ غنیہ ص ۳۴۳

[۱۰] وینقضہ ناقض الوضوء ونزع الخف ۱۲ در ص ۲۵۴ ج ۱ وہدایہ ص ۴۲ ج ۱

[۱۱] ولو احدہما در ص ۲۵۴ ج ۱ وفی الہدایہ وکذا نزع احدہما ۱۲ ج ۱ ص ۴۲

[۱۲] فانچہ مدت کے اندر اندر اگر وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرتے وقت موزوں پر مسح بھی کرے ۱۲ ف ۱۲ ص ۷ پر دیکھئے۔

مسئلہ ۱۶ ؎۱ موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑگیا اور موزہ ڈھیلا تھا اسلئے موزے کے اندر پانی چلاگیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا۔ دوسرا موزہ بھی اتار دیوے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھووے۔ **مسئلہ ۱۷** ؎۲ جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔ **مسئلہ ۱۸** ؎۳ اگر موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں۔ **مسئلہ ۱۹** ؎۴ اگر ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملاکر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں۔ اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملاکر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہی۔ **مسئلہ ۲۰** ؎۵ کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گذرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہوگئی تو تین دن رات تک مسح کرتی رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گذر جاوے تو مدت ختم ہو چکی۔ پیر دھوکر پھر سے موزہ پہنے۔ **مسئلہ ۲۱** ؎۶ اور اگر مسافرت میں مسح کرتی تھی پھر گھر پہونچ گئی تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کرلے۔ اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں **مسئلہ ۲۲** ؎۷ اگر جراب کے اوپر موزے پہنے ہیں۔ تب بھی موزوں پر مسح درست ہے۔ **مسئلہ ۲۳** ؎۸ جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے البتہ اگر ان پر چمڑہ چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزہ پر چمڑہ نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتے کی شکل پر چمڑا لگادیا گیا ہو یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھیرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل رستہ بھی چل سکتی ہو تو ان سب صورتوں میں جراب پر بھی مسح درست ہے۔ **مسئلہ ۲۳** ؎۹ برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانیوالا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھادے یا ہدایت کردے کہ بعد میں ان مسائل کو دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا لڑکا کم عمر ہو اسکو بھی نہ پڑھادیں بلکہ صرف ہدایت کردیں کہ بعد کو دیکھ لینا۔

(متعلقہ صفحہ ۶۹) ؎۱۲ وکذا مضی المدة واذا تمت المدة نزع خفیہ وغسل رجلیہ وصلی ولیس علیہ اعادة بقیة الوضوء (ہدایہ ص $\frac{۴۴}{ج ۱}$) وزاد فی الدرران لم یخش بغلبة الظن ذہاب رجلہ من برد ۱۲ (ص $\frac{۲۵۱}{ج ۱}$) ؎۱ وینتقض ایضا بغسل اکثر الرجل فیہ لو دخل الماء خفہ وصححہ غیر واحد کصاحب الذخیرة والظہیریة وقد مناعن الزیلعی انہ المنصوص علیہ فی عامة الکتب وعلیہ مشی فی نور الایضاح وشرح المنیة وقیل لا ینتقض وان بلغ الماء الرکبة ۱۲ در وشامی ص $\frac{۳۰۵}{ج ۱}$ ؎۲ والخرق الکبیر وہو قدر ثلاث اصابع القدم ص

ص الاصاغر یعنی طولا لا عرضا کغیرہ ۱۲ در وشامی ص $\frac{۲۵۲}{ج ۱}$ وہدایہ ص $\frac{۴۲}{ج ۱}$ ؎۳ ولو انفتق خرزہ الا انہ لا یری شیٔ من قدمہ یجوز المسح ولو کان یبدو حالة المشی ولا یبدو حالة الوضع یمنع ولو کان الامر بالعکس لا یمنع منیہ ص ۳۵ ودر ص $\frac{۲۵۲}{ج ۱}$ وہدایہ ص $\frac{۴۲}{ج ۱}$ ؎۴ ان کان الخرق فی خف واحد قدر اصبعین فی موضع او فی موضعین وفی الآخر قدر اصبع جاز وان کان فی خف واحد یجمع فلا یجوز ۱۲ منیہ ص ۳۵ ؎۵ ومن ابتدا المسح وہو مقیم فسافر قبل تمام یوم ولیلة مسح تمام ثلثة ایام ولیالیہا ۱۲ منیہ ص ۳۵ وہدایہ ص ۴۴ ج ۱ ؎۶ ولو اقام وہو مسافر ان استکمل مدة الاقامة وہو یوما ولیلة کما فی المنیة نزع لان رخصة السفر لا تبقی بدونہ وان لم یستکمل اتمہا ۱۲ ہدایہ ص $\frac{۴۴}{ج ۱}$ ومنیہ ص ۳۵ ؎۷ اعتبر الثلاث ولو کبارا لان کل اصبع اصل فی موضعہا فلا تعتبر بغیرہا حتی لو انکشف الابہام مع جارتہا وہما قدر ثلاث اصابع من اصغرہا یجوز المسح وان کان مع جارتیہا لا یجوز ۱۲ در وشامی ص ۲۵۲

مسائل غسل　بقیہ مسائل صفحہ ۵۲

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۲۲[۵۱] مرد کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مذی کہتے ہیں **مسئلہ ۲۳**[۵۲] بیماری کی وجہ سی رینٹ کی طرح لیسدار پانی آگے کی طرف سے آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ پانی نجس ہے اور اسکے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی **مسئلہ ۲۴**[۵۳] پیشاب یا مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہے جو اوپر رہوتی ہے۔ تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔ وضو ٹوٹنے کے لئے کھال سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے **مسئلہ ۲۵**[۵۴] مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام ملجاوے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دو عورتیں اپنی اپنی پیشابگاہیں ملادیں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہی لیکن خود یہ نہایت برا اور گناہ ہے دونوں صورتوں میں چاہے کچھ نکلے چاہے نہ نکلے ایک ہی حکم ہے۔

غسل کا بیان　بقیہ صفحہ ۵۵

مسئلہ[۵۵] پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے۔ اگر پانی نہ پہنچیگا تو غسل نہ ہوگا۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اُنکا بیان　بقیہ صفحہ ۵۶

مسئلہ[۵۶] سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آوے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔ **مسئلہ ۲**[۵۷] اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہی چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو **تنبیہ**[۵۸] جوانی کے جوش کے وقت اوّل اوّل جو پانی نکلتا ہی اُسکے نکلنے سی جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اسکو مذی کہتے ہیں اور خوب[۵۹] مزہ آکر جب جی بھر جاتا ہے اس وقت جو نکلتا ہے اسکو منی کہتے ہیں۔ اور پہچان ان دونوں کی یہی ہو کہ منی نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہی اور جوش ٹھنڈا پڑجاتا ہے اور مذی نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے سو فقط مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے **مسئلہ ۳**[۶۰] جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جاوے اور چھپ جاوے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو۔ اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے لیکن

---

۵۱ وہو قسمان خارج من السبیلین وخارج من غیرہما فالاول ناقض مطلقاً (بحر صفحہ ۳۰ ج ۱) وفی مراقی الفلاح عشرۃ اشیاء لا یغتسل منہا مذی (وہو ماء ابیض رقیق یخرج عند شہوۃ لا بشہوۃ ولا دفق ولا یعقبہ فتور وربما لا یحس بخروجہ وہو اغلب فی النساء من الرجال ویسمی فی جانب النساء قذی) ودی (وہو ماء ابیض کدر ثخین لا رائحۃ لہ یعقب البول وقد یسبقہ (صفحہ ۱۶)

۵۲ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا

۵۳ وان خرج بولہ حتی صار فی القلفۃ فعلیہ الوضوء بالاجماع ان لم یظہر ۱۲ منیہ صفحہ ۱۳

۵۴ (ینقضہ) مباشرۃ فاحشۃ بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار للجانبین المباشر والمباشر ولو بلا بلل المعتمد ۱۲ در صفحہ ۱۳۶ ج ۱

۵۵ والاقلف اذا اغتسل لم یدخل الماء داخل الجلدۃ قال بعضہم یجوز غسلہ وقال البعض لا یجوز وہو الاصح ۱۲ منیہ صفحہ [illegible]

۵۶ وسببہ (ای الغسل) خروج المنی بشہوۃ بالاجماع ۱۲ غنیہ

۵۷ دیکھئے در صفحہ ۱۵۰ ج ۱ اور منیہ صفحہ ۱۱ ۱۲

۵۸ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ [illegible]

۵۹ دیکھو مراقی الفلاح [illegible]

۶۰ وعند ایلاج حشفۃ آدمی او ایلاج قدرہا من مقطوعہا فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثلہ علیہما ای الفاعل والمفعول لو کانا مکلفین ولو احدہما مکلفا فعلیہ فقط دون المراہق وان لم ینزل (در صفحہ ۱۵۰ ج ۱) وفی المنیہ وکذا الایلاج فی احد السبیلین من الرجل والمرأۃ اذا توارت الحشفۃ انزل او لم ینزل وجب الغسل علی الفاعل والمفعول ۱۲ منیہ صفحہ ۱۱ ۱۲ غیر مختون مرد کیلئے بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ دقت نہ ہو ۱۲ ۶۲ دیکھو در و شامی صفحہ ۱۴۹ ج ۱ ۱۲

پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ**[۱] جو خون ہر مہینے آگے کی راہ سے آیا کرتا ہے اسکو حیض کہتے ہیں جب یہ خون بند ہو جاوے تو غسل کرنا واجب ہے اور جو خون لڑکا پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اسکے بند ہونے پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ چار[۲] چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے جوش[۳] کے ساتھ منی نکلنا۔ مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا۔ حیض[۴] اور نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔ **مسئلہ ۵**[۵] چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہئے۔ **مسئلہ ۶**[۶] سوتے میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرنیکا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۷**[۷] اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا۔ پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے اور اگر نہانے کے بعد شوہر کی منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو غسل درست ہو گیا پھر نہانا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۸**[۸] بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں البتہ وضو ٹوٹ جاویگا۔ **مسئلہ ۹**[۹] میاں بی بی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو تو دونوں نہا لیویں۔ احتیاط اسی میں ہے کیونکہ معلوم نہیں یہ کس کی منی ہے۔ **مسئلہ ۱۰**[۱۰] جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس کو غسل کر لینا مستحب ہے۔ **مسئلہ ۱۱**[۱۱] جب کوئی مردے کو نہلاوے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔ **مسئلہ ۱۲**[۱۲] جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے کے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منھ دھو لیوے اور کلی کر لیوے تب کھائے پئے اور اگر بے ہاتھ منھ دھوئے کھا پی لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۳**[۱۳] جن کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو کلام مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا، درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ اور اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ حیض کے باب میں اچھی طرح بیان کرینگے وہاں دیکھ لینا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۴**[۱۴] تفسیر کی کتابوں کو بے نہائے اور بے وضو چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

۱۲ وان یغسل یدہ وفمہ ثم یاکل ویشرب ۱۲ منیہ صـ۱۶ **۱۳** ولا یجوز لہم مس القرآن الا بغلافہ منیہ صـ۱۶ ولا یجوز للجنب والحائض والنفساء قراءۃ القرآن منیہ صـ۱۵ وان قرأ ما دون الآیۃ او قرأ الفاتحۃ علی قصد الدعاء او الآیات التی تشبہ الدعاء علی نیۃ الدعا یجوز منیۃ صـ۱۵ و در صـ۱۶ و کذا لا یجوز لہم دخول المسجد سواء دخلوا للجلوس او للعبور ۱۲ منیہ صـ۱۶

تمام شد بہشتی زیور حصہ اوّل

دالاغتسال علی احد عشر وجہا ... منہا فریضۃ من الحیض والنفاس ... التقاء الختانین مع غیبوبۃ ... وعن خروج المنی علی الدفق والشہوۃ من الاحتلام ... خرج منہ المنی او المذی ۱۲ ... مراقی الفلاح صـ۱۶ ... وطی صبیۃ یجامع مثلہا ... یجب لہا ان تغتسل شامی ... وفی المنیۃ لو وطی البالغ ... فالجواب علی العکس ای ... علی الصبیۃ الغسل ولکن تخلقا واعتیادا ویجب علی البالغ ۱۲ ... وان احتلم ولم یخرج منہ شیٔ ... علیہ وکذا المرأۃ ۱۲ منیہ صـ۱۱ ... لو جامع او احتلم او اغتسل قبل ... یبول او ینام او یمشی ثم خرج بقیۃ المنی یجب علیہ الغسل ... لو اغتسلت ثم خرج منہا منی الزوج لا غسل علیہا ... صـ۱۱ - ۱۲ و در صـ۱۴۸ ج۱ ... لو انفصل ای المنی بضرب ... ثقیل علی ظہرہ فلا غسل عندنا ... شامی صـ۱۴۸ ج۱ وزاد فی فتح ... او سقطہ من مکان مرتفع صـ۱۵ ... وان استیقظ الرجل والمرأۃ ... علی الفراش ولم یتذکر احد ... احتلام وجب علیہما ... احتیاطا منیہ صـ۱۵ وکذا ... در صـ۱۵۲ ج۱ و بحر صـ۵۵ ج۱ ... افترض الغسل علی من اسلم ... الکونہ جنبا وندب لمن اسلم ولم یکن جنبا بحذف در صـ۱۵۶ ج۱ و بحر صـ۶۵ ج۱ **۵۸** وندب الغسل لمن لبس ثوبا جدیدا او غسل میتا ۱۲ در صـ۱۵۸ **۵۹** واذا اراد الجنب الاکل والشرب یغسل ...

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد حمد وصلوٰۃ کے مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ رسالہ بہشتی زیور جیسا کچھ مقبول و مفید عام وخاص ہوا ہے ظاہر ہے حاجت بیان نہیں۔ مگر اس میں ایسے مضامین کم ہیں جن سے جنت کی رغبت اور دوزخ سے خوف اور نفرت پیدا ہو۔ اکثر حصہ اسکا فقط مسائل سے آراستہ ہے۔ اسلئے حضرت مرشدی و مولائی مولوی حافظ قاری حاجی شاہ اشرف علی صاحب کی رائے ہوئی کہ اس رسالہ کے ہر حصہ میں ضمیمہ بڑھا دیا جاوے جسمیں مضامین ترغیب[1] و ترہیب نیز دیگر امور ضروریہ مذکور ہوں اور جہاں کوئی عبارت اصل رسالہ یعنی بہشتی زیور کی دشوار ہو اسکی توضیح بھی حاشیہ بہشتی زیور پر کردی جائے۔ اور دیگر مضامین جدا ضمیمہ کی صورت میں تحریر کئے جائیں۔ چنانچہ ۱۳۳۳ھ میں ہر حصہ کے ساتھ ایسے مضامین بطور ضمیمہ کے لگا دیئے گئے تھے سب سے پہلے ۱۳۳۵ھ میں طبع ہوئے تھے اور ۱۳۳۵ھ سے ابتک متعدد بار علیحدہ اور بہشتی زیور میں شامل ہو کر طبع ہو چکے ہیں جن کے متعلق حاشیہ پر نوٹ لکھدیا ہے۔ ناظرین دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اسکو دونوں جہان میں نافع فرماوے۔ واضح ہو کہ مضامین ترغیب و ترہیب اور اگر کوئی مسئلہ مستقلاً ضروری سمجھا جاویگا تو وہ بھی داخل اوراق ضمیمہ ہوگا اور توضیح عبارت بہشتی زیور کی ضمیمہ سے جدا رہے گی وہ بہشتی زیور کے حاشیہ پر درج ہوگی اور سہولت عبارت کا جیسا اصل رسالہ میں اہتمام کیا گیا ہے۔ ایسا ہی انشاء اللہ تعالیٰ ضمیمہ میں بھی رکھا جاوے گا اور مضامین معتبر کتابوں سے لکھے جاویں گے اور ہر حصہ کا ضمیمہ جدا ہوگا۔ ناظرین سے دعائے خیر کا خواہاں ہوں۔ محشی[2]

علم کی بزرگی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ[3] یعنی اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے اُن لوگوں کے درتبے) جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی ایمان کو کامل کیا نیک اعمال اور شرع کی پابندی کر کے اور قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ایمان لانے کی بڑی بزرگی بیان ہوئی ہے وہاں ایمان کامل ہی مراد ہے (خوب سمجھ لو) اور اُن کے جو علم دیئے گئے ہیں درجے (اُن پر جو ایمان لائے اور عالم

---

[1] ترغیب۔ رغبت دلانا ترہیب۔ ڈرانا ۱۲

[2] یعنی مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی ۱۲

[3] حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ عامہ مومنین کے مقابلہ میں علماء کی فضیلت سات سو درجہ زیادہ ہے۔ ہر درجہ کے مابین پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱) علامہ سیوطی نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے بروایت ابن منذر نقل فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ نے علمائے کرام کی جتنی فضیلت اس آیۃ کریمہ میں ذکر فرمائی ہے اور کسی آیت میں نہیں ذکر فرمائی اس آیۃ میں فرمایا گیا ہے کہ اُن مومنین کی فضیلت جنھیں علم دیا گیا ہے اُن مومنین پر جنھیں علم نہیں دیا گیا کئی درجہ زیادہ ہے ۱۲ درمنثورہ ۱۸۵

نہیں ہیں)، یہاں سے کس قدر بزرگی اہل علم کی قرآن مجید سے ثابت ہوئی کہ پہلے ایمان والوں کی مدح فرمائی اور پھر اہل علم کو اُن میں سے خاص کیا اور اُن کو بڑے رتبے والا اقرار دیا اور جس کو اللہ تعالیٰ بڑا فرمائیں اُس کی بڑائی کا کیا ٹھکانا ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ فرما دیجئے (اے رسول اللہ) کیا برابر ہیں جو علم نہیں رکھتے اور وہ جو علم رکھتے ہیں۔ استفہام انکاری ہے۔ یعنی اہل علم کا رتبہ غیر اہل علم سے بڑا ہے۔

حدیث صحیح میں ہے جس کو جامع صغیر میں روایت کیا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان پر (خواہ وہ مرد ہو یا عورت)، اور فرض کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے اور جاننا چاہئے کہ جس کام کا کرنا بندہ پر فرض ہے اُس کام کے کرنے کا طریقہ بھی سیکھنا اس کے ذمہ فرض ہے اور جس کام کا کرنا مستحب ہے اُس کا طریقہ سیکھنا بھی مستحب ہے۔ پس جب نماز فرض ہوگی اس کے مسئلے سیکھنا بھی فرض ہوں گے۔ اسی طرح روزہ وغیرہ کا حال ہے اور جب نوکری تجارت وغیرہ کریگا تو نوکری و تجارت وغیرہ کے متعلق جو شریعت کے حکم ہیں اُن کا سیکھنا اور اُن پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ یہ تفصیل اس علم کی ہے جو ہر شخص پر فرض ہے۔ اور بعضے علوم ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے سے آدمی خواہ ایک یا دو جتنوں سے کام چل جاوے ان علوم کو حاصل کرلیں تو اور لوگوں کے ذمے اُن علوم کا طلب کرنا ضروری نہیں رہتا۔ مثلاً ہر قصبہ و شہر میں ایک ایسا عالم ہونا ضروری ہے جو قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ علوم اچھی طرح جانتا ہو کہ مخالفین اسلام کا رد بھی کر سکے اور جب کوئی مسئلہ اُس سے پوچھا جائے بے تکلف اس کا جواب دے سکے تو ایسے علوم ہر شخص پر فرض نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کسی کو فرصت ہو اور شوق و موقع ہو اور بغیر فرض ہونے کے وہ ان علوم کو حاصل کرلے تو مستحب ہے اور بڑا ثواب ہے۔ یہ مختصر بیان تھا علم کے فرض ہونے کا۔ **حدیث** میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دینی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اور میں بانٹنے والا (علم کا) ہوں اور اللہ دینے والا ہے (بخاری و مسلم)

حدیث میں ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس سے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین عمل کا ثواب نہیں منقطع ہوتا۔ اوّل صدقہ جاریہ (مثل وقف۔ کنواں۔ مسجد وغیرہ جو اللہ کے واسطے تیار کرایا ہو) دوسرے علم کہ اس سے لوگوں کو نفع پہنچے (مثلاً تعلیم تصنیف وغیرہ) تیسرے

لے حقیقت میں یہ ایک نور ہے جو منجانب اللہ بندوں کے قلوب میں ڈالا جاتا ہے۔ حضرت امام مالک رح فرماتے ہیں کہ علم کتابیں پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہوتا ہے جو منجانب اللہ قلوب میں ڈالا جاتا ہے۔ علمائے کرام نے اس نور کے بارے میں تصریح فرمائی ہے کہ جن لوگوں کا عمل غیر اللہ کے واسطے ہوتا ہے ان پر یہ نور حرام کردیا جاتا ہے۔ (بہجۃ الفلاسفہ صفحہ ۱۰۶)

لے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانیکی بہت سی صورتیں ہیں خود علم دین سیکھے اور پھر دوسروں کو سکھلائے لیکن جو لوگ بدقسمتی سے ایسا نہیں کر سکتے اُن کیلئے بھی اللہ رب العزت نے بہت سے طریقوں کو آسان کر دیا ہے مثلاً اپنے خرچ سے کسی کو عالم بنا دے چنانچہ جبتک اس عالم کا فیض جاری رہے گا عالم بنانیوالے کو اسکا ثواب ملتا رہیگا۔ اسی طرح کسی دینی درسگاہ میں چندہ دینا یا کتب دینیہ خرید کر کسی دینی درسگاہ کیلئے وقف کر دینا کیونکہ جب تک وہ درسگاہ یا کتب باقی رہیں گی یا ان سے نفع اٹھانیوالے باقی رہیں گے۔ چندہ دینے والوں اور وقف کرنے والوں کو ثواب ملتا رہیگا۔ اسی طرح کسی کی جانی یا مالی امداد کرنا ۱۲

نیک فرزند کہ میت کے لئے دعائے خیر کرے (مسلم) مطلب یہ ہے کہ تمام نیک کاموں کا ثواب مرنے سے ختم ہو جاتا ہے اسلئے کہ مردہ عمل نہیں کرتا پس ثواب کیونکر ملے۔ مگر یہ تین کام ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں کام بعد مرنے کے جاری رہتے ہیں۔ اسلئے کہ صدقہ جاریہ میں مخلوق کا نفع جاری رہتا ہے اور اسی طرح علم کا نفع بھی جاری رہتا ہے۔ اور نیک اولاد دعائے خیر والدین کے لئے کرتی ہے۔ لہذا یہ عمل بھی بعد مرنے کے باقی رہا۔ کثیر رض بن قیس سے روایت ہے (یہ تابعی ہیں اور تابعی اس کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں کسی صحابی کو دیکھا اور وہ دیکھنے والا ایمان ہی کی حالت میں مرگیا۔ (دیکھنے اور مرنے دونوں حالتوں میں تابعی کا مسلمان ہونا شرط ہے) کہ میں دمشق[۱] کی مسجد میں حضرت ابو درداء رض (یہ ایک بڑے درجہ کے صحابی ہیں یہ بڑے عالم تھے اور ان کو حکیم امت کہتے ہیں۔ یعنی اُمت محمدیہ میں دینی سمجھ اُن کو اعلیٰ درجہ کی عطا ہوئی تھی۔ اور اُن کی بیوی حضرت ام الدرداء بھی بڑی عالمہ تھیں ۱۲ تذکرۃ الحفاظ جلد اول) کے پاس بیٹھا تھا۔ سو ابو درداءؓ کے پاس ایک مرد آیا۔ پھر اس نے کہا اے ابو درداء میں بیشک تمہارے پاس مدینۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تم سے ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں جس کی نسبت مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وہ حدیث رسول (مقبولؐ) سے روایت کرتے ہو اور کسی حاجت کے لئے (تمہارے پاس) نہیں آیا۔ حضرت ابو درداء رض نے فرمایا۔ بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص کوئی راستہ چلے کہ اس میں کوئی علم دین[۲] کا طلب کرتا ہے تو چلا دے گا اس کو حق تعالیٰ کوئی راہ جنت کی راہوں سے۔ اور بیشک فرشتے اپنے بازو رکھدیتے ہیں طالب علم کی خوشنودی کے لئے (بازو رکھنے سے مراد بازوؤں کا بچھا دینا ہی طالب علم کے ساتھ تواضع کے لئے یا مراد شفقت و رحمت ہے فرشتوں کی طالب علم کے ساتھ جس کا انجام دعائے خیر ہے طالب علم کی کامیابی کے لئے اور یہ علامت ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے کی۔ اسلئے کہ فرشتے معصوم اور بے گناہ اور اللہ کے خاص بندے ہیں۔ اُن کے نزدیک مقبول ہونا گویا خدا کے نزدیک مقبول ہونا ہے۔ اسلئے کہ دوست کا دوست اپنا دوست ہوتا ہے اور بیشک عالم کے لئے تحقیق وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین[۳] میں ہیں استغفار کرتے ہیں (یعنی اس کے گناہ معاف ہونے کی دعا مانگتے ہیں) اور مچھلیاں پانی کے اندر (اس کے لئے استغفار کرتی ہیں اور بظاہر کفار و شیاطین استغفار کرنے والوں میں داخل نہیں۔

[۱] اشعۃ اللمعات میں تصریح ہے کہ دمشق کو دال اور میم دونوں کے نیچے زیر دیکر بھی پڑھتے ہیں اور دال کے نیچے زیر و میم پر زبر دیکر بھی ۱۲

[۲] بہجہ میں ابن ابی جمرہ نے لکھا ہے کہ وہ شخص جو خود علم کے حصول میں لگا رہے اور وہ شخص جو اوروں کیلئے حصول علم کا انتظام کرے دونوں کا شمار علم طلب کرنے والوں میں ہوگا ۱۲ ابجہ

[۳] حضرت امامہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیر کی تعلیم دینے والوں کیلئے اللہ رب العزت اس کے ملائکہ اور زمین و آسمان کے تمام رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں پانی میں دعا کرتی رہتی ہیں (ترمذی شریف) اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ وہ تو اپنے کام میں مشغول رہے اور تمام جاندار اس کے لئے دعا میں مشغول رہیں ۱۲

اسلئے کہ وہ اس نعمت کے اہل نہیں - جب اپنے خالق کے ساتھ سرکشی کرتے ہیں تو خالق کے دوستوں کے ساتھ کیسے اُن کا برتاؤ اچھا ہو سکتا ہے اور یہ بات ظاہر تھی اسلئے حدیث میں اس کو بیان نہیں کیا - اور علماء نے فرمایا ہے کہ مراد تمام حیوانات ہیں مچھلیوں کی خصوصیت اس لئے کی گئی کہ پانی بہ برکت وجود علماء کے آتا ہے جس سے ان کی نیز دیگر اہل دنیا کی، زندگی ہے۔ (اور مچھلیوں کا تعلق پانی سے ہے) اور تحقیق بزرگی عالم[1] کی عبادت کرنے والے پر مثل بزرگی چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر ہے (یعنی گویا عالم چودھویں رات کا چاند ہے - اور عبادت کرنیوالا مثل ستاروں کے ہے اور عالم کو تشبیہ دی پورے چاند کے ساتھ جو چودھویں رات کو ہوتا ہے اور روشنی اس کی تمام زمین کو گھیرے ہوتی ہے - اور چونکہ فائدہ علم کا اپنے سوا اوروں کو بھی پہنچتا ہے اور تمام عالم اس سے روشن ہوتا ہے - پس یہ مناسبت ہے درمیان مشبہ[2] یعنی عالم اور مشبہ بہ یعنی چودھویں رات کے چاند کے اور عبادت کرنیوالے کا نفع فقط اس کی ذات تک محدود ہے - دوسرے لوگ اس سے منتفع نہیں ہو سکتے اسلئے اس کو ستاروں سے تشبیہ دی گئی اور اگر کوئی کہے کہ عابد کو دیکھ کر دوسرے لوگ حرص کرتے ہیں عبادت کی اور اس کی عبادت کی برکت سے اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے لوگوں پر اور اسی طرح ستاروں سے بھی زمین روشن ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ تھوڑا سا نفع عابد اور ستاروں کا چاند اور عالم کے نفع کے مقابل کالعدم[3] ہے قابل اعتبار نہیں اور عالم سے وہ شخص مراد ہے جو ضروری علم مثل علم نماز روزہ وغیرہ سے زیادہ جانتا ہو - اور عابد سے مراد وہ عبادت گذار ہے جو بقدر ضرورت عبادت علم جانتا ہو - اور کثرت سے عبادت کرتا ہو مشغلہ علمی نہ رکھتا ہو - اسلئے کہ جاہل کیا عبادت کر سکتا ہے اور اس کی عبادت صحیح نہیں ہوتی - پس عابد کا بقدر ضرورت علم جاننا ضرور ہے) اور علماء بے شبہ وارثان انبیاء ہیں اور تحقیق انبیاء نے درہم و دینار ترکہ میں نہیں چھوڑے (یعنی دنیاوی سامان کا کسی کو وارث نہیں بنایا) اور کچھ ترکہ نہیں چھوڑا - مگر علم - تو جس شخص نے اس کو حاصل کیا - اس نے بڑی دولت حاصل کر لی - اس حدیث کو احمدرح - ترمذی رح - ابن ماجہ رح - ابوداؤد رح - دارمی سے مشکوۃ میں نقل کیا ہے -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن کا علم عطا ہونے اور دینی سمجھ حاصل ہونے کی دعا دی تھی چنانچہ قبول ہوئی اور یہ بڑے عالم ہوئے ان کو ترجمان[4] القرآن کہتے ہیں، سے روایت ہے کہ علم پڑھنا

[1] اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک عابد کے مقابلہ میں عالم کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی ایک ادنی صحابی کے مقابلہ میں میری فضیلت ۱۲ احیاء ص۶ ج ۱

[2] مشبہ کہتے ہیں اس چیز کو جسے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور مشبہ بہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے جیسے میرا بیٹا شیر جیسا ہے اس جملہ میں میرا بیٹا مشبہ اور شیر مشبہ بہ ہے ۱۲

[3] کالعدم - معدوم ہونے کی مانند - نہ ہونے کی مثل ۱۲

[4] قرآن کا مطلب بیان کرنے والا ۱۲

پڑھانا۔ تصنیف وتالیف کرنا وغیرہ گھڑی بھر رات میں بہتر ہے تمام رات عبادت کرنے سے (دارمی)، جاننا چاہئے کہ ان فضائل کے بیان کرنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نفل عبادت بالکل چھوڑدے بلکہ کچھ شغل نفل عبادت کا بھی رکھے۔ لیکن علمی خدمت میں زیادہ وقت صرف کرے کہ یہ سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہے۔ اور علم سے مراد دینی علم ہے۔ **حدیث** میں ہے کہ ویل ہے بے علم کے لئے (ویل جہنم میں ایک آگ کا جنگل ہے۔ جیساکہ حدیث میں آیا ہے۔ اور ویل کے معنی سخت خرابی کے ہیں۔ کنز العمال)، خوب کہا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

سرانجام جاہل جہنم بود ۔۔۔ کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

یعنی انجام جاہل کا جہنم ہے اسلئے کہ جاہل کا خاتمہ بخیر کم ہوتا ہے۔ **حدیث** میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کو جہنم میں داخل نہ کرے گا اس حدیث کو صحیح سند سے جامع صغیر میں روایت کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عالم باعمل ہی خدا کا محبوب اور پیارا ہوسکتا ہے اور جاہل تو مقبول ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے خدا کے عذاب دردناک سے بچنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کو علم وعمل سے آراستہ ہونا چاہئے۔ شاعر نے اس معنی میں کہا ہے ؎

حَسْبُ الْمُحِبِّیْنَ فِی الدُّنْیَا عَذَابُھُمْ ۔۔۔ تَاللّٰہِ لَا عَذَّبَتْھُمْ بَعْدَھَا سَقَرُ

یعنی خدا کے دوستوں کو دنیا میں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہی اُن کا عذاب ہے۔ اور معافی گناہوں کے لئے کافی ہے۔ خدا کی قسم اس کے بعد اُن کو دوزخ عذاب نہ کرے گی۔ مگر خوب سمجھ لو کہ خدا کا دوست جس کے لئے اتنی بڑی خوشخبری ہے وہی شخص ہوسکتا ہے جو ہر وقت اس کی رضا کا طالب اور اس کے احکام کا پابند رہے اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہوجائے فوراً توبہ کرلے۔ **حدیث** میں ہے کہ تم خدا کو لوگوں کا پیارا بنادو اللہ میاں تم کو اپنا پیارا بنالیویں گے (کنز العمال) یعنی لوگوں کو وعظ سنا کر اور خدا کے احسانات اور نعمتیں یاد دلا کر خدا کی طرف رجوع کردو۔ اور اُن کو اس طریق سے تعلیم دو کہ وہ خدا کو چاہنے لگیں۔ پس اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تم کو چاہنے لگیگا۔ یعنی تم پر اعلیٰ درجہ کی رحمت فرمائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام بجز عالم باعمل کے اور کوئی نہیں کرسکتا اور اس میں کسقدر خوشخبری ہے۔ علماء ومشائخ کو اس سے بڑھ کر دارین میں کونسی نعمت ہے کہ مالک حقیقی کا بندہ پیارا بن جائے۔ (یا اللہ مجھے بھی اپنا اعلیٰ درجہ کا غلام بنالے۔ آمین۔) **حدیث** میں ہے کہ جو عالم اپنے علم پر عمل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے علم کا

ف۱ جمع الفوائد میں حضرت ثعلبہ بن حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے کرے گا تو علماء سے مخاطب ہوکر کہیگا کہ میں نے اپنا علم وحلم تمہیں اسلئے ودیعت کیا تھا کہ بغیر کچھ پرواہ کئے ہوئے تمہاری سیئات اور برائیوں کو بخش دوں ۱۲ منہ عفی عنہ

ف۲ جن علوم کے حاصل کرنیوالوں کے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ ایسے علوم ہیں جو اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لئے ہوں اور جو علوم ریا اور تفاخر کیلئے حاصل کیے جائیں انکے متعلق احادیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں ۱۲

جس کو وہ نہیں جانتا ہے (حلیۃ الاولیاء) یعنی اسرار[1] علوم کے اس کو عطا ہوں گے اور علم میں ترقی ہو گی۔ **حدیث** میں ہے کہ بیشک عالم جب کہ ارادہ کرے گا اپنے علم سے رضائے حق کا تو ڈرے گی اس سے ہر چیز۔ (مختصر) **حدیث**[2] میں ہے اگر فقہاء (علماء دین) اولیاء اللہ نہیں ہیں آخرت میں تو کوئی خدا کا ولی نہیں یعنی عالم ضرور ولی ہے۔ (بخاری) **حدیث**[3] میں ہے کہ عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے (دیلمی عن انس مرفوعاً بغیر ذکر سند) **فرمایا** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تروتازہ (یعنی خوش باہراد) کرے اللہ اس مرد (و عورت) کو جس نے ہم سے کچھ سنا۔ پھر پہنچا دیا اس کو جیسا کہ سنا اس کو۔ اسلئے کہ بہت سے وہ لوگ جن کو کلام پہنچایا جائے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں اُس کلام کے سننے والے سے (ترمذی و ابن ماجہ)، اس میں علم دین کی خدمت کی کسقدر فضیلت ہے کہ سید المرسلین نے خادم دین کو خصوصاً جب کہ وہ خادم حدیث[4] ہو اپنی دعائے بابرکت سے مشرف فرمایا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر حدیث یاد کرنے اور دوسروں کو تعلیم کرنے میں سوائے اس دعا کی برکت کے اور کچھ نفع نہ ہوتا تو بھی یہ برکت چھوڑنے کے لائق نہ تھی۔ حالانکہ ثواب عظیم برکت دُعاء کے علاوہ موجود ہے۔ لوگو اس پاک دعا کی قدر کرو۔ علم دین پڑھو۔ دین و دنیا میں فلاح ہو گی۔ **حدیث**[13] میں ہے کہ جس کے ہاتھوں پر ایک شخص بھی مسلمان ہو جاوے تو اس کو ضرور جنت ملے گی (طبرانی)، اس میں خوشخبری ہے خاتمہ بخیر ہونے کی۔ کیونکہ جب خاتمہ بخیر ہو گا تو جنت ضرور ملے گی۔ اور کسی کو مسلمان عالم ہی کر سکتا ہے جاہل تو خود ہی احکام سے واقف نہیں۔ وہ دوسرے کو کیا ہدایت کرے گا اور عالم سے یہ مراد نہیں کہ اعلیٰ درجہ کا عالم ہو بلکہ جس قدر بھی علم ہو اس کے موافق فضیلت ہو گی۔ **صحیح حدیث** میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں[5] میری امت کو پہنچا دے تو میں قیامت میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ (جامع صغیر)، پہنچانا عام ہے خواہ پڑھا دے خواہ تصنیف کرے خواہ وعظ کہے۔ غرضیکہ لوگوں کو اس قدر حدیثیں پہنچ جائیں خواہ کسی طرح پہنچیں۔ اسی لئے علماء نے بہت سی چہل حدیثیں لکھی ہیں۔ **حدیث**[6] میں ہے ان اللہ یکرہ الحبر السمین یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے موٹے عالم کو (بیہقی)، یعنی جو عالم باعمل ہو گا وہ تو خدمت دینی اور خوف آخرت کی وجہ سے موٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس موٹا ہونا علامت ہے عیش و نشاط میں رہنے اور غفلت میں پڑنے کی۔ سو ایسا شخص مقبول نہیں ہو سکتا۔

[1] اسرار جمع سر کی بکسر السین بمعنی بھید ۱۲

[2] حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان لم یکن الفقہاء اولیاء اللہ فی الآخرۃ فما للہ ولی ۱۲

[3] اوجز المسالک کے مقدمہ میں حضرت ابن عباس رضی سے آنحضرت صلعم کی یہ دعا مروی ہے کہ اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ لوگ جو میری حدیثوں کو روایت کرتے ہوں اور اسے دوسری لوگوں تک پہنچاتے ہوں ۱۲

[4] یہی مضمون باختلاف الفاظ حضرت ابو ہریرہ رض، حضرت معاذ رض، حضرت علی رض، حضرت انس رض، حضرت عبد اللہ ابن عباس رض، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رض وغیرہ حضرات سے مروی ہے۔ اگرچہ محدثین نے انکی سندوں میں کلام کیا ہے لیکن رواۃ کی کثرت سے خود قوت پیدا ہو جاتی ہے ۱۲ مقاصد حسنہ صفحہ ۱۹۴

[5] چہل حدیث میں علقمی سے منقول ہے کہ کسی شے کا محفوظ کرنا یہ ہے کہ اسے ضائع نہ ہونے دیا جائے اور منضبط کر لیا جائے خواہ بغیر لکھے ہوئے زبانی یاد کر کے خواہ لکھ کر محفوظ کر لے اگرچہ یاد نہ ہو لہذا اگر کوئی شخص کتاب میں لکھ کر محفوظ کرے اور دوسروں کو سناتا ہے تو وہ بھی اس بشارت میں شامل ہو گا جو حدیث پہنچانیوالے کے بارے میں آئی ہے مناوی فرماتے ہیں کہ میری امت پر محفوظ کر لینے کے معنی اُن تک پہنچانے کے ہیں ۱۲

[6] جیسا کہ مقاصد حسنہ میں امام شافعی رح سے ایک بادشاہ کا قصہ منقول ہے جو بہت موٹا ہو گیا تھا ایک طبیب نے اس سے کہا کہ تو ایک ماہ کے اندر مر جائیگا چنانچہ بادشاہ روز اسی غم میں پگھلنے لگا اور ایک ماہ میں اس کا بدن بالکل ٹھیک ہو گیا چنانچہ بادشاہ نے طبیب کو بہت کچھ انعام دیا ۱۲

اور بعضی غفلت اور بعضا عیش ونشاط گناہ ہوتا ہے اور بعضا مکروہ اور درجہ کمال کے خلاف جیسی غفلت ہوگی اسی درجہ کی اللہ کی ناپسندیدگی ہوگی۔ اور اگر پیدائشی یا مرض کی وجہ سے فربہی ہو وہ فربہی باعث ناپسندیدگی اللہ تعالیٰ کا نہیں۔ حدیث[۱۵] میں ہے کہ سخت تر عذاب والا وہ عالم ہوگا روز قیامت جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا (جامع صغیر) حدیث[۱۶] میں ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس سے وہ ہر روز چار سو[۱۷] بار پناہ مانگتی ہے اور اس[۱۷] میں ریاکار علماء داخل ہوں گے۔ (مشکوٰۃ) یعنی وہ عالم جو لوگوں کے دکھانے کو علمی خدمت کرے اور اس لئے علم پڑھے[۱۸] پڑھاوے کہ لوگ مجھے عالم سمجھیں اور میری عزت کریں۔ روپیہ پیش کریں۔ بزرگ سمجھیں۔ خدا[۱۸] کے سوا دوسرے کے دکھانے کو عبادت کرنا سخت گناہ ہے اور ایک طرح کا شرک ہے۔ حضرت[۱۸] عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم حفاظت کرتے علم کی (اور اس کی قدر پہچانتے اور اس کو رکھتے اس کے اہل کے پاس، یعنی جس میں علم سیکھنے اور پیشوا ہونے کی قابلیت ہو۔ ان کو علم پڑھاتے اور قدر ضرورت علم جو ہر شخص پر فرض ہے۔ اس کا سکھانا تو ہر شخص کو چاہئے۔ لیکن اس کے علاوہ اور زیادہ پڑھانا جس سے مقتدا اور پیشوا ہو جائے سوائے اہل کے اور کسی کو روا نہیں) بیشک سردار بنجاتے (یہود ونصاریٰ) بسبب علم کے اپنے اہل زمانہ کے مگر انہوں نے صرف کیا علم کو اہل دنیا پر تاکہ اُن سے دنیوی منافع حاصل کریں سو خوار و ذلیل ہو گئے دنیاداروں کی نظروں میں داسلئے علم کا حق یہ تھا کہ اس سے رضائے حق طلب کی جاتی۔ پس جبکہ اُس سے دنیا طلب کی گئی تو علم کو ذلیل کیا۔ جس کا یہ انجام ہوا کہ خود ذلیل ہو گئے۔ جو عالم طمع نہ رکھے اور دین کا حق ادا کرے خود بخود لوگوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ اس کی عظمت پیدا کر دیتا ہے اور اسی طرح جو علم سے دنیا طلب کرے اور علم کا حق ادا نہ کرے اس کو ذلیل فرماتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان میں ٹوٹا پانیوالا ہے۔ میں نے (جناب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص تمام افکار (اور مقاصد) کو ایک فکر کرلے اور وہ فکر آخرت ہے (یعنی اس کی مراد آخرت ہو اور اسی کی درستی کی فکر میں رہے اور باقی مرادوں اور فکروں کو موافق قواعد شریعت اللہ کے سپرد کرے۔) کافی ہو جائیگا اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے فکر کو یعنی دنیا کے کاروبار جس قدر اس کے لئے مفید ہوں گے اللہ پاک عمدہ طور پر اس کا بندوبست فرمادیگا۔ اور جو پریشان ہو بوجہ غم اور مقاصد دنیا تو خدا پروا نہیں کرتا کہ اس کو دنیا کی کون سی وادی (وادی بمعنی جنگل

---

۵۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو محض زبان پر ہو دوسرا وہ جو دلوں پر ہو۔ قسم اول بندہ کے خلاف اللہ کی حجت ہے اور قسم دوم علم نافع ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ علماء کے ساتھ تفاخر اور جہلاء سے مقابلہ کرکے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کیلئے علم نہ سیکھو جو شخص اسلئے علم سیکھے گا وہ جہنمی ہے ۱۲

۵۲ اوجز المسالک میں ابوداؤد سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکتا جو کسی دنیوی غرض کے حصول کیلئے علم دین حاصل کرے ۱۲

اور یہاں مراد مصیبت و مشقت ہے) میں ہلاک کر دے۔ (ابن ماجہ)

اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنو! ذرا غور کرو اپنی ذات اور اپنے بچوں کو جہالت کے اندھیرے سے بچاؤ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے ہر وقت پابند رہو۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ میاں بھی اس سے محبت فرماتے ہیں اور ہر طرح کی مدد فرماتے ہیں اور جس کا اللہ ہو گیا اسے کس چیز کی کمی ہے کونسی چیز خدا کے خزانے میں موجود نہیں ہے۔ مگر یہ سب فضل اس کی تابعداری کرنے سے میسر ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مل سکتا ہے وہ اس کی اطاعت سے مل سکتا ہے۔

آج کل ایسے برے خیالات ہو گئے ہیں کہ دینی علم کو عیب شمار کیا جاتا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے گداگری کے سوا اور کیا ہو گا نئی تہذیب نئی روشنی کے خیالات کافروں کی پیروی کو باعث فخر و عزت "و ترقی سمجھا جاتا ہے" (فقیری) یہی باتیں ہیں جن سے شب و روز عذاب الٰہی اترتا ہے کبھی طاعون ہے کبھی افلاس اور تفکرات کا ہجوم ہے کبھی قحط ہے اور یہ دنیا کی مصیبتیں ہیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک مسلمانوں پر رحم فرما دیں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ دنیا کے علم بقدر ضرورت نہ پڑھے جاویں یا نوکری تجارت وغیرہ چھوڑ دی جاوے بلکہ غرض یہ ہے کہ دین سے جاہل مت رہو اور دین مت خراب کرو سب کام شریعت کے موافق کرو اور شریعت کی تابعداری بغیر دینی علم کے ہو نہیں سکتی۔ تجربہ ہے کہ جو لوگ پورے دین کے پابند ہیں وہ دنیا میں بھی باعزت اور آرام سے رہتے ہیں۔ بھلا کوئی پکا دیندار ایک تو دکھلا دے کہ گداگری کرتا ہو اور پریشان و ذلیل و خوار پھرتا ہو۔ دنیا امتحان کی جگہ ہے۔ اصلی گھر آخرت ہے اور وہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ زیادہ اُس گھر کی آبادی کا بند و بست لازم ہے اور یہاں تو ایسا رہنا ہے جیسا سرائے میں ہوتا ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خود اپنی ذات اور اپنے بچوں کو نئی روشنی کی ظلمت سے بچاؤ۔ یہ روشنی حقیقت میں سخت اندھیرا ہے جو دین کا تباہ کرنے والا ہے۔ جب آدمی دین کو مضبوط پکڑتا ہے دنیا ذلیل ہو کر اس کو ملتی ہے اور وہ اُس سے علیحدہ رہتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ نے اختیار دیدیا تھا کہ یا تو علم لے لو یا ملک (و سلطنت) لیلو۔ آپ نے علم قبول فرمایا۔ اللہ نے علم بھی دیا اور ملک بھی دیدیا اور ملک کیسا دیا کہ وہ ضرب المثل ہو گیا کہ مثال میں مبالغہ کے موقع پر ملک سلیمانی بولا جاتا ہے

اور قیامت تک ایسا ملک کسی کو نہ ملے گا اور نہ حضرت سلیمان ع سے پہلے کسی کو ایسا ملک میسر ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس درجہ دنیا کا ذلیل ہونا حضرت سلیمانؑ کے واسطے دین کی برکت سے تھا کہ انہوں نے علم قبول کیا تھا اور ملک کو چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت سالم بن ابی الجعد جو ایک بڑے تابعی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میرے آقا نے مجھے آزاد کر دیا (یہ غلام تھے) تو میں نے خیال کیا کہ کون سا پیشہ اختیار کروں جس سے بسر اوقات ہو (اب تک تو آقا کے حکم کی تعمیل کرتا تھا اور وہیں بسر اوقات ہوتی تھی اور اب آزاد ہو گیا تو کوئی دوسرا بندوبست چاہئے) پس میری سمجھ میں یہ آیا کہ علم حاصل کروں۔ چنانچہ یہی کیا۔ ایک سال نہ گذرا تھا کہ حاکم مدینہ منورہ مجھ سے ملنے آئے اور میں نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ مطلب یہ ہے کہ کسی خاص وجہ سے اُن سے نہ ملے ورنہ بلا وجہ ایسا کرنا دین کے خلاف اور بد اخلاقی ہے۔ لیکن یہاں اس بیان سے یہ غرض ہے کہ میرا ایسا رتبہ اس تھوڑے عرصہ میں ہو گیا کہ حکام زیارت کو آنے لگے اور مجھے کچھ اندیشہ نہ ہوا بے موقع میں نہ مل سکا۔ اور صاف انکار کر دیا گیا۔ واقعی دین کی یہی برکت ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہیں رہتا۔ اور جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے نہ ایسے لوگ طمع کر کے ذلیل ہوتے ہیں نہ کسی سے کچھ خواہاں ہوتے ہیں۔ خوب غور سے ان مضامین کو پڑھو۔ یہ دونوں قصے یعنی حضرت سلیمان علیہ السّلام اور حضرت سالم رض کا احیاء العلوم اور اس کی شرح سے لکھے گئے ہیں۔ حدیث[۵۱] میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے (کنز العمال)، اور یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کتاب شروع کرنا دوشنبہ[۵۲] اور جمعرات کے روز بہتر ہے۔ اسی طرح اور کوئی علمی کام شروع کرنا بھی ان دنوں میں بہتر ہے۔ حدیث[۵۳] میں ہے کہ جس نے کسی کو ایک آیت بھی کلام اللہ کی سکھا دی تو وہ سکھانے والا طالب علم کا آقا بن گیا (طبرانی)، یعنی طالب علم غلام اور معلّم آقا ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ استاد کا بہت بڑا حق[۵۴] ہے۔ جہاں تک ہو سکے اُستاد اور پیر کی ہر طرح تابعداری اور دلداری کرے کہ یہ لوگ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتے ہیں اور حقیقی محبوب یعنی حق تعالےٰ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سلوک ہو گا اور غلام ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ استاد اس کو فروخت کر سکتا ہے بلکہ مراد اس کے حق کی عظمت[۵۵] کا اظہار کرنا ہے بطریق مبالغہ۔ اور استاد اور پیر کا درجہ والدین سے کم ہے خوب سمجھ لو۔ حدیث[۵۶] میں ہے جس عالم سے مسئلہ دریافت کیا جاوے اور وہ

۵۱ جامع صغیر میں ہے اطلبوا العلم یوم الاثنین فانہ میسر لطالبہ ۱۲ حاشیہ ج ۱

۵۲ اسی طرح بعض احادیث میں چہارشنبہ کے دن کام کرنے کی فضیلت بھی آئی ہے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ جس کام کی ابتداء بدھ کے دن کی جاتی ہے وہ بخیر و خوبی اختتام کو پہونچ جاتی ہے۔ خود صاحب ہدایہ بدھ کے دن کتاب شروع کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ امام اعظم رح سے بھی بدھ کے دن شروع کرنے کے بارے میں منقول ہے (شرح تعلیم المتعلم)

۵۳ طبرانی میں ابوامامہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ من علم اخاہ آیۃ من کتاب اللہ فہو مولاہ ۱۲

۵۴ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے استاد کی عزت و احترام میں کمی کرتا ہے وہ کبھی فلاح کو نہیں پہنچ سکتا۔ محدثین نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ استاد کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کا جی گھبرا جائے ۱۲ مقدمہ اوجز المسالک

بغیر عذر شرعی اس کو چھپالے اور بیان نہ کرے۔ قیامت کے دن اُس کے آگ کی لگام دی جاویگی۔ (مشکوٰۃ) مراد وہ علم ہے جس کا بتلانا ضروری ہے۔ اور بخل کرنا علم سے خواہ اس کا بتلانا فرض ہو یا مستحب بلاعذر شرعی ہرگز زیبا نہیں۔

یہاں پر ایک خاص مضمون جو عورتوں کی تعلیم کے متعلق ہے اور نہایت مفید ہے جسکو حضرت حکیم الامت مقتدائے ملت علامہ زمان قطب دوران مولانا و مرشدنا حافظ قاری حاجی مولوی شاہ **اشرف علی** صاحب مدظلہم العالی نے پرچہ القاسم میں مرحمت فرمایا تھا مسلمانوں کے نفع پہنچانے کی غرض سے درج کیا جاتا ہے۔ بعضے مشکل الفاظ کا ترجمہ حاشیہ پر کردیا گیا ہے اس مضمون کے بعد علم کی بزرگی کا بیان ختم ہوجاوے گا۔ اور طہارت کی فضیلت بیان ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں

ہرچند کہ بعد ورود حدیث طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ وغیر ذلک من النصوص الموجبۃ لتحصیل العلم علی الرجال والنساء اس مبحث پر مستقل کلام کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی خصوصاً جبکہ اس کے بہت قبل اسی رسالہ القاسم کی جلد اول نمبر ۱ صفحہ ۱۹-۲۰ و نمبر ۲ صفحہ ۲۰ میں مجملاً اس سے تعرض بھی ہوچکا ہے۔ لیکن بوجہ بعض واقعات و خصوصیات کے دکہ زیادہ ان میں ہندوستانی مستورات کے حالات ہیں جن کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس باب میں مستقل اور کسی قدر مفصل گفتگو کئے جانے کو مقتضی ہونے کے سبب اس کا بقدر ضرورت مکرر ذکر کیا جاتا ہے۔

سو جاننا چاہئے کہ اس مقدمہ میں جہاں تک تتبع کیا گیا تین خیال کے لوگ ہیں۔ ایک وہ کہ تعلیم نسواں کے نہ مخالف ہیں نہ حامی مگر تعلیم کا اہتمام نہیں۔ دوسرے وہ کہ اس کے مخالف ہیں۔ تیسرے وہ کہ اس کے حامی ہیں اور ان سب سے مختلف کوتاہیاں واقع ہوتی ہیں۔ چنانچہ اوّل طبقہ کی کوتاہی جو سب کوتاہیوں سے اشد و اعظم ہے یہ ہے کہ سرے سے مستورات کو تعلیم دینے ہی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ نہ مردوں کے نزدیک اور نہ خود ان مستورات کے نزدیک۔ اور دلیل ان لوگوں کی جو اُن کے اشتباہ کا منشا ہوگیا ہے یہ ہے کہ کیا عورتوں کو کوئی نوکری کرنا رہ گیا ہے جو اُن کے پڑھانے کا اہتمام کیا جاوے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے نہ تعلیم کی غرض سمجھی اور نہ ان نصوص و روایات میں غور کیا جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ایک درجہ میں تحصیل علم کو

اگرچہ ۱۲ — آجانے ۱۲ — مختصراً ۱۲ — حمایت کرنیوالا ۱۲ — جماعت ۱۲

۵ وہ شخص کبھی فلاح میں نہ پہنچ سکتا حدیث ... ساتھ بخل کرے ... بن معین و اسحاق بن راہویہ عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ جو شخص علم کے ساتھ بخل کرتا ہے تین چیزوں میں سے ایک میں مبتلا ہوتا ہے (۱) موت (۲) بھول جانا (۳) بادشاہ ... باری ہونا ان تینوں ... کا حاصل ہے علم محرومی و نامرادی ۱۲

... اوجز المسالک ... علم کا طلب کرنا ہر ... مرد اور عورت پر ... ہے ۱۲

۵ اور سوا ان کے اور نصوص جو مردوں اور عورتوں پر علم کے حاصل کو واجب کرتے ہیں ۱۲

۵ تائید کرنے والا ۱۲

فرض و واجب قرار دے رہے اور نہ اس تعلیم کو سمجھا ہے جو کہ فرض ہے۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ علوم سے غرض نوکری نہیں ہے۔ کیونکہ جو علم علی العین (ہر شخص پر ۱۲) واجب التحصیل ہے وہ علم معاش نہیں ہے بلکہ وہ علم دین ہے جس سے انسان کے عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت (باہم رہنا سہنا ۱۲) و اخلاق درست ہوں جس کا ثمرہ دنیا میں اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ[۱] کی دولت اور آخرت میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[۲] کی بشارت ہے سو اس کا وجوب ظاہر ہے سمعاً بھی عقلاً بھی۔ دلائل سمعیہ یہ ہیں طلب العلم واجب علی کل مسلم[۳] (بیہقی عن انس)، طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم[۴] (الدیلمی عن علی)، طلب الفقہ حتم واجب علی کل مسلم[۵] (حاکم فی تاریخہ عن انس)، تعلموا العلم وعلموہ الناس[۶] (دارقطنی عن ابی سعید وبیہقی عن ابی بکر)، تعلموا العلم قبل ان یرفع[۷] (الدیلمی عن ابن مسعود وعن ابن ابی ہریرۃ)، یا ایھا الناس علیکم بالعلم قبل ان یقبض[۸] (طبرانی والخطیب عن ابی امامۃ)، یا ایھا الناس خذوا من العلم قبل ان یقبض العلم[۹] (احمد والدارمی طب وابو الشیخ فی تفسیرہ وابن مردویہ عن ابی امامۃ)، ویل لمن لا یعلم[۱۰] (حل عن حذیفۃ) کذا فی کنز العمال وغیر ذلک[۱۱] من النصوص العامۃ للرجل والمرأۃ۔

اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اصلاح عقائد و اعمال کی فرض ہے اور وہ موقوف ہے انکی تحصیل علم پر۔ چنانچہ ظاہر ہے اور فرض کا موقوف علیہ فرض ہے۔ پس تحصیل علم فرض ہوا۔ اور ہر چند کہ موقوف ہونا عمل کا علم پر بالکل بدیہی ہے۔ مگر اس سے ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ حسّی بھی ہے چنانچہ بے علم عورتیں جس حالت میں ہیں سب (ظاہر ۱۲) دیکھتے ہیں کہ نہ ان کو کفر و شرک کی کچھ تمیز ہے نہ ایمان و اسلام کی کچھ محبت ہے۔ جو چاہیں خدا تعالیٰ کی شان میں بک دیتی ہیں جو چاہیں احکام شرعیہ کے مقابلہ میں زبان درازی کر بیٹھتی ہیں۔ اولاد کے لئے یا شوہر کو مسخر (تابعدار ۱۲) کرنے کیلئے ٹوٹنے ٹوٹکے جادو منتر جو کچھ کوئی بتلا دیتا ہے بلا امتیاز مشروع (جائز ۱۲) نامشروع (ناجائز ۱۲) کے سب ہی کچھ کر گذرتی ہیں۔ جب عقائد ہی میں یہ حالت ہے تو نماز روزہ کا تو کیا ذکر ہے حتیٰ کہ بعض کی نوبت ترک سے گذر کر استخفاف (ہلکا سمجھنا ۱۲) بلکہ تشاؤم و تطیر (بدفالی ۱۲) تک پہنچ جاتی ہے۔ یعنی بعض تو باوجود فرض سمجھنے کے اس کو ترک ہی کر دیتی ہیں اور بعض اس کی وقعت بھی نہیں کرتیں کوئی ضروری امر نہیں سمجھتیں اور بعض اس کو منحوس و موجب مضرت (ضرر ۱۲) اعتقاد کرتی ہیں اور یہ دو درجے کفر صریح ہیں اور اول فسق و کبیرہ ہے۔ اور جب نماز روزہ میں یہ کیفیت ہے جس میں ایک پیسہ خرچ بھی نہیں ہوتا تو زکوٰۃ اور حج جس میں پیسہ کا بھی خرچ ہے اسکو تو پوچھو ہی مت اور جب عقائد اور اعمال دیانت (دینی ۱۲) کا یہ حال ہے تو معاملات کی درستی کا تو

---

[۱] یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں ۱۲
[۲] یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ۱۲
[۳] ہر مسلمان پر علم کا طلب کرنا واجب ہے ۱۲
[۴] ہر مسلمان پر علم کا طلب کرنا فرض ہے ۱۲
[۵] ہر مسلمان پر فقہ کا طلب کرنا نہایت ضروری ہے ۱۲
[۶] علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ ۱۲
[۷] علم سیکھو قبل اس کے کہ وہ اٹھا لیا جائے ۱۲
[۸] اے لوگو علم کو لازم پکڑو قبل اس کے کہ وہ اٹھا لیا جاوے ۱۲
[۹] اے لوگو علم میں سے کچھ سیکھو قبل اس کے کہ علم اٹھا لیا جائے ۱۲
[۱۰] ان پڑھ کیلئے خرابی ہی خرابی ہے ۱۲
[۱۱] اسکے علاوہ اور بھی نصوص ہیں جو عام ہیں مردوں کیلئے بھی اور عورتوں کیلئے بھی ۱۲

احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نماز روزہ کی صورت تو دین کی ہے اور معاملات تو عوام کی نظر میں بالکل دنیا ہی کی شکل رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کی درستی کا اہتمام تو خاص ہی خاص لوگ کرتے ہیں۔ جاہل مستورات کیا درستی کریں گی۔ پھر جب معاملات کے ساتھ یہ طرز عمل ہے۔ تو معاشرت کی اصلاح تک تو کہاں ذہن جاویگا کیونکہ معاملات کو حقوق العباد تو سمجھا جاتا ہے بخلاف معاشرت کے کہ اس میں یہ پہلو بھی ظاہر نہیں ہے۔ اسلئے اس کا بالکل ہی اہتمام کم ہے۔ پھر جب معاملات و معاشرت سے اتنی بے پروائی ہے تو اخلاق باطنی مثل تواضع و اخلاص و خوف و محبت و صبر و شکر و نحو ذلک کی طرف تو کیا توجہ ہوگی۔ کیونکہ معاملات کا زیادہ اور معاشرت کا اس سے کم دوسروں تک تو اثر پہنچنا معلوم ہے۔ نیز ان پر بعض اوقات نیکنامی و بدنامی کا ترتب بھی ہو جاتا ہے۔ بخلاف اخلاق باطنی کے کہ اس کا غالب بھی اپنی ہی ذات تک محدود ہے اور بوجہ خفا کے دوسروں کو ان کا علم بھی کم ہوتا ہے جس سے نیکنام یا بدنام کر سکیں اسلئے اس کا اہتمام تو بالکل ہی ندارد ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے خواص میں بھی تا بعوام چہ رسد۔ بہرحال ان سب امور دینیہ میں قلت مبالاۃ کا اصل منشا و سبب قلت علم دین ہے۔ پھر جہاں بالکل ہی علم نہ ہو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ فطرۃً عقل بھی کم ہو (کیونکہ طبقہ اناث قدرتی طور پر ناقص العقل ہوتی ہیں۔ غرض جہاں نہ عقل ہو نہ علم ہو) تو وہاں تو امور مذکورہ میں کوتاہی کی کیا حد ہوگی۔ غرض عقل اور مشاہدہ دونوں شاہد ہیں کہ بدون علم کے عمل کی تصحیح ممکن نہیں اور عمل کی تصحیح واجب اور فرض۔ پس تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا اوپر دعویٰ کیا گیا ہے عقلاً بھی ثابت ہو گیا۔ اور سمعاً فرض ہونا اس سے اوپر بیان کیا گیا ہے تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا۔ پس ان لوگوں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو نوکری کرنا نہیں ہے تو ان کی تعلیم کیا ضرور ہے محض غلط ٹھیرا۔ یہ جواب ہوا ان کی مذکورہ کوتاہی کا۔ البتہ اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ علم دین کی فرضیت سے تعلیم بطور متعارف کا واجب ہونا لازم نہیں آتا کہ مستورات کو کتابیں بھی پڑھائی جاویں بلکہ یہ فرض اہل علم سے پوچھ پاچھ رکھنے سے ادا ہو سکتا ہے۔ سو اس کی تحقیق یہ ہے کہ واقعی یہ بات صحیح ہے اور ہم تعلیم متعارف کو فی نفسہ واجب بھی نہیں کہتے۔ لیکن یہاں تین مقدمے قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے۔ گو۔ بالغیر سہی جیسے جو شخص پیادہ سفر حج قطع کرنے پر قادر نہ ہو اور اس شخص کے زمانہ میں ریل اور آگبوٹ ہی ذریعہ قطع سفر کا متعین ہو اور اس کے پاس اس قدر وسعت اور استطاعت بھی ہو تو اس شخص پر واجب ہوگا کہ سفر کا عزم کرے اور ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خرید کر اسمیں سوار ہو۔ سو ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خریدنا اور اس پر سوار ہونا فی نفسہ شرعاً فرض نہیں لیکن چونکہ ایک فرض کا ذریعہ ہے اسلئے یہ بھی فرض ہوگا مگر بالغیر۔ پس یہ مقدمہ تو ثابت ہو چکا۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ علم کا اذہان میں قابل اطمینان درجہ میں محفوظ رہنا موقوف ہے۔ کتب کے پڑھنے پر

جو کہ تعلیم کا متعارف طریق ہے اور محفوظ رکھنا علم دین کا واجب ہے۔ پس بنا بر مقدمۂ اولیٰ بطریق متعارف تعلیم کا جاری رکھنا بھی واجب ہے۔ البتہ یہ واجب علی الکفایہ ہے یعنی ہر مقام پر اتنے آدمی دینیات پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں کہ اہل حاجت کے سوالوں کا جواب دیسکیں۔ تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ یہ بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی ضروریات دینیہ کیلئے کافی ووافی نہیں۔ دو وجہ سے اولاً پردہ کے سبب (کہ وہ بھی اہم الواجبات ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا قریباً ناممکن ہے۔ اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جاوے تو بعض مستورات کو تو گھر کے اپنے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کیلئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق ازبس دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہوگئی یا کسی کے گھر ہی میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا خود عادۃً ناممکن ہے تو ان کی عام احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات اُن سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں۔ پس کچھ عورتوں کو بطریق متعارف تعلیم دین دینا واجب ہوا۔ پس اس شبہ کا بھی جواب ہوگیا اور ثابت ہوگیا کہ لکھے پڑھے مردوں کی طرح عورتوں میں ایسی تعلیم کا ہونا ضرور ہے اور اس غلط خیال عدم ضرورت تعلیم نسوان کا بالکلیہ استیصال ہوگیا۔

اب دوسرے طبقہ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے جو تعلیم نسوان کے مخالف ہیں اور اس کو سخت ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ہم نے لکھی پڑھی عورتوں کو اکثر آزاد اور بیباک اور قلیل الحیاء اور مکار اور عفت سوز دیکھا ہے۔ خاص کر اگر لکھنا بھی جانتی ہوں تو اور بھی شوخ چشم ہوجاتی ہیں جس کو چاہا خط لکھ بھیجا جس کو چاہا پیام وسلام پہنچا دیا۔ اسی طرح دوسروں کو بھی طمع ہوتی ہے کہ اپنے نفسانی جذبات کو ان تک بذریعہ تحریر پہنچا دیتے ہیں اور ان کے پاس جب ایسی تحریرات پہنچتی ہیں کبھی تو وہ بھی متاثر ہوکر نرم جواب دیتی ہیں اور سلسلہ بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے واقع ہوتا ہے اور کبھی جواب نہیں دیتیں اور سکوت کرتی ہیں تو مریض القلب لوگ اس سے بھی استدلال کرتے ہیں ان کے نیم راضی ہونے پر۔ پھر وہ لوگ آئندہ کے پیام وسلام وتحریر سے اس کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ گوش زدہ اثرے دارد۔ قاعدہ اکثریہ ہے۔ پھر بعض کا طرز بیان جادو نشان ہوتا ہے۔ پھر نسوانی طبائع معمولی طور پر نرم بھی ہوتی ہیں تو شیطان کا جال پھیل جانا زیادہ عجیب نہیں ہوتا اور اگر کسی مکتوب الیہا نے ناراضی بھی ظاہر کی اور اسی ناراضی کا جواب کاتب تک بھی پہنچا دیا مگر اپنے شوہر یا خاندان کے خوف سے کہ خدا جانے کیا گمان کریں گے اور کیا معاملہ کریں گے۔ اپنے گھر والوں سے اس کا اخفا کرتی ہیں۔ اور

اس طور پر وہ کاتبین ہر طرح کی مضرت سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسلئے ان کی جسارت بڑھتی ہے اور پھر وہ دوسرے
موقع پر اس کی سلسلہ جنبانی کرتے ہیں اور ان سب واقعات کا مبنی ان مستورات کا تعلیم یافتہ ہونا ہے۔ اگر وہ
ناخواندہ ہوں تو ان کے پاس کوئی مضمون بھیجنے سے اندیشہ ہوگا دوسرے کے مطلع ہونے کا اور یہ سبب ہو جاوے گا
اس باب کے مسدود ہو جانے کا اور یہ مفسدہ اس صورت میں زیادہ محتمل ہے۔ جب کہ کسی عورت کے مضامین
اخباروں میں چھپنے لگیں تو ان مضامین کو دیکھ کر سخن شناس شیاطین اندازہ کرتے ہیں کاتبہ کے رنگ طبیعت
اور جذبات اور خیالات کا تو اس شرارت کے شرارے وہاں زیادہ پھیلتے ہیں بالخصوص اگر وہ کلام نظم بھی ہو
تو اور بھی آفت ہے اور اس زمانہ میں تو ایک اور غضب ہے کہ افتخار کے لئے صاحب مضامین کا نام اور پتہ تک
صاف لکھدیا جاتا ہے کہ فلانے کی بیٹی فلانے کی بیوی فلاں جگہ کی رہنے والی۔ اور یہ تمام تر خرابیاں ان کے
لکھے پڑھے ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر ان خفیہ ریشہ دوانیوں کی کسی طور پر شوہر یا اہل خاندان کو
اطلاع ہی ہوگئی تو چونکہ لکھا پڑھا آدمی ہوشیار اور سخن سازی پر زیادہ قادر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں کرینگی
کہ کبھی ان پر حرف ہی نہ آوے گا اور الٹا منھ ناک بنا دین گی۔ مکاری سے رو دیں گی کہ ہم کو یوں کہا۔ کہیں
خودکشی اور کنوئیں میں ڈوبنے کی دھمکی دیں گی۔ حتی کہ اس غریب باز پرس کرنے والے کو خوشامد کرنا پڑیگی
اور ڈر کے مارے پھر کبھی زبان تک نہ ہلاوے گا۔ ایک خرابی اس تعلیم یافتہ طبقۂ اناث میں یہ ہوتی ہے کہ ہر
طرح کی کتابیں منگا کر پڑھتی ہیں۔ عشق بازی کے قصے۔ سازش اور لگاوٹ کے ناول۔ شوق انگیز غزلیں۔
پھر ان سے طبیعت بگڑتی ہے۔ کبھی ایسی غزلیں ذرا کھلکر پڑھتی ہیں کہ دروازہ میں یا پڑوس اور محلہ میں یا
سڑک پر آواز جاتی ہے اور آواز پر کوئی فریفتہ ہو کر درپے ہو جاتا ہے اور اگر وہ ناکام بھی رہا تاہم رسوائی اور
پریشانی کا سبب تو بن ہی جاتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ ان صاحبوں کے خیالات کا۔ اور میں ان واقعات کی تکذیب
نہیں کرتا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ ان صاحبوں نے کوتاہ نظری سے کام لیا۔ واقعات کے حقائق میں غور نہیں
کیا۔ اصل یہ ہے کہ ان سب خرابیوں کی ذمہ دار تعلیم نہیں ہے بلکہ طرز تعلیم ہے یا نصاب تعلیم ہے یا طرز عمل
ہے یا سوء تدبیر ہے یعنی یا تو یہ ہوا ہے کہ ایسی کتابیں نہیں پڑھائی گئیں۔ جن سے احکام حلال و حرام اور تفصیل
ثواب و عقاب اور طریقہ تہذیب اخلاق معلوم ہو اور جس سے خوف و خشیت و معرفت و عظمت حق حاصل
ہو۔ ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اپنی رائے سے اردو کے مختلف رسالوں کا مطالعہ
کر کے لکھنے پڑھنے کی مہارت بڑھائی ہے۔ اور تعلیم یافتہ کا لقب پا کر اس طرح تعلیم کو بدنام کیا ہے تو ظاہر
ہے کہ محض حرف شناسی کو نہ تعلیم کہہ سکتے ہیں اور نہ حرف شناسی اصلاح اعمال و احوال کی کفالت کر سکتی
ہے۔ اور یا یہ ہوا ہے کہ باوجود نصاب تعلیم کے مفید و کافی ہونے کے اس نصاب کے مضامین کو قلب میں

جمانے کی کوشش نہیں کی گئی اور عمل کی نگرانی نہیں کی گئی۔ مثلاً اس کی ضرورت ہے کہ جس روز کسی لڑکی نے یہ مسئلہ پڑھا کہ غیبت گناہ ہے۔ اس کے بعد اگر وہ غیبت کرے تو فوراً اس کو یاد دلادے کہ دیکھو تم نے کیا پڑھا تھا اس کے خلاف کرتی ہو اور مثلاً ان کو پردہ کی ضرورت یا پست آواز سے بولنے کی تاکید پڑھائی گئی اور پھر اس میں کوتاہی یا غفلت کا مشاہدہ ہوا۔ فوراً اس کو روکنا چاہئے یا ان کو حرص مال و زیور کی مذمت پڑھائی تھی پھر انہوں نے کسی تکلف کے کپڑے یا غیر ضروری زیور کی ہوس کی تو فوراً ان کو متنبہ کیا جاوے اسی طرح امید ہے کہ اخلاق فاضلہ و اعمال صالحہ کا ملکہ ان میں پیدا ہو جاویگا اور یا یہ ہوا ہے کہ اُن کی خود طبیعت اور طینت ہی میں صلاحیت اور قابلیت نہیں ہے تو اس صورت میں مصرعہ۔ "تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است" کا اور شعر

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس

کا مضمون ہے۔ یہ گفتگو خود ان کے احوال و اعمال کے متعلق تھی اور جو افعال دوسرے شریر لوگوں کے شمار کرائے ہیں اُن کا استداد سو تدبیر سے ہوتا ہے۔ اس کے انسداد کی اچھی تدبیر یہ ہے کہ واسطے کے ساتھ نہایت سختی کی جائے اور اپنے مردوں کو بالکل صاف صاف اطلاع دیدی جائے۔ غرض مفاسد کے اسباب یہ ہیں۔ جب یہ ہے تو اس میں عورتوں کی کیا تخصیص ہے یہی اسباب فساد اگر مردوں کو پیش آویں وہ ایسے ہی ہوں گے۔ پھر کیا وجہ کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جاوے بلکہ اہتمام کیا جاوے۔ اس فرق کی وجہ بعد تامل بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوئی کہ عورت سے صدور قبائح یا اس کی طرف نسبت قبائح عرفاً موجب ذلت و رسوائی ہے اور وہی امور اگر مرد سے صادر ہوں یا اس کی طرف منسوب ہوں تو وہ عرفاً موجب ذلت و رسوائی نہیں ہے۔ اسلئے عورت کیلئے ان مفاسد کے احتمال کو موانع تعلیم سے قرار دیا ہے اور مردوں کیلئے نہیں۔ باقی شرعاً ظاہر ہے کہ اس باب میں مرد و عورت یکساں ہیں۔ اگر عورت کے لئے معصیت مذموم و قابل لوم ہے تو اسی درجہ میں مرد کیلئے بھی۔ اور اگر مرد کے لئے تو موجب طہارت و نزاہت ہے تو اسی درجہ میں عورت کیلئے بھی۔ پس جب شرعاً دونوں برابر ہیں اور عرفاً متفاوت پس اس تفاوت سے عملاً متاثر ہونا یعنی ایک کے لئے ان احتمالات کا اعتبار کرنا اور دوسرے کیلئے نہ کرنا صاف عرف کو شرع پر ترجیح دینا ہے جو بہت بڑا شعبہ ہے جاہلیت کا جس کا منشاء کبر اور ترفع ہے و بس۔ اور یہ صرف میرا ہی دعویٰ نہیں بلکہ مدعا علیہم کا اقرار بھی ہے۔ چنانچہ بکثرت اُن لوگوں کی زبان سے سنا گیا ہے کہ میاں مرد کا کیا ہے اس کی تو مثال برتن کی سی ہے کہ دس دفعہ سن گیا اور جب دھو دیا صاف ہو گیا۔ اور عورت کی مثال موتی کی آب کی سی ہے کہ اگر ایک دفعہ اتر گئی پھر چڑھ ہی نہیں سکتی۔ اس کے معنی دوسرے لفظوں میں

حاشیہ:
۵۱ نا اہل کو تعلیم دینا ایسا ہے جیسے گنبد پر گیند کا رکھنا۔ ۱۲

۵۲ برے لوہے سے اچھی تلوار کیسے بن سکتی ہے اے عقلمند نا اہل تربیت کے ذریعہ انسان نہیں بن سکتا ۱۲

۵۳ صدور قبائح برائیوں کا صادر ہونا ۱۲

صاف یہ بھی ہیں کہ مردوں کیلئے معصیت کو خفیف سمجھتے ہیں اور عورتوں کے لئے شدید تو علاوہ کبر کے اس میں تو فتوی استخفاف کے جاری ہونے کا بھی اندیشہ اور سخت اندیشہ ہے۔

اب صرف تیسرے طبقہ کے متعلق کلام باقی رہ گیا جو تعلیم کے حامی تو ہیں۔لیکن اس تعلیم کی تعیین (مقرر کرنا) میں یا اس طریقہ کی تجویز میں اُن سے غلطی ہوئی۔چنانچہ ان میں سے بعض کا بیان بضمن اصلاح خیال طبقہ ثانیہ کے اوپر ہو چکا ہے۔مثلاً ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دینا پھر اُن کا اپنی رائے سے مختلف رسالوں کا مطالعہ کرنا اور مثلاً بعد تعلیم کے عمل کی نگرانی نہ کرنا۔جس کی متعدد مثالیں بھی ساتھ ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔اور بعض کا بیان اب کیا جاتا ہے۔مثلاً بعضے مستورات کو بجائے علوم دینیہ پڑھانے کے ان کو تاریخ و جغرافیہ یا اس سے بڑھ کر انگریزی پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انجیل پڑھاتے ہیں جس کی وجہ صرف تقلید (پیروی) اہل یورپ کی ہے یعنی اُن کے نصاب تعلیم میں شائستگی (لیاقت) کو منحصر سمجھنا اس کی بنا (وجہ) ہے مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم میں اور ان میں اگر رسوم و عادات اور طبائع و خواص (خاصیتیں) کا بھی فرق نہ ہوتا۔تاہم سب سے بڑا فرق مذہب ہی کا ہے کہ ہم مذہب اسلام کا التزام (لازم کرنا) کئے ہوئے ہیں اور وہ یا تو کوئی مذہب نہیں رکھتے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں اور یا ہمارے مذہب کے مغائر دوسرا مذہب رکھتے ہیں۔اسلئے ان کے یہاں یا تعلیم مذہبی بالکل نہ ہوگی صرف زبان کی تعلیم ہوگی یا دنیوی معلومات کی تعلیم ہوگی اور یا دوسرے مذہب کی تعلیم ہوگی۔بہر حال ان لوگوں کے اس تعلیم کا ایک خاص مبنیٰ ہے۔لیکن ہم لوگ اگر اُن کی تعلیم کو اختیار کریں تو اس کا کیا مبنیٰ ہے۔جب غرض تعلیم سے اُن کی اور ہے جس کا ابھی ذکر ہوا اور ہماری غرض اور ہے جس کا مختصر بیان طبقہ اولی کی اصلاح خیال کے ذکر میں ہوا ہے۔یعنی اصلاح عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق اور یہ غرض منحصر ہے علم دین میں۔تو ظاہر ہے کہ ہم کو اُن کی تعلیم کا اختیار کرنا ہر طرح بے ربط ہے۔البتہ اگر کسی کو تحصیل معاش کی بھی حاجت واقع ہونے والی ہو تو بعد علوم دینیہ کے اس کو ان علوم کا حاصل کر لینا بھی مضائقہ نہیں۔جو اس زمانہ میں معاش کا موقوف علیہ ہو۔جیسے اس وقت انگریزی و تاریخ و جغرافیہ وغیرہ۔باقی انجیل کی اُس شخص کو بھی ضرورت نہ ہوگی۔اور ظاہر ہے کہ کسب (کمانا) معاش (روزی) کی حاجت صرف مردوں کو ہوتی ہے اور عورتیں اول اس وجہ سے کہ ان کا نان و نفقہ مردوں کے ذمے ہے۔دوسرے اس وجہ سے کہ اسلام میں پردہ کی تاکید ہے اور وہ ابواب خاصہ معاش کے جو خاص علوم پر موقوف ہیں پردہ کے ساتھ حاصل نہیں کئے جا سکتے۔اسلئے عورتوں کے لئے یہ تعلیم بالکل فضول اور ان کے وقت کی اضاعت (ضائع کرنا) ہوگی بلکہ فضول سے متجاوز (بڑھ کر) ہو کر ہر طرح (طریقہ) کی مضرت ہوگی جیسا کہ عنقریب ان مضارہ کا بیان بھی آوے گا۔بہر حال یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے۔عورتوں کیلئے ہرگز زیبا نہیں۔البتہ فنون دنیا میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دستکاری کہ اگر کسی وقت کوئی

سر پرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے کما سکے یہ مناسب ہے۔ رہا قصہ شائستگی کا تو جس کا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علم دین کی برابر دنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب نہیں سکھلاتا۔ چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علم دین نے پورا اثر کیا ہے۔ اور ایک وہ شخص لیجئے جس پر تہذیب جدید نے پورا اثر کیا ہے۔ پھر دونوں کے اخلاق و معاشرت و معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان و زمین کا تفاوت پائیے گا البتہ اگر تصنع و تکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اس کی یہی غلطی ہوگی کہ ایک مفہوم[۵۱] کا مصداق اس نے غلط ٹھیرالیا۔ اور اگر کسی کے ذہن میں اس وقت کوئی دیندار ایسا آیا ہو جس میں تہذیب حقیقی کی کمی ہو تو اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا۔ یعنی دین کے اجزاء متعدد ہیں۔ عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق باطنہ۔ بعضے لوگ صرف نماز روزہ کے احکام کے جاننے کو علم دین اور ان احکام کی پابندی کرنے والے کو دیندار کا لقب دیدیتے ہیں۔ سو خود یہی غلط ہے۔ سب اجزاء مذکورہ کے احکام ضروریہ کا اچھی طرح جاننا علم دین اور سب کی پابندی دینداری ہے سو جس کو دیندار لقب دیکر قلیل التہذیب قرار دیا گیا ہے وہ واقع میں سب اجزائے دین کا مستوعب نہیں۔ اور کلام اس میں ہے کہ جس نے سب اجزاء کا اثر لیا ہو۔ بس وہ شبہ رفع ہوگیا۔ بندہ نے اس قسم کے شبہات کے جواب کے لئے رسالہ حقوق العلم لکھا ہے دجو قابل ملاحظہ ہے، غرض تہذیب علم دین کی برابر کسی علم سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی علم دین تو تھا جس نے سلف میں اپنے اثر سے وہ اخلاق و شائستگی پیدا کی کہ خود یورپ کو بھی اسکا اعتراف بلکہ اس سے اغتراف بھی ہے مگر ہم اپنے گھر کی دولت سے بے خبر ہو کر دوسروں سے اس کی دریوزہ گری کر رہے ہیں۔ وللہ در العارف الرومی حیث قال ؎

یک[۵۲] سبد پر نان ترا بر فرق سر　　تو ہمی جوئی لب نان دربدر
تا بزانوئے میان قعر آب　　وز عطش و ز جوع گشتی خراب

بعضے آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے۔ خاصکر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی و بیباکی اُن لڑکیوں میں بھی آوے گی۔ اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر جو عورت کا حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح ہے تمام خیر کی جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے ہرچند کہ اذا[۵۳] فاتک الحیاء فافعل ما شئت حکم عام ہے۔ لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کے لئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اسلئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اسکی بھی کمی ہوتی ہے۔ اسلئے کوئی مانع ہی نہ رہے گا۔ اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے

---

۵۱ یعنی اپنے ذہن میں ایک عبارت کا غلط مطلب مقرر کرلیا ۱۲

۵۲ تیرے سر پر نان سے بھرا ایک ٹوکرا رکھا ہے اور تو دربدر روٹی تلاش کرتا پھرتا ہے تو دریا کے اندر رانوں تک کی گہرائی میں کھڑا ہے پھر بھی بھوک اور پیاس سے بیتاب ہے ۱۲

۵۳ جب تجھ میں حیا نہیں رہی تو جو چاہے کر ۱۲

قریب مضرتیں واقع ہونگی۔اس تقریر سے دو خرابیوں کا حال بھی ہو گیا ہو گا۔جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے۔ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف اقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلّمہ (پڑھانیوالی) مسلمان ہی ہو۔اور یہ آنا ڈولیوں ہی میں ہو۔اور گو یہاں آکر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دکھلادیا ہے اور تجربہ کرادیا ہے کہ یہاں ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جن کا ان کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور یہ صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوئی ہے اور اور اگر استانی بھی کوئی آزاد یا مکار مل گئی تو کریلا اور نیم چڑھا کی مثال صادق آجاتی ہے اور دوسری جزئی یہ کہ اگر کہیں مشن کی میم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار نگرانی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانہ سے اختلاط ہونے لگے تب تو نہ آبرو کی خیر ہے اور نہ ایمان کی۔مگر افسوس صد افسوس ہے کہ بعضے لوگ ان آفات کو مایۂ افتخار سمجھ کر خود اپنے گھروں میں بلاتے ہیں۔میرے نزدیک تو ان آفات مجسّمہ سے بچّی تو بچّی اور تابع ہو کر تو کیا ذکر کسی بڑی بڈھی مسلمان عورت کا متبوع ہو کر بھی عمر بھر میں ایک بار ہمکلام ہونا بھی خطرناک ہے جن مضرتوں کے ذکر کا اوپر وعدہ تھا ان میں سے بعض یہی ہیں اور بعض کا ذکر اوپر دوسرے طبقہ کے منشاء خیال کے ضمن میں ہو چکا ہے اسلم (بہتر) طریق لڑکیوں کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنے (درمیان) اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور باثر ثابت ہوئی ہے۔اور بدرجہ مجبوری اسکا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں پڑھانے کا تو یہ طرز ہو۔اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے۔پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جس میں تمام اجزائے دین کی مکمل تعلیم ہو۔(میرے نزدیک اس وقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کیلئے کافی ہیں)، اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں ان کو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعہ سے سمجھوادے۔اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان کر دے تاکہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔پھر وہ سیانی ہو کر خود سمجھ لیں گی۔یا اگر عالم شوہر میسر ہو اس سے پوچھ لیں گی۔یا شوہر کے ذریعہ سے کسی عالم سے تحقیق کرا لیں گی (چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو دیباچہ کے حاشیہ پر شروع ہوا ہے اس کا خلاصہ لکھ دیا ہے مگر بعضے لوگ اس کو دیکھتے نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے اسلئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا کیسی کچّی سمجھ ہے)، بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ اُن کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس (پڑھانا) کا شوق ہو۔

تاکہ عمر بھر علمی شغل رہے تو اس سے علم و عمل کی تجدید و تحریص ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اسلئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔

یہ تو سب پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرائن سے طبیعت میں بیباکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ضروریات خانگی کے لئے اسکی بھی حاجت ہو جاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی کا ہو تو مفاسد سے بچنا جلب[1] مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے۔ ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھلاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ کیا ہے عقلاء نے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔

اب مضمون کو ختم کرتا ہوں اور غالباً اس مضمون کو بعنوان تسہیل اعادہ کی حاجت نہ ہوگی۔

کتبہ :- اشرف علی تھانوی سلخ شوال المکرم ۱۳۳۱ھ

طہارت یعنی وضو اور غسل کی فضیلت اور ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ جو کوئی وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھے (بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا زیادہ بہتر ہے) پھر ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تو اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جائینگے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو (بعد مرنے کے) اگر فوراً دو رکعت (نفل) نماز پڑھے کہ اُن میں قرآن پڑھے (جیسے کہ پڑھا کرتے ہیں) اور اس کو جان لے (یعنی غفلت سے نہ پڑھے جس میں پتہ ہی نہ لگے کہ کیا پڑھا کیا نہیں بلکہ حضور قلب سے پڑھے تاکہ معلوم رہے کہ میں کیا پڑھتا ہوں) اور تمام نماز اسی طرح حضور قلب سے پڑھے تو وہ نماز سے ایسے حال میں فارغ ہوگا کہ گناہوں سے پاک ہوگا۔ مثل اس دن کے جسدن اسکو اسکی ماں نے جنا تھا پس اس سے کہا جاویگا کہ نئے سرے سے عمل کر (رواہ الحافظ المستغفری وحسنہ کذافی احیاء السنن) اس وقت تک کے گناہ معاف ہوگئے اور علماء اس سے گناہ صغیرہ مراد لیتے ہیں اور دوبارہ عمل کرنے کیلئے کہنا کیسے معلوم ہوگا۔ سو اس کی یہ صورت ہے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرما دینے سے معلوم ہوگیا اور اس قدر کہہ دینا مسرت حاصل ہونے اور عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔

حدیث میں ہے کہ اُس شخص کا وضو کامل نہیں ہوتا جو مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اور دوسری حدیث میں درود پڑھنے کا

[1] نقصان سے بچنا غیر ضروری منافع کے حصول پر مقدم ہے۔

وقت وضو کے بعد آیا ہے۔ (احیاء السنن) **حدیث** میں ہے کہ جو مسلمان وضو کرتا ہے پس منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر گناہ دور ہو جاتا ہے۔ جس کی طرف اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا پانی کے ساتھ یا یہ فرمایا کہ آخر قطرہ پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں ہاتھ (کہنیوں تک) دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھ کے گناہ دور ہو جاتے ہیں جن کو ہاتھوں سے کیا تھا پانی کے ساتھ۔ یا یہ فرمایا کہ آخری قطرے پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں پیر دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں جنکو پیروں سے کیا تھا یہاں تک کہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم) ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے۔ اور آنکھ کا گناہ جیسے کسی کو بری نظر سے دیکھنا اور ہاتھ کا گناہ مثلاً کسی کو بری نیت سے ہاتھ لگانا اور پیروں کا گناہ مثلاً بری نیت سے کہیں جانا۔ خوب اچھی طرح وضو کیا کرو۔ کسقدر فضیلت و بزرگی وضو کی ہے اسکی قدر کرو **حضرت** انس رضؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں اور دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے) ان سے ایک طویل حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے انس مبالغہ کر غسل میں جنابت سے (یعنی جو حاجت غسل سے کیا جاتا ہے) پس تو بے شک نہانے کی جگہ سے ایسے حال میں نکلے گا کہ کوئی گناہ اور خطا تجھ پر کچھ باقی نہ رہیگا۔ (گناہ صغیرہ کی معافی یہاں بھی مراد ہے) میں نے (یہ قول حضرت انس کا ہے) عرض کیا کہ غسل میں مبالغہ کی کیا صورت ہے اے رسول اللہ۔ فرمایا (وہ یہ ہے) کہ تو بالوں کی جڑیں تر کرے اور بدن کو خوب صاف کرے۔ (بدن کو مل کر صاف کرنا مستحب ہے اور اچھی طرح صفائی بغیر ملنے کے نہیں ہوتی۔ اور مبالغہ سے مراد بہت اچھی طرح نہانا ہے جس کی تفسیر اور شرح حضورؐ نے بیان فرمائی) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اے میری پیارے بیٹے (شفقت سے یہ لفظ استعمال فرمایا) اگر تو طاقت رکھے ہر وقت وضو سے رہنے کی (تو ایسا کر ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے) پس جس کو موت اس حالت میں آوے کہ وہ باوضو ہو تو اسے شہادت (کا ثواب) مرحمت ہوگا۔ (ابو یعلیٰ)

تمام شد

(۱۶ صفر ۱۳۳۳ھ یوم چہار شنبہ)

بعد الحمد والصلوۃ احقر اشرف علی عفی عنہ نے اس ضمیمہ وحواشی متعلقہ حصہ اول بہشتی زیور کو حرفاً حرفاً خود مؤلف[۱] سلمہ اللہ تعالےٰ سے سنا۔ میں سب مضامین سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہ اللہ کو جزائے خیر دے اور اس تالیف کو مفتاح خیر بناوے۔ آمین

۱۶۔ صفر ۱۳۳۳ ہجری

[۱] یعنی مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی ۱۲

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ اول مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

از حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی

بعد الحمد و الصلوٰۃ۔ یہ کتاب درحقیقت استقلالاً تصحیح ہے ان اغلاط کی جو احقر کی تالیفات میں ناقلین و کاتبین کے تغافل سے رہ گئی ہیں اور استطراداً ان مسامحات کی جو خود احقر سے صادر ہو گئی ہیں۔ ان سب کی تصحیح کی صورت یہ رکھی ہے کہ اول ایک کتاب کو مع قید نام مطبع و سن طبع لیکر اس کے ایسے مقامات کو مع صفحہ و سطر اس طرح لکھا ہے کہ اول سرخی اصل کے بعد عبارت موجودہ پھر سرخی اصلاح کے بعد عبارت مقصودہ (جو بعد تصحیح ہونا چاہئے) یا مضمون ضروری لکھدیں تاکہ ناظرین اپنے نسخوں کو اسی کے مطابق صحیح کر لیں۔ اس تفصیل سے کہ جو نسخے دوسرے مطبع اور سنہ کے چھپے ہوئے ہوں ان کو مطالعہ کے قبل اس نسخہ ماخوذہ اور ان مقامات کے مجموعہ سے درست کر لیں۔ البتہ اگر کوئی مقام ان دوسرے ہی نسخوں میں صحیح ہو اور اس نسخہ ماخوذہ میں غیر صحیح ہو۔ مگر اس فہرست میں غفلت سے رہ گیا ہو۔ اس مقام کو اس فہرست کے بھروسے نہ بگاڑیں بلکہ ہم لوگوں کو بھی اطلاع کر دیں۔ چونکہ مجھ کو اس قدر فرصت نہ تھی اسلئے اس کام میں احقر نے اپنے بعض ثقات احباب سے بہت زیادہ مدد لی ہے جن کے علم و استعداد و تنقید و تدین پر مجھ کو اپنے گمان میں وثوق تھا۔ آخر میں چند دیگر ضروری امور پر تنبیہ کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے (۱) تصحیح کیلئے ہر کتاب کا وہ نسخہ اختیار کیا گیا ہے جو سب سے آخر میں طبع ہوا ہے باستثنا ان تالیفات کے جو صرف ایک ہی مرتبہ طبع ہوئی ہیں۔ (۲) جن نسخ ماخوذہ بغرض تصحیح کے ساتھ غلط نامہ منضم ہے اس تالیف کی غلطیوں میں سے صرف وہ غلطیاں لی جائیں گی جو اس غلط نامہ میں موجود نہیں ہیں۔ لہذا تمام غلط نامے اس کتاب کا ضمیمہ سمجھے جاویں۔ (۳) اس کتاب میں صرف وہ غلطیاں لی جائیں گی جو ناظرین کیلئے فہم مضامین

میں دشواری پیدا کرنیوالی یا ان کو غلطی میں ڈالنے والی ہوں۔ محاورہ اور زبان کی غلطیاں اس میں داخل نہ کی جائیں گی۔ (۴) جو کتابیں ہمارے علم میں شائع ہو چکی ہیں ان کی اغلاط کی تصحیح جن پر ہم کو اس وقت تک تنبہ ہوا ہے تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط کی جلد اول قرار دی گئی ہے اور جن تالیفات کی اشاعت کا ہم کو بعد کو علم ہوگا یا جو تالیفات آئندہ شائع ہونگی یا تالیفات مطبوعہ ۱۳۳۶ھ تک کی جن اغلاط پر ہم کو بعد کو تنبہ ہوگا ان کی تصحیح کتاب موسوم کی جلد ثانی میں کی جائیگی۔ (۵) جس تالیف کو کوئی صاحب چھاپنا چاہیں ان کو چاہئے کہ اول وہ تصحیح الاغلاط کا مطالعہ فرمالیں اور جن غلطیوں کا تعلق کتابت سے ہو ان کو صحیح کرلیں اور جن مسامحات کا تعلق مضمون سے ہے ان کی تنبیہات کو بلفظہا بطور حاشیہ کے کتاب پر چڑھادیں۔ ہم اس تنبیہ ۵ کو اس کتاب میں ہر تالیف کی تصحیح کے ابتداء میں یاددہانی کے لئے اعادہ کریں گے (۶) جن اغلاط کا ترجیح الراجح میں ذکر کیا گیا ہے ان سے اس کتاب میں اس کتاب کی اصلاحات کے ذیل میں جس سے انکا تعلق ہے تفصیلاً یا اجمالاً تعرض کیا جاوے گا (۷) تصحیح الاغلاط میں ہر کتاب کی تصحیح و اصلاح ایک جداگانہ حصہ قرار دی جاویگی۔ (۸) جس کتاب میں غلط نامہ لگا ہوا ہے اسکے غلط نامے کی تصحیح بھی تصحیح الاغلاط میں اصل کتاب کے ساتھ کی جاوے گی۔ (۹) اس کتاب میں صرف ان ہی مضامین کی اصلاح کی جاویگی جو احقر سے تعلق رکھتے ہیں اور جو مضامین بطور حواشی وغیرہ کے دوسرے اشخاص کی طرف سے ان کے ساتھ ملحق ہیں ان سے تعرض نہ کیا جاوے گا۔ الا نادراً۔

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

تمہید از مولانا مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی

احقر حبیب احمد کیرانوی مدعا نگار ہے کہ اعلیحضرت مجدد الملۃ والدین فاضت انہار فیوضہم نے اپنے اس حسن ظن کے سبب جو آنجناب کو اس ہیچمیرز سے ہے اپنی تصنیفات پر نظر ثانی کی خدمت احقر کے سپرد فرما رکھی ہے بنابریں یہ احقر اپنی استعداد کے موافق اس خدمت کو انجام دے رہا ہے اسکے متعلق چند امور کا اظہار کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (الف) جن اصلاحات کا تعلق حضرت مولانا مدظلہم العالی کے مضامین سے ہے ان کے متعلق یہ بتلادینا ضروری ہے کہ ان میں سے جن میں حضرت مولانا مدظلہم العالی سے کثرت مشاغل وغیرہ کے سبب بداہۃً تسامح ہوا ہے اُسکے متعلق تو کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جن اصلاحات کا تعلق ایسے مضامین سے ہے جن میں وقوع تسامح نظری ہے انکے متعلق یہ بتلادینا ضروری ہے کہ احتمال خطا ہر دو جانب ہے یعنی یہ بھی ممکن کہ فی الواقع حضرت مولانا سے تسامح ہوا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ احقر کی غلطی ہو۔ پس ایسے مقامات پر جو حضرات اہل علم اور ذی رائے ہیں انکو چاہئے کہ وہ اصل مضمون اور اصلاح دونوں پر نظر کر کے امر محقق کو اختیار کریں اور جو حضرات اہل الرائے نہیں ہیں وہ دیگر علماء سے

تحقیق فرمالیں۔ (ب) بعض اصلاحات ایسی بھی ہیں جن کا تعلق اصلاح تسامح سے نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق توضیح مضمون یا کسی اور فائدہ سے ہے۔ (ج) بہشتی زیور کے ان مسائل کی تحقیق کیلئے جن پر معاندانہ اعتراضات کئے گئے ہیں ہم نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا نام تحقیقات مفیدہ رکھا گیا ہے پس اس کتاب میں جہاں اُن مسائل کا ذکر آئیگا وہاں ان مسائل پر اجمالاً کلام کر کے تفصیل کیلئے تحقیقات مفیدہ کا حوالہ دیدیا جاویگا جنکو ان مسائل کی تحقیق اور تفصیل معلوم کرنیکا شوق ہو وہ اس کتاب میں دیکھ لیں۔ وہ کتاب تدریجاً "الامداد" میں شائع ہوئی ہے۔ (د) اس کتاب میں تحقیقات مفیدہ کا انہیں مسائل کے تحت میں حوالہ دیا جاویگا جنکے متعلق معاندانہ اعتراضات کا ہمکو علم ہو چکا ہے اور جنکے متعلق علم نہیں ہوا ان کے متعلق حوالہ نہ ہوگا" احقر حبیب احمد کیرانوی عفی عنہ (تمہید یں ختم ہوئیں آگے ضمیمہ ثانیہ شروع ہوتا ہے۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب بعد تمہید

اصل ۳۲ اللہ ورسول نے دین کی سب باتیں الخ۔ تحقیق اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں بندوں کو بتلادی ہیں خواہ اصول کلیہ کے طور پر ہوں یا تفریعات جزئیہ کے طور پر اور بدلالۃ النص ہو یا باشارۃ النص الی غیر ذلک من وجوہ البیان اسلئے اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو جو نہ نصوص میں منصوص ہو نہ ان سے مستنبط ہو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بایں معنی بڑا گناہ ہے۔ اس توضیح سے معلوم ہوا کہ اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین جو کہ نصوص ہی سے مستنبط ہیں بدعت نہیں ہیں۔ ہاں جو امور مستند الی الدلالۃ الشرعیہ نہیں ہیں اور اہل بدعت نے ان کو زبردستی دین میں ٹھونس دیا ہے وہ ضرور بدعت ہیں۔ اصل ۳۴ تمام امت میں سب سے بہتر ہیں الخ۔ تحقیق یہ عنوان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منصوص ہے اور جناب رسول اللہ صلعم کے حضور سے پاس ہو چکا ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں خیر ھذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر الخ کذا فی مسند احمد اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کنا نقول ورسول اللہ صلعم حی افضل امۃ النبی وبعدہ ابوبکر الخ کما فی المشکوٰۃ اصل ۳۵ کسی کا نام لیکر کافر کہنا الخ تحقیق۔ اس میں دو جزو ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کا نام لیکر کافر کہنا بڑا گناہ ہے اور دوسرا کسی کا نام لیکر اس پر لعنت کرنا بڑا گناہ ہے سو جزو اول کے معنی یہ ہیں کہ کسی کا نام لیکر اسکو قطعی طور پر کافر کہنا بڑا گناہ ہے بشرطیکہ اسکا کفر قطعی نہ ہو کیونکہ اسمیں دعوی ہے علم غیب کا۔ ہاں باعتبار ظاہر حال اسکو کافر کہنا اور اسکے ساتھ کفار کا سا معاملہ کرنا گناہ نہیں بشرطیکہ وہ مقر بالکفر ہو یا مدعی اسلام تو ہو مگر ضروریات دین میں سے کسی امر کا منکر ہو جیسے روافض کہ جمع بین الاختین کو حرام نہیں مانتے بلکہ اسکو محرف اور مبدل کہتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروق رضؓ و عثمان غنیؓ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مومن ظاہراً و باطناً نہیں جانتے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو مومن ظاہراً و باطناً جاننا اور ماننا ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ نماز روزہ وغیرہ کا ماجاء بہ الرسول ہونا۔ اسلئے انکے ایمان کا انکار بے شبہ تکذیب ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ رہا جزو ثانی۔ سو اسکے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کا نام لیکر اس پر

لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر بڑا گناہ ہے۔ بشرطیکہ اسکا کفر قطعی نہ ہو۔ کیونکہ اگر اسکا کفر قطعی نہیں ہے تو اسمیں احتمال ہے
اس امر کا کہ وہ فی علم اللہ مرحوم ہو لکونہ مومنا باطنا اوظاہرا حالاً اومآلاً اور جب وہ احتمالاً فی علم اللہ مرحوم ہوا تو اس پر
لعنت کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر وہ مسلمان ہے تب تو عدم جواز ظاہر ہے لان کل مومن مرحوم ولیس بملعون بعض لوگوں کو مشروعیت
لعان سے جواز لعن معین کا شبہ ہوا ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ اگر مشروعیت لعان جواز لعن شخصی کو مستلزم ہوگی تو لازم
آئیگا کہ جس کیلئے لعان مشروع ہوا اس پر لعن جائز ہو۔ حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لعان تو صحابہ اور غیر صحابہ
سب کیلئے مشروع ہے پس چاہئے کہ صحابہ پر بھی لعن جائز ہو ولا القول بہ مسلم۔ پس معلوم ہوا کہ مشروعیت لعان اور چیز ہے
اور جواز لعن شخصی دوسری چیز۔ اور اول ثانی کو مستلزم نہیں۔ نیز بعض لوگوں کو دہوکہ ہوا ہے اور انہوں نے لعن کے معنی
ابعاد عن الرحمۃ بیان کرکے کہا ہے کہ ابعاد عن الرحمۃ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ابعاد عن الرحمۃ مطلقا اور دوسری ابعاد عن الرحمۃ
المختصۃ بالابرار سو لعن بالمعنی الاول مسلمان پر نہیں ہو سکتی۔ ہاں لعن بالمعنی الثانی اس پر ہو سکتی ہے مگر یہ بھی انکی غلطی ہے کیونکہ رحمۃ
مختصہ بالابرار کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بالانبیاء ہے۔ اور دوسری وہ جو مختص بالصحابہ ہو۔ پس
چاہئے کہ نعوذ باللہ صحابہ پر لعن بمعنی ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ بالانبیاء جائز ہو ولا یقول بہ مسلم علیٰ ہذا رحمۃ مختصۃ بالانبیاء کے بھی درجات
متفاوت ہیں۔ چنانچہ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایک وہ ہے جو اس سے کم ہے۔ پس
چاہئے کہ نعوذ باللہ انبیاء پر لعن بمعنی ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہو۔ ولا یقول بہ مسلم۔ پس ثابت ہوا
کہ لعن شخصی بجز اُن کفار کے جنکا کفر قطعی ہے کسی پر جائز نہیں اور جو لوگ جواز کے قائل ہوئے ہیں۔ انکو اسکے مفاسد و لوازم پر
تنبہ نہیں ہوا ورنہ وہ ہرگز اسکے قائل نہ ہوتے۔ اصل ص۴۲ علی بخش۔ حسین بخش۔ عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا الخ۔ **تحقیق** اس
مسئلہ پر بعض جہلائے نے اعتراض کیا ہے مگر ہم اس مسئلہ کے ثبوت میں خاتم علماء فرنگی محل جناب مولوی عبدالحیٔ صاحب قدس
سرہ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں جنکو یہ جہلا اپنا استاد بھی مانتے ہیں اور ان کو علماء محققین میں شمار کرتے ہیں اور انکی تصانیف
مثل سعایہ سے احتجاج بھی کرتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں الجواب ایسا نام جسمیں اضافت عبد کی
طرف غیر خدا کے ہو درست نہیں ہے اور اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہ ہو۔ بسبب احتمال اس کے کہ
عبد سے مراد خادم و مطیع ہے مگر بوئے شرک سے ایسا نام خالی نہیں ہے۔ دبہشتی زیور میں اسی بوئے شرک کی بناء پر اس کو
افعال شرک و کفر میں درج کیا ہے۔ حبیب احمد) قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہیں اور علماء امت
محمدیہ نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل خلق منہا
زوجھا حواء لیسکن الیھا فلما تغشاھا حملت حملا خفیفا ھو النطفۃ فمرت بہ ذھبت وجاءت لخفتہ فلما اثقلت
کبر الولد فی بطنھا واشفقھا ان یکون بھیمۃ دعوا اللہ ربھما لئن اتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین فلما اتاھما صالحا
جعلا لہ شرکاء فیما اتاھما بتسمیۃ عبد الحارث ولا ینبغی ان یکون عبدا الا للہ ولیس باشراک فی المعبودیۃ بعصمۃ

آدم وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما ولدت حواء طاف بہا ابلیس وکان لا یعیش لہا ولد فقال سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ھذا من وحی الشیطان وامرہ رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب انتھی ملخصا اور جمل کے حواشی جلالین میں ہے ولیس الجعل المذکور باشراک اللہ بل ھو شرک فی التسمیۃ وھذا لا یقتضی الکفر اھ اور شرعۃ الاسلام میں ہے ولا یسمیہ حکیما ولا احکما ولا ابا عیسیٰ ولا عبد فلان انتھی اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے اما ما اشتھر من التسمیۃ بعبد النبی فظاھرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک انتھی اور ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ میں ہے ولا یجوز نحو عبد الحارث وعبد النبی ولا غیرہ مما شاع بین الناس اھ اور ابن محمد مکی کی شرح منہاج میں ہے ویحرم ملک الاملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ او الدار او علی او الحسن لایہام التشریک انتھی واللہ اعلم۔ حررہ عبدہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔" مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۲۹۶ وصفحہ ۲۹۷

رہا علی بخش سو اس کا موہم شرک ہونا اس وجہ سے ہے کہ جس طرح عبد مشترک ہے یوں ہی علی بھی مشترک ہے درمیان اسم خدا اور اسم علی مرتضیٰ کے اور متبادر اس سے اسم علی مرتضیٰ ہی ہے۔ کیونکہ یہ امر کہ خدا کا نام بھی علی ہے عوام اسکو نہیں جانتے اور حسین بخش اس کا واضح قرینہ ہے۔ پس اسکے موہم شرک ہونے میں شبہ کرنا سراسر جہل ہے۔

اصل صفحہ ۴۵ اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔ الخ۔ تحقیق مطلب یہ ہے کہ عورتوں وغیرہ میں جو اختلاط ہنود یا روافض کے سبب یہ بات پیدا ہوگئی ہے کہ وہ نجومیوں وغیرہ سے اچھی بری تاریخیں اور دن پوچھا کرتی ہیں۔ حالانکہ شریعت میں اسکی کچھ اصل نہیں ہوتی یہ امر شرک اور کفر کی باتوں میں سے ہے۔ بایں معنی کہ یہ کفار کا طریقہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر شریعت سے (فرضاً یا حقیقۃً) کسی تاریخ یا دن کی برائی یا اچھائی ثابت ہو تو اس کا دریافت کرنا بھی شرک اور کفر کی بات ہے۔ بھلا کون مسلمان ہوگا جو ایسا کہیگا یہ معترضین کا عناد ہے کہ وہ کلام کو ایسے محمل پر محمول کرتے ہیں جو قائل کے ذہن سے کوسوں دور ہے۔ رہا یہ امر کہ شرعاً بعض دنوں کا بعض کاموں کیلئے اچھا ہونا اور بعض دنوں کا بعض کاموں کیلئے برا ہونا ثابت ہے یا نہیں۔ سو یہ امر آخر ہے اور بہشتی زیور اس سے ساکت ہے۔ نہ وہ اس کی نفی کرتی ہے نہ اثبات۔ پس اس پر یہ اعتراض کرنا کہ یہ مسئلہ شریعت کے خلاف ہے غلط ہے اور پوچھنے سے مراد بغرض تصدیق پوچھنا ہے نہ کہ مطلقاً جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے من اتی عرافا فسألہ عن شئ لم یقبل لہ صلوۃ اربعین لیلۃ اصل صفحہ ۴۵ شگون لینا تحقیق۔ واضح ہو کہ فال شرعی اور چیز ہے اور شگون جو عوام میں اختلاط ہنود وغیرہ کے سبب مروج ہے وہ اور ہے۔ چنانچہ فال شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص اتفاقاً کسی کے منہ سے کوئی اچھا لفظ سُنے اور اسکو سنکر حق سبحانہ کی جانب سے وصول خیر کا امیدوار ہو اور شگون مروج یہ ہے کہ ہتھیلی میں کھجلی ہوئی سمجھا کہ روپیہ ہاتھ آئیگا۔ کسی نے چھینک دیا سمجھا کہ کام نہ ہوگا۔ داہنی آنکھ پھڑکی سمجھا کہ خوشی ہوگی بائیں آنکھ پھڑکی سمجھا کہ رنج ہوگا۔

اس قسم کے شگون از قسم عرافہ ہیں اور فال شرعی میں داخل نہیں ہیں بلکہ وہ طیرہ میں داخل ہیں اور بحدیث الطیرۃ شرك امور شرکیہ میں داخل ہیں۔ پس بعض حمقار کا یہ سمجھنا کہ شگون نیک مطلقاً جائز ہے اور بہشتی زیور کا مسئلہ غلط ہے جہل صریح اور واضح گمراہی ہے۔ اصل ۸ تصویر رکھنا۔ تحقیق تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ہے۔ اور مقصود اس سے ان لوگوں کی اصلاح ہے جو نئی روشنی سے متاثر ہو کر اپنے دوست احباب کی تصویریں رکھتے ہیں۔ یا جاہلانہ اعتقاد سے مغلوب ہو کر بزرگوں کی تصویریں بغرض تبرک رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جو کہ حالاً یا مآلاً شرک ہے اور ہر تصویر مراد نہیں ہے خواہ جاندار کی ہو یا بیجان کی اور چھوٹی ہو یا بڑی بضرورت ہو یا بلاضرورت۔ مہان ہو یا معظم۔ جیساکہ بعض حمقار کا خیال ہے اور نظیر اسکی حدیث مسلم ہے جسمیں جبرئیل علیہ السلام کے یہ الفاظ ہیں انا لاندخل بیتا فیہ کلب او صورۃ کیونکہ جس طرح حدیث مذکور میں صورۃ و کلب لفظاً مطلق ہیں اور معناً مقید۔ یوں ہی بہشتی زیور میں تصویر لفظاً مطلق ہے اور معنی مقید فتنبہ۔ اصل ۹ چراغ جلانا تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج رواہ الترمذی وغیرہ۔ اس میں قبروں پر چراغ جلانے کی صریح ممانعت موجود ہے اور اصل راز اس ممانعت کا یہ ہے کہ قبروں پر چراغ جلانے میں بہت بڑا خطرہ تھا قبر پرستی کا جو کہ شرک ہے۔ اسلئے سد باب شرک کیلئے اسکی ممانعت فرمائی گئی۔ لیکن بعض لوگوں نے اس دقیقہ اور راز کو نہیں سمجھا۔ اور بدیں عذر کہ اس میں تعظیم شان اولیاء اللہ ہے اسکو جائز کہہ دیا اور یہ خیال نہ کیا کہ جو تعظیم حد شرک تک پہنچی ہوئی ہو یا منجر الی الشرک ہو وہ خود جائز نہیں۔ پس اسکی بنا پر کسی مجرم منصوص کو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ واضح ہو کہ جب کسی مستحب امر میں کوئی مصلحت ہو اور اس سے بڑا مفسدہ ہو تو وہ مصلحت نظر انداز کردی جاتی ہے اور مفسدہ کا لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ حق سبحانہ جوئے اور شراب کی نسبت فرماتے ہیں یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما دیکھو باوجودیکہ جوئے اور شراب میں منفعتیں بھی تھیں مگر مفسدۂ اثم کا لحاظ کیا گیا اور منافع کو نظر انداز کردیا گیا۔ پس قبروں پر چراغ جلانے میں بھی اگر کوئی مصلحت ہو تو مفسدۂ عظیم کے مقابلہ میں جس کا آج کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جارہا ہے۔ اور اس تعظیم مفرط کے سبب لوگ برابر شرک جلی میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہرگز اسکو جائز نہیں کیا جاسکتا اور کسی کے قول کے مقابلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔ تعجب ہے حمقار زمانہ سے کہ وہ ایک طرف تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ اتباع حدیث کا دعویٰ کرکے فقہار کے اقوال مفتی بہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور دوسری طرف وہ اسقدر کمی کرتے ہیں کہ بعض علمار کے اقوال کو آڑ بناکر نصوص صریحہ کو رد کردیتے ہیں نیز کبھی تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ باوجود وسعت فی المسلک کے احتیاطی مسلک کے چھوڑ دینے پر اعتراض کرتے ہیں اور کبھی اس قدر کمی کرتے ہیں کہ لوگوں کے مشرک اور بت پرست ہوجانیکی بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ شرک و بت پرستی کی بنیاد مضبوط کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قبروں پر چراغ جلانا

بنص صریح حرام ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جو اسلام میں بت پرستی کی جڑ قائم کرتے ہیں اور جن کا مفضی الی الشرک ہونا مشاہدہ ہو چکا ہے ایسی حالت میں کوئی مصلحت اسکی حرمت کی معارض ہو کر اسکو نہیں اٹھا سکتی اور اسکے جواز میں کسی عالم کا قول معتبر نہیں۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ جو علماء اسکے جواز کی طرف گئے ہیں وہ اس بناء پر معذور ہیں کہ انکو مفسدہ کا احساس نہیں ہوا مگر بعد وضوح مفسدہ کسی کو انکی کورانہ تقلید کی گنجایش نہیں ہے۔ اصل ضمیمہ ۹ عورتوں کا وہاں جانا۔ الخ تحقیق عورتوں کا قبروں پر جانا گو فی نفسہ مشروع ہے مگر عوارض خارجیہ کی وجہ سے غیر مشروع ہے جیساکہ مساجد میں جانا اور جماعتوں میں شریک ہونا بلکہ مقابر پر جانے میں مفاسد زیادہ ہیں کیونکہ عموماً مقابر جنگلوں میں ہوتے ہیں جہاں ناموس کا زیادہ خطرہ ہے اصل ضمیمہ پختہ قبریں بنانا۔ تحقیق فی المشکوۃ عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ رواہ مسلم وفیہ ایضا عن ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجصصوا علی القبور ولا تصلوا الیہا رواہ مسلم وفیہ ایضا عن ابی الہیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ رواہ مسلم وفیہ ایضا عن جابر قال منع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا وان توطأ رواہ الترمذی ان روایات میں تجصیص قبور کی ممانعت صراحۃً موجود ہے اور اسکے علاوہ قبر کے اوپر کوئی شے بنانے اُن پر کتبہ قائم کرنے انکی طرف نماز پڑھنے انکے زیادہ اونچا بنانیکی ممانعت بھی موجود ہے۔ اور ان پر مساجد بنانے اور چراغ جلانیکی ممانعت پیشتر گذر چکی ہے۔ ان تمام نصوص میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم کا مقصود یہ ہے کہ قبروں کے اندر کوئی شان عظمت کی پیدا نہ ہونے پائے تاکہ لوگ انکی پرستش نہ کرنے لگیں لیکن شیخ عبدالغنی نابلسی وغیرہ نے ان نصوص صریحہ کا معارضہ کیا اور جن امور کو جناب رسول اللہ صلعم نے صراحۃً اور نام لیکر منع فرمایا تھا انہوں نے بیدھڑک انکو بدعت حسنہ فرمادیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اور امور مثل وضع ستور والعمائم والثیاب و نذر شمع وزیت للوقود عند القبور کو بھی جائز فرمادیا اور وجہ اسکی یہ بیان فرمائی کہ اسمیں اولیاء اللہ کی تعظیم ہے نیز اسمیں مصلحت یہ ہے کہ عوام انکو محقر نہ سمجھینگے۔ اب اہل انصاف غور کریں کہ کیا یہ صاف شریعت کا کھلا ہوا معارضہ نہیں ہے اور شریعت مصطفویہ کی مقابلہ میں نئی شریعت ایجاد کرنا نہیں ہے کہ صاحب شریعت تو ان امور کو منع فرمادیں انکے کرنیوالے پر لعنت کریں اور شیخ صاحب وغیرہ فرمادیں جائز لاینبغی النہی عنہ نیز اسکو بدعت حسنہ اور سنت قرار دیں فیا للعجب حقیقت امر یہ ہے کہ تجصیص قبور ووضع الستور والبناء علی القبور وایقاد قنادیل وغیرہ جو کہ لوگوں کیلئے شرک جلی کا دروازہ کھولتے ہیں اور جو کہ نصوص میں منہی عنہ ہیں تمام بدعات سیئہ اور مقصود شارع کے بالکل خلاف ہیں نہ کہ بدعت حسنہ اور سنت۔ کیونکہ بدعت حسنہ کے متعلق شیخ موصوف نے لکھا ہے ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود الشرع تسمی سنۃ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نئی بات کے بدعت حسنہ اور سنت ہونے کیلئے ضرورت ہے اسکی کہ وہ مقصود شارع کے موافق ہو اور امور مذکورہ نہ صرف مقصود شارع کے خلاف بلکہ صراحۃً منہی عنہ ہیں۔ پس وہ ضرور بدعت سیئہ ہونگے اور شیخ موصوف اور ان کے متبعین کا قول جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صریحہ کے خلاف اور انکے مقصود یعنی سد باب شرک کے مزاحم ہے ہرگز مقبول نہ ہوگا اور جو مصلحت انہوں نے بیان کی ہے وہ مفسدۂ شرک کی مقابلہ میں ہرگز قابل وقعت نہ ہوگی۔ واضح ہو کہ میرا مقصود حضرت شیخ اور انکے موافقین علمائے ربانی پر طعن نہیں ہے کیونکہ میں جانتا

ہوں کہ انکا مقصود شریعت کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ یہ انکی اجتہادی غلطی ہے خدا معاف کرے لیکن بعد وضوح مفاسد کے اب کسی کو گنجایش نہیں ہے کہ وہ انکی کورانہ تقلید کرے بالخصوص ان لوگوں کو جو بزعم خود مجتہد ہیں اور اپنے اجتہاد کے زور میں جمہور فقہا کو بھی بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ اب ہم اپنی بیان کی بعض روایات فقہیہ سے بھی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ در مختار میں ہے لا یجصص للنهی عنه نیز اسی میں ہے لا یرفع علیه بناء اور رد المحتار میں ہے قوله لا یرفع علیه بناء ای یحرم لو للزینة و یکره لو للاحکام بعد الدفن وفیه ایضا اما البناء علیه فلم ار من اختار جوازه وفی شرح المنیة المختار انه لا یکره التطیین عن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذلك لما روی عن جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنی علیها رواه مسلم وغیره اھ ان روایات سے ثابت ہوا کہ پختہ قبریں بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ ان میں ایک تو بناء علی القبر ہوتی ہے دوسرے تجصیص اور وہ دونوں ناجائز ہیں اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے لا یکره البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات سو یہ بوجہ معارض ہونے نصوص اور مذہب حنفی کے مقبول نہیں نیز جو مفاسد عام قبروں پر عمارت وغیرہ بنانے میں ہیں مشائخ وغیرہ کی قبور پر عمارات وغیرہ بنانے میں ان سے زیادہ مفاسد ہیں کیونکہ وہاں علاوہ زینت و احکام و اسراف کے فتح باب شرک بھی ہے پس انکی قبور پر عمارات بنانا بالاولی ناجائز ہوگا اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے الیوم اعتادوا التسنیم باللبن صیانة للقبر عن النبش و رأوا ذلك حسنا وقال صلی الله علیه وسلم ما رأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن اھ سو یہ اسلئے نامقبول ہے کہ مسلمون سے مراد عام مسلمان ہیں اور نہ ما رأہ المسلمون عام ہے بلکہ ما رأہ المسلمون سے مراد وہ امر ہے جو مقصود شارع کے خلاف ہو۔ اور مسلمون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل اجماع ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جو امر مقصود شارع کے خلاف نہ ہو اور اہل اجماع اس پر اجماع کرلیں وہ عند اللہ حسن ہے نہ یہ کہ جس چیز کو بھی بعض مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک اچھی ہو ورنہ بدعت کا کوئی مصداق ہی باقی نہ رہیگا وہو ظاہر پس اس سے استدلال قبروں کے پختہ بنانے پر صحیح نہیں کیونکہ وہ مقصود و نص شارع کے خلاف ہے کما تبین نیز جن لوگوں نے اسکو مستحسن سمجھا ہے وہ بعض علما ہیں جنکی دوسرے علمائے متیقظین مخالفت کرتے ہیں۔ رہی علت صیانة عن النبش سو وہ اسلئے صحیح نہیں کہ یہ علت علماء مجوزین کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ یہ علت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین و مجتہدین کے زمانہ میں بھی موجود تھی مگر انہوں نے اسکا لحاظ نہیں کیا اور بناء علی القبر اور تجصیص کی اجازت نہیں دی۔ ایسی حالت میں کسی عالم کو کیا مجاز ہے کہ وہ اس علت کا لحاظ کر کے جواز کا فتویٰ دے۔ بالخصوص اس وقت میں جبکہ اسکا مؤدی الی الشرک ہونا اور بانیوں کی نیت کا صیانة عن النبش نہ ہونا معلوم و مشاہد ہو۔ خلاصہ یہ کہ بحکم نبوی اور بحکم مذہب حنفی قبروں کا پختہ بنانا ممنوع ہے اور اسکے خلاف کسی عالم کا قول معتبر نہیں واللہ اعلم اصل ضمیمہ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا۔ الخ تحقیق چونکہ سلام کی جگہ بندگی کرنا ہندؤں کی رسم ہے اسلئے ممنوع ہے اور آداب میں مشابہت نیا چرہ و ترک سنت ہے اسلئے بدعت ہے۔ اور بہشتی زیور میں جو خطوط میں لفظ آداب استعمال کیا گیا ہے وہ آداب بمعنی سلام نہیں ہے بلکہ وہ اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہے اور ادب کی جمع ہے یعنی ضمن القاب میں اور اسکے بعد ان آداب کو بجالا کر جن کا بجالانا چھوٹوں پر لازم ہے۔ غرض یہ ہے۔ الخ پس اس سے اعتراض حمقا ساقط ہے۔ اصل ضمیمہ گانا سننا۔ تحقیق گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا یا عرسوں میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتیں

رائج ہے اور منشا حرمت نفس انشاد شعر بصوت حسن نہیں ہے بلکہ دیگر مفاسد کے سبب اسکو ممنوع کہا گیا ہے حضرت مولانا مدظلہم العالی نے اس مبحث کو اصلاح الرسوم میں قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اسمیں دیکھ لینا چاہئے۔ اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا اصل ۲۱ صفحہ ۱۴۴ پیشہ کو ذلیل سمجھنا تحقیق اس سے مراد جائز پیشہ ہے نہ کہ عام خواہ جائز کام ہو یا ناجائز۔ اور مقصود اس سے اس خرابی کی اصلاح ہے جو اکثر شرفاء میں پیدا ہوگئی ہے کہ وہ بھوکا رہنا اور ہندؤں وغیرہ کی جوتیاں سیدھی کرنا گوارا کرتے ہیں مگر درزی کا کام یا لوہار کا کام یا اور کوئی جائز کام کرنا گوارا نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری ذلت ہے پس حمقاء زمانہ کا یہ اعتراض کہ اس میں ناجائز پیشوں کے ذلیل سمجھنے کی ممانعت ہے سراسر بیہودہ اعتراض ہے۔ اصل ۱۶ صفحہ ۱۴۴ کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا شیر کا گوشت کھلانا۔ تحقیق اس سے مقصود اس مقام پر اس خرابی کی اصلاح ہے جو کہ عوام میں رائج ہے کہ بدون رائے طبیب حاذق اور بلا تحقیق اس امر کے کہ اس مرض کا علاج کچھ اور ہے یا نہیں ان اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ اگر کسی مرض کی نسبت طبیب مسلم حاذق یہ تجویز کرے کہ اس مرض کا علاج بجز شیر کے دودھ وغیرہ محرمات کے اور کچھ نہیں تو ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں سو یہ امر آخر ہے بہشتی زیور میں اس سے تعرض نہیں۔ کیونکہ اول تو ایسا اتفاق ہی نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اور جو صورت رائج ہے اور جسکے انسداد کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ بلا تحقیق اور بدون تجویز طبیب حاذق کے گوشت وغیرہ کھلا پلا دیا جاتا ہے لیکن اگر بالفرض اس کا عموم بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اسلئے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ظاہر مذہب تحریم ہے گو بعض لوگوں نے اجازت دیدی ہے اور اسکو مفتی بہ کہا ہے۔ پس اگر بہشتی زیور میں ظاہر مذہب کو اختیار کیا گیا جو کہ اصل مذہب ہے اور متاخرین کے قول کو نہ لیا تو کیا گناہ کیا۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ اس کو اختیار کرنے میں احتیاط بھی ہو اور احادیث کے بھی مطابق ہو۔ اور حمقاء زمانہ حضرت مولانا کے بغرض تسہیل مسلک احتیاط کی چھوڑ دینے پر حضرت مولانا پر اعتراض بھی کرتے ہوں اور ظاہر احادیث کی بناء پر جمہور فقہاء کی مخالفت کو جائز بھی رکھتے ہوں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو تداوی بالمحرم مختلف فیہ ہے اس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں بلکہ اسکی ممانعت ہے جو بالاتفاق حرام ہے اور برتقدیر تنزل اگر تداوی مختلف فیہ سے تعرض بھی ہو تب بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اولاً اسلئے کہ اصل مذہب تحریم ہے دوسرے اسلئے کہ یہ مسلک احتیاط ہے تیسرے اسلئے کہ وہ ظاہر احادیث کے موافق ہے۔ اصل ۲۱ صفحہ ۱۴۵ جبتک کوئی مجبوری نہ ہو۔ الخ۔ تحقیق دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے در مختار میں ہے یکرہ ان یستعین فی وضوئہ بغیرہ الا عند العجز لیکون اعظم لثوابہ واخلص لعبادتہ آہ وجہ استدلال استعانت مطلق ہے جو کہ استعانت فی المباشرۃ واستعانت فی الصب دونوں کو شامل ہے علیٰ ہذا دلیل کراہت بھی دونوں کو شامل ہے پس استعانت فی الصب مکروہ ہوگی اور علامہ شامی کا یہ کہنا کہ شاید صاحب در مختار کی مراد استعانت فی المباشرۃ ہو سو یہ صحیح نہیں کما یدل علیہ دلیلہ۔ اصل ۲۱ صفحہ ۱۴۶ جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے۔ تحقیق اس میں یہ ضرور شرط ہے کہ اوقات مکروہہ میں سے کوئی وقت نہ ہو لیکن جس طرح اور شرائط نماز کو اس بناء پر ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ اپنے مقامات پر مذکور ہیں یوں ہی اس شرط کو بھی ذکر نہیں کیا گیا معہذا۔ یہ عنوان اس حدیث کے بھی موافق ہے جسمیں تحیۃ الوضوء کی مشروعیت کا ذکر ہے چنانچہ اسکے الفاظ یہ ہیں ما من احد یتوضأ ویصلی رکعتین یقبل بقلبہ ووجھہ الا وجبت لہ الجنۃ اس حدیث میں شرط انتفاء وقت مکروہ لفظاً مذکور نہیں ہے۔ پس

بہشتی زیور پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسئلہ مقید ہے اور بہشتی زیور میں اس کو مطلق لکھا لہذا یہ مسئلہ غلط ہے جیسا کہ حمقاء زمانہ کرتے ہیں۔ اصل صفحہ ۴۷ سطر ۱ جب ایک دفعہ وضو کر لیا۔ الخ تحقیق دلیلہ ما فی الغنیۃ وھذہ عبارتہ موضحۃ بتوضیحاتنا المقوسۃ الوضوء عبادۃ غیر مقصودۃ لذاتہا (والاختلاف فیہا لاحد) فاذا المؤدی بہ عمل مما ھو المقصود من شرعیتہ کالصلوٰۃ وسجدۃ التلاوۃ ومس المصحف ینبغی ان لا یشرع تکرارہ قربۃ لکونہ غیر مقصود لذاتہ والا لزم کونہ مشروعا لذاتہ وھو قلب الموضوع (اذا کان کذلک) فیکون اسرافا محضا العدم الفائدۃ الاخرویۃ والدنیویۃ اما الاخرویۃ فلانہ غیر مشروع للزوم قلب موضوع الشارع کما تبین واما الدنیویۃ فلان الکلام فی الوضوء المستقل الذی ینوی بہ التقرب لا الذی یقصد بہ التبرد وازالۃ الوسخ وغیرہ (وایضا) قد قالوا فی السجدۃ لما لم تکن مقصودۃ لم یشرع التقرب بہا مستقلۃ وکانت مکروھۃ فھذا اولی (لان السجدۃ عبادۃ مقصودۃ فی الجملۃ بخلاف الوضوء فانہا لیست لعبادۃ مقصودۃ لذاتہا اصلاً) انتہی کلامہ بتوضیحاتنا المقوسۃ وھذا کلام متین لا یوھن بتوھینات سخیفۃ وقد زل قدم خاتم علماء فرنگی محل فی ھذا المقام زلۃ ظاھرۃ وقال فی السعایۃ قولا سخیفا عفا اللہ عنہ اصل صفحہ ۵۴ سطر ۵ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے الخ تحقیق یہ حکم عام عورتوں کا ہے نہ کہ مفضاۃ کا بلکہ مفضاۃ کے حکم سے اس جگہ اس وجہ سے تعرض نہیں کیا گیا ہے کہ وہ نادر الوقوع ہے۔ اصل صفحہ ۵۵ سطر ۱۲ اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدہ میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تحقیق مطلب یہ ہے کہ جس قاعدہ سے عورتوں کو سجدہ کرنیکا حکم ہے اگر وہ اس طرح سجدہ کریں جیسا کہ وہ کیا کرتی ہیں اور اسمیں سو جاویں تو وضو ٹوٹ جاویگا۔ رہا یہ امر کہ اگر وہ مردوں کیطرح سجدہ کریں اور سو جاویں یا نماز سے باہر سو جاویں تو وضو ٹوٹیگا یا نہیں۔ اس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں کیا گیا جب بہشتی زیور کے مسئلہ کا مطلب معلوم ہو گیا تو اب اسکی دلیل سنو عمدۃ الرعایہ میں ہے الحدیث لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع اخرجہ احمد فی مسندہ وحدیث لا یجب الوضوء علی من نام جالسا او قائما او ساجدا حتی یضع جنبیہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ اخرجہ البیہقی وقد حسنہ ابن الھمام سندا بکثرۃ الطرق ان احادیث کے الفاظ حتی یضطجع اور اذا اضطجع استرخت مفاصلہ سے ایک صاحب بصیرت اور ثاقب الذہن شخص بہت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ عدم انتقاض بالنوم فی سجود الصلوٰۃ کوئی امر تعبدی نہیں ہے بلکہ وہ معلول بعلت عدم استرخاء مفاصل ہے سو جس حالت میں استرخاء مفاصل پایا جاویگا انتقاض وضوء کا حکم کیا جاویگا اور جس حالت میں استرخاء مفاصل نہ پایا جاویگا حکم بانتقاض نہ کیا جاویگا۔ اسمیں نہ خصوصیت سجود کو دخل ہے نہ ہیئت مسنونہ کے داخل صلوٰۃ ہونے کو جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب سمجھنا چاہئے کہ عورتوں کے سجدہ کی ہیئت مسنونہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اسی میں سو جانے سے استرخاء مفاصل ہو جاتا ہے اسلئے اگر عورتیں سجدہ میں سو جائیں گی تو وضو ٹوٹ جائیگا جیسا کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے۔ اور مردوں کی ہیئت مسنونہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب تک وہ باقی ہے اس وقت تک استرخاء مفاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے اگر مرد سو جاویں تو وضو نہ ٹوٹیگا جیسا کہ حاشیہ بہشتی زیور میں لکھا ہے لیکن اگر عورتیں مردوں کی طرح

سجدہ کرینگی اور مرد عورتوں کی طرح تو حکم الٹا ہو جاویگا۔ پس جس نے اس راز کو سمجھ لیا اس نے صحیح حکم قائم کیا اور جس نے اسکو نہ سمجھا
اس نے اپنی فہم کے موافق حکم کیا۔ چنانچہ حلبی اس راز کو صغیری شرح منیہ میں سمجھ گئے اور انہوں نے کہا المعتمد ان ان نام (الرجل،
علی الهیئة المسنونة فی السجود رافعا بطنه عن فخذه مجافیا مرفقیه عن جنبیه لا یکون حدثا اقول وکذا المرأة ان نامت علی
هیئة الرجل، والا اقول بان نام الرجل علی الهیئة الغیر المسنونة او المرأة علی الهیئة المسنونة) فهو حدث لوجود
الاسترخاء سواء فی الصلوٰة او خارجها انتهی کلام الحلبی مع توضیحاتنا المقوسة اور دوسرے لوگوں نے نہیں سمجھا اسلئے
وہ چار قولوں پر متفرق ہو گئے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا خاتم علماء فرنگی محل
ہیں کہ وہ سعایہ میں اس اقوی الاقوال واصحہا کو اسخف الاقوال فرماتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسئلہ
بہشتی زیور غلط نہیں ہے اور نہ اسکو حقاً ضعیف کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ بھی اسی قبیل سے ہے جیسے اور مسائل مختلف فیہا ہیں۔ اصل ج۲ ص۱۵
اگر بھر منھ قے ہوئی الیٰ قولہ تو وہ نجس ہے اسکا دھونا واجب ہے تحقیق۔ یعنی اصل حکم تو یہی ہے کہ اس کا دھونا واجب ہے (چنانچہ اگر
انگلی وغیرہ میں تھوڑا خون لگا ہوا ور پانی وغیرہ میں ہاتھ ڈالنا چاہے تو اسکا دھونا ضروری ہے ورنہ پانی ناپاک ہو جاویگا گو حق صلوٰۃ
میں دفعاً للحرج۔ مقدار درہم یا اس سے کم کے دھونیکا وجوب ساقط ہو گیا ہے جیسا کہ مسئلہ ۲ بہشتی زیور حصہ دوم میں اسکی تصریح
موجود ہے پس حمقار زمانہ کا اعتراض ساقط ہو گیا۔ اصل مسئلہ ص۹ ۲ اگر تھوڑی سی منی نکلی الخ تحقیق اس مقام پر سمجھ لینا چاہئے
کہ اگر منی شہوت و دفق کے ساتھ اپنی مقر سے الگ ہو جاوے اور کچھ حصہ اسکا خارج ہو جاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رک جاوے
اور غسل کرنے کے بعد خارج ہو تو بلا شرط اس پر دوبارہ غسل واجب ہوتا ہے اور اگر غسل کے بعد بلا شہوت اور دفق کے جدید منی
نکلے تو بلا شرط اس پر دوبارہ غسل واجب نہیں۔ اصل قاعدہ وجوب غسل مکرر کا یہ ہے لیکن چونکہ اس کا معلوم ہونا مشکل ہے کہ جو منی بعد غسل
بلا شہوت نکلی ہے وہ منی سابق ہے یا منی جدید۔ اسلئے فقہاء نے امارات کا لحاظ کیا اور کہا کہ جو منی قدر معتد بہ چلنے پھرنے یا سونے
یا پیشاب کرنے کے بعد نکلے وہ منی جدید ہے اور چونکہ وہ بلا شہوت خارج ہوئی ہے اسلئے دوبارہ غسل واجب نہیں اور جو منی قبل
معتد بہ چلنے پھرنے وغیرہ کے نکلے وہ منی سابق ہے اور چونکہ وہ اپنے مقر سے شہوت و دفق کے ساتھ جدا ہوئی تھی اور اب وہ نکلی ہے
اسلئے دوبارہ غسل واجب ہے۔ جب یہ تفصیل معلوم ہوگئی تو اب سمجھنا چاہئے کہ بہشتی زیور میں جو صورت فرض کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منی اپنے
مقر اصلی سے دفق اور شہوت کے ساتھ جدا ہو جاوے اور اسکا کچھ حصہ نکل جاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رہ جاوے اور
بعد غسل کے وہ حصہ باقیہ خارج ہو اور اس پر بلا شرط دوبارہ وجوب غسل کا حکم کیا ہے پس یہ حکم صحیح ہے جیسا کہ تفصیل بالا
سے معلوم ہوا لیکن چونکہ یہ امر معلوم ہونا مشکل تھا کہ جو منی بعد غسل خارج ہوئی ہے وہ بقیہ منی سابق ہے یا منی جدید بنا بریں
حاشیہ میں اس کی توضیح کردی گئی اور کہہ دیا گیا ہے کہ یہ حکم جب ہے جبکہ وہ منی قبل سونے اور قبل پیشاب کرنے اور قبل چالیس قدم
یا زیادہ چلنے کے بعد نکلے دیکھو ص۶۶ ۲ بہشتی زیور حصہ اول حاشیہ نمبر ۵ پس حمقار زمانہ کا یہ اعتراض کہ مسئلہ بعمومہ صحیح نہیں
ہے غلط ہے۔ اصل ص۷۰ ۲ جب کوئی کافر مسلمان ہو تو اسکو غسل کر لینا مستحب ہے۔ تحقیق یعنی نفس اسلام لانے کے لئے

غسل کر لینا مستحب ہے لیکن اگر کوئی امر موجب غسل موجود ہو مثل جنابت یا حیض نفاس سے پاکی تو اس کا حکم یہاں بیان نہیں کیا گیا بلکہ بہشتی گوہر میں بیان کیا گیا ہے جو تتمہ ہے بہشتی زیور کا۔ خاتم علماء فرنگی محل نے سعایہ طبع ج ۱ ص ۳۲۹ میں اس مسئلہ کو اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح بہشتی زیور میں مذکور ہے۔ چنانچہ وہ غسل مندوب کے اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں منه غسل الکافر اذا اسلم بذالك امر النبی صلے الله علیه وسلم من جاء یرید الاسلام کذا فی التجنیس اھ پس حمقاء زمانہ کا بہشتی زیور پر یہ اعتراض کہ یہ مسئلہ مطلق صحیح نہیں ہے بلکہ ایک قید کے ساتھ یعنی یہ کہ وہ جنب اور حائض و نفساء نہ ہو سراسر لغو ہے۔ اصل ص ۹۵ مردار کے بال اور سینگ۔ الخ۔ تحقیق مردار سے مراد غیر خنزیر ہے۔ کمافی تنویر الابصار شعر المیتة وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها الی قوله طاهر وکمافی الوقایة وشعر المیتة وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها وشعر الانسان وعظمه طاهر فلا اعتراض علی بہشتی زیور کما یفعل جهلة زماننا اصل ص ۱۰۲ اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے تحقیق اس فقرہ پر حمقاء زمانہ نے یوں اعتراض کیا ہے۔ اس کا صدق تو کسی لایعقل ہی پر ہو گا ورنہ یہ بالکل نہ جاننا کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر تو صادق نہ ہو گا آہ شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ اتنی بات تو ہر سمجھدار جانتا ہے کہ سمندر میں اور دریاؤں میں اور چشموں میں پانی موجود ہے۔ لہذا یہ صورت کہ بالکل نہ معلوم ہو کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر صادق نہیں آسکتی۔ اگر یہ مطلب ہے اور غالباً یہی ہے تو یہ حمق صریح اور جہل عظیم ہے یا عناد ظاہر ہے۔ کیونکہ اتنی بات ہر سمجھدار جانتا ہے کہ اس مقام پر لفظ کہاں اتنا عام نہیں ہے جتنا یہ جہلا سمجھتے ہیں بلکہ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس جنگل میں پانی ہے یا نہیں اگر ہے تو ایک میل کے اندر ہے یا باہر ہے اور اگر اندر ہے تو کس جگہ ہے۔ اب کوئی اعتراض نہیں نیز اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس صورت میں تو تیمم کے جواز کی بہت سی صورتیں نکل جائیں گی۔ آہ۔ لیکن یہ بھی ان کی حماقت اور جہالت ہے۔ کیونکہ یہ جواز تیمم کی ایک خاص صورت ہے نہ کہ اس کے جواز کا قاعدہ کلیہ اور شمول جمیع صور قاعدہ کلیہ کیلئے ضرور ہے نہ کہ کسی خاص صورت کے لئے مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر کسی نے وضو کیا اور بعد کو پیشاب کیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس سے انتقاض وضو کی بہت سی صورتیں نکل گئیں۔ یہ ہیں وہ لچر اعتراضات جنکی بناء پر بہشتی زیور کو ناقابل اشاعت قرار دیا جاتا ہے اور اس کے لئے سازشی جلسے کئے جاتے ہیں۔ اصل ص ۱۰۶ ج ۱ اگر پانی قریب ہو الخ۔ تحقیق مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں محض پردہ کے خیال سے اور بوجہ شرم کے تیمم کرنا درست نہیں۔ کما یدل علیه قوله مردوں سے شرم کی وجہ سے الخ رہا یہ امر کہ اور کوئی وجہ ہو مثل خوف ناموس وغیرہ تو یہ امر آخر ہے بہشتی زیور میں اس کی نفی نہیں ہے۔ پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہے۔

ختم ہوا ضمیمہ ثانیہ